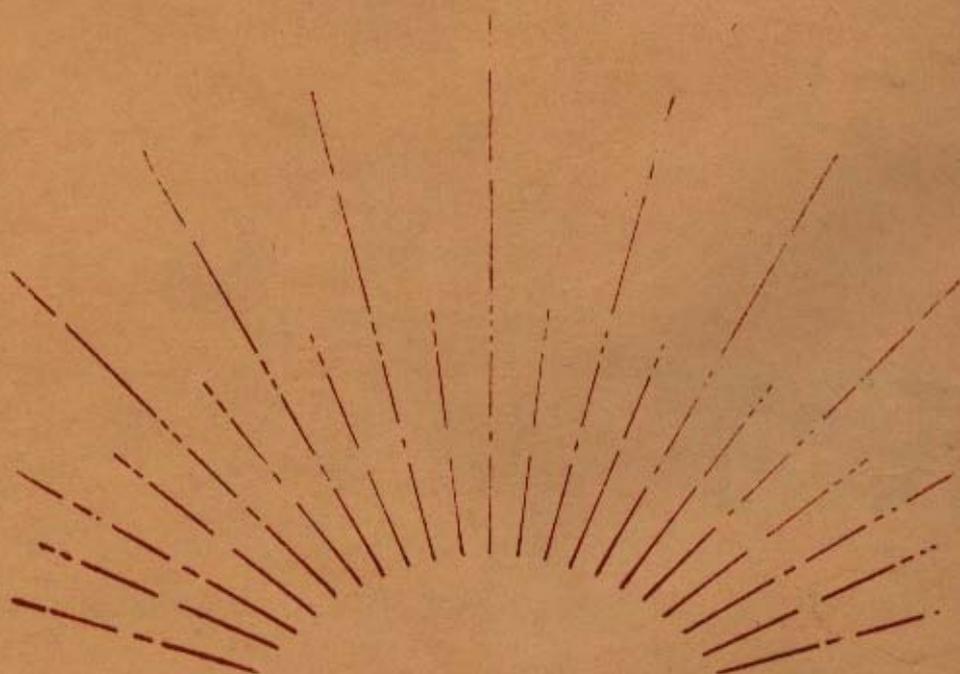


ماہنامہ تجلی دیوبند



Islamic News Paper Agency,  
CLOTH BAZAR, RAICHUR.

(G. RLY.)  
ایڈیٹر۔ عام عثمانی (فاضل دیوبند)

آٹھ آنے

As. 8

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

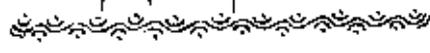


شماره ۱۱  
جلد

ہر انگریزی مہینہ کے پہلے ہفتے شائع ہوتا ہے  
سالانہ قیمت چھ روپے۔ فی پرچہ آٹھ آنے  
غیر سالک سے سالانہ قیمت ۱۵ اشٹانگ لشکر پولش آرڈر

فہرست مضامین مطابق ماہ اپریل ۱۹۵۹ء

۴	عام عثمانی	آغاز سخن	۱
۱۹	==	الفہم الحدیث	۲
۲۷	==	تجلی کی ڈاک	۳
۳۵	مولانا مودودی	رسائل و مسائل	۴
۴۳	ملا ابن العرب کی	مسجد سے بیجانے تک	۵
۵۰	عام عثمانی	کھرے کھوٹے	۶
۵۸	سیکم عظیم زبیری	باب الصحت	۷



## اش ضروری

اگر اس دائرے میں سہ رخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خسریداری ختم ہے۔ یا تو مئی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں دی پی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہوتی ہے اسلئے بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (وی پی چھ روپے باسٹھ نئے پیسے کا ہوگا) مئی آرڈر بھیج کر آپ وی پی خرچ سے بچ سکتے ہیں۔

## پاکستانی حضرات

ہمارے پاکستانی پتہ پرچہ ہ بھیج کر رسید مئی آرڈر میں بھیجیں رسالہ جاری ہو جائے گا۔

پاکستان کا پتہ: جناب شیخ سلیم اللہ صاحب  
مکملی۔ ۲/۵ ناظم آباد کراچی (پاکستان)



ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ  
دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (وی پی)

اس پرچہ پر مئی آرڈر بھیج کر رسید مئی آرڈر میں بھیجیں رسالہ جاری ہو جائے گا۔

# آغا ساجد

رکھو غالب مجھے اس تلخ نوانی سوسنا  
آج کچھ درد مرے دلیں سوا ہوتا

## جوئے کی لعنت

حیدرآباد دکن اور ہمارے بعض علاقوں میں مسلمانوں میں ایک رسم "جوئے" کے نام سے رائج ہے۔ یہ وہی ہے جسے اہل ہند میں غالباً "تلاک" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کا لغت لیباب یہ ہے کہ شادی سے قبل لڑکے کے سر پرست اپنے لڑکے کی ایک قیمت تعین کرتے ہیں اور ساتھ ہی مطلوبہ چیز کی مقدار بھی۔ لڑکی کے سر پرست جب تک قیمت اور مطلوبہ چیز ادا نہ کر دیں نکاح نہیں ہوتا۔ یہ قیمت سیکڑوں سے لے کر ہزاروں تک ہوتی ہے اور چیز کی نوعیت بھی موقع کی نسبت سے بدلتی رہتی ہے۔ گویا عقل و نقل دین آئین فطرت اور عالمی اصول اخلاق کے بالکل برعکس لڑکا یا اس کے سر پرست لڑکی والوں سے رقم وصول کرتے ہیں، گویا اللہ اور اس کے رسول نے جو عورت کی ملکیت وضع کی قیمت میں مرد کے ذمے ہر کے نام سے ایک رقم ڈالی تھی اس کا انتقام خود مسلمان اس طرح لیتے ہیں، گویا وہ پوری بے حیائی اور بدنہادی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کو منہ جڑاتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ہزار افسوس کہ بعض اور ناپاک رسوم کی طرح یہ رسم بھی مسلمان معاشرے کے بعض حلقوں میں اس طرح رواج پا گئی ہے کہ لڑکی والے رقم اور مطلوبہ چیز کی ادائیگی پر مجبور ہیں ورنہ لڑکیوں کی شادی ہی نہ ہو سکے۔

۱۹۵۵ء میں حیدرآباد سے آئے ہوئے بعض خطوط کے ذریعہ میں اس کی اطلاع ہوئی تھی اور ہم نے دو شماروں میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ ظاہر ہے یہ خیالات اس کے سوا کیا ہو سکتے تھے کہ یہ ذلیل رسم پہلی فرصت میں سچ و سچ سے اکھیڑ دیئے جانے کے قابل ہے۔ اس کے بعد ہم چپ ہو گئے اور پھلے

ماہ تک کوئی وجہ سامنے نہ آئی کہ ہم پھر اس پر کچھ لکھیں، لیکن باوجود گزشتہ ہفتے کے پاس کچھ حیرتناک قسم کے خطوط آئے جن میں ہمیں جی بھر کے صلواتیں سنائی گئی تھیں۔ صلواتوں کا تو کچھ نہیں حیرت اس بات پر ہوئی کہ حیدرآباد کے متعلقہ حلقوں میں ہمارے سکوت کو عجیب غریب معانی پہنائے گئے ہیں۔ ان کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے خطوط میں یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ ہفت روزہ "پیام مشرق" (دہلی) میں اس موضوع پر مہینوں سے بحث چل رہی ہے۔ ہم نے اب ضروری سمجھا کہ "پیام مشرق" کا فائل حاصل کریں اور کر لیا۔ اس سے پہلے کہ ہم قرآن و سنت کی روشنی میں اس گندی رسم پر کلام کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا بس نظر بھی ناظرین کے سامنے رکھیں تاکہ انھیں حجام ہوسکے کہ ایک صریح الفساد اور ذلیل و رکیک رسم کو قرآن و سنت سے باطل و فاسد ثابت کرنے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے۔

پیام مشرق میں ۱۲ ستمبر ۱۹۵۵ء سے ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء تک ایک صاحب احمد نجی الدین قادری نے اس رسم کی تاثرات و تحسین میں چار سطروں کا مضمون تحریر فرمایا ہے۔ اگر کسی صاحب کو جہالت، دھاندلی، بے غیرتی، کن ذہنی، چرب زبانی، عقل دشمنی اور بازاری خطابت کا ہڈیانی شامہ کار دیکھنا ہو تو اس مضمون کو دیکھیے۔ پیام مشرق کے فائل مدیر ہی کی ہمت ہے کہ انھوں نے یا وہ کوئی کے اس بلند سے کو بطور مضمون اپنے موقع پر جریدے میں چھاپ دیا، ورنہ اس کی صحیح جگہ ردی کی لڑکی کے سوا کہیں نہیں تھی۔ تاہم اس کی اشاعت سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ جوڑے بازوں کا پورا ذہن اور قابلیت اور صلح علم

کی پابندی میں ایک نہایت مفید اور خیر و برکت کا حامل رواج ہے کہ شادی کے موقع پر دو لہاکا چوٹے کے نام سے دو چار ہزار روپے کی حقیر سی رقم لڑکے کی تعلیمی اور خاندانی خوبیوں کے اعتبار سے وصول کی جاتی ہے اور جہیز پیلے سے ملے کر لیا جاتا ہے تاکہ کوئی نامعقول اور متکدل لڑکی والا عین وقت پر خراب خستہ چیز کے ساتھ اپنی بیٹی چوالہ نہ کرے۔

بیچ بکتیے کیا کسی حد درجہ بلیا اللذہیں شخص کے سوا بھی کسی شریف النفس سے اس طرح کی لغو کوئی تصور ہو سکتی ہے؟ ہوائی چرب زبانی کے علاوہ اس عبارت میں دُور دعوے بھی ہیں اول یہ کہ جوڑے کی رسم شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہے۔ یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ سنہاد کھینا، تاڑی پینا، بس کھیلنا اور جہاں سے موقع ملے رقم چھپٹ لینا شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہے۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ قادری صاحب اور ان کے نام نہاد علماء قیامت تک ایک بھی سنجیدہ دلیل اس دعوے کی تائید میں پیش نہیں کر سکتے، جبکہ ہم انشاء اللہ اسکی تردید میں ناقابل بطلان دلائل پیش کریں گے۔

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ جوڑے کی رسم بزرگانِ پاکباز کی سنت ہے۔ یہ دعویٰ بھی ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ کمزوروں کو ٹوٹ لینا، مجوروں کا مال غصب کر لینا، بھیک مانگنا اور خودداری و غیرت کو طاق پر رکھ دینا بزرگانِ پاکباز کی سنت ہے۔ حیدرآباد ہی کے کچھ بزرگ اس ناپاک رسم پر عمل پیرا رہے ہوں تو اور بائیس لیکن جن اصناف کو امت مسلمہ بزرگانِ پاکباز کہتی اور جہتی ہے انہیں سے تو کوئی ایسا بے غیرت، لالچی، ظالم اور دین فروش ہوا نہیں جو لڑکی والوں سے اپنے صاحبزادوں کی کتھیں وصول کرتا ہو۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے محترم صحابہ، پھر تابعین، تبع تابعین، پھر ائمہ و فقہاء، صوفیاء و مشائخ، اولیاء و اقیامہ وغیرہم میں سے کسی ایک معروف سنی کا تو نام لیجئے جس نے استحصال کا یہ گھناؤنا طریقہ استعمال کیا ہو، جس نے اپنی یا اپنی نرنیز اولاد کی شادی پر لڑکی والوں سے رقم اور جہیز طلب کرنے کا گدا گرا اندام کیا ہو ہم ڈٹنے کی چوٹ کہتے ہیں کہ قادری صاحب اور ان کے اعوان و انصار

کل کر سامنے آگیا۔ ہم اس پوزیشن میں تو ہرگز نہیں ہیں کہ قادری صاحب کے طویل بیانات پر بھروسہ کرتے ہوئے کجلی کے صفحات برباد کریں۔ اس فریضہ کو ان متعدد مضمون نگاروں نے ادا کر دیا ہے جن کے مضامین پیامِ مشرق ہی میں شائع ہوتے رہے ہیں اور تا دمِ تحریر شائع ہو رہے ہیں۔ تاہم چونکہ حیدرآباد کی بہت سے علماء بھی جوڑے بازی کی تائید میں لگے ہوئے ہیں اس لئے قادری صاحب کے مضمون سے حیدرآباد کے بطور نمونہ پیش کئے دیتے ہیں تاکہ دنیا دیکھ سکے کہ حیدرآباد میں کس ڈھٹائی کے ساتھ علم اور جہل، بے غیرتی اور جیا، شرافت اور کمینہ پن کو ایک کر دیا گیا ہے۔

کسی ہوشیار سے پوشیدہ نہیں ہے کہ دنیا میں کچھ بُرائیاں ایسی بھی ہیں جنہیں بُرائیاں تسلیم کرنے کے لئے کسی خاص مذہب کی گواہی اور تئید درکار نہیں ہے، بلکہ انسان کی اخلاقی جبلتیں ہمیشہ سے بُرائیاں ہی تسلیم کرتی آئی ہے۔ مثلاً چوری، بددیانتی، جھوٹ، زنا، اعلا م، گداگری، ناجائز انتفاع و استحصا ل وغیرہ اب اگر کسی معاملہ کا جو از اور عدم جواز زیر بحث ہو تو ایسے بچا اور بے ضمیر لوگ نہ ہی ملیں گے جو اپنی بات کی بیخ میں ان متفق علیہ برائیوں میں سے بھی کسی بُرائی کو بُرائی ہی ماننے سے انکار کر دیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ جوڑے کی رسم کے حامی۔ جنکی ترجمانی قادری صاحب نے کی ہے، ٹپے فخر کے ساتھ ناجائز انتفاع، بدعہب ری، شقاوت اور دستِ طلب دراز کرنے کو نہ صرف جائز بلکہ محمود و مستحسن مانے ہوئے ہیں اور اسی باطل بنیاد پر ان کے داہی دلائل کا تعمیر معرور پاس ہے۔ مزید تا شاید یہ کہ وہ خدا کے خوف اور دنیا کی شرم سے بالکل بے نیاز ہو کر نہایت قطعیت کے ساتھ ایسے دعوے کئے چلے جا رہے ہیں جن کا کوئی سمر پیر نہیں، جو لغویت کے شاہکار ہیں اور جنہیں شکر ایک شریف و سنجیدہ آدمی کو سنے آنے لگتی ہے۔ مثلاً سُنئے قادری صاحب اپنے مضمون کے شروع ہی میں لکھتے ہیں:-

حیدرآباد دکن اور سابق ریاست حیدرآباد کے تمام اصناف کے اعلیٰ تعلیم یافتہ شریف مسلم گھرانوں میں شریعت اسلامیہ کے عین مطابق اور بزرگانِ پاکباز کی سنت

اعتنا جانتے ہیں اور وہ یہ کہ قرآن یا حدیث یا آثار صحابہ یا اقوال ائمہ میں سے کوئی چیز پیش کی جائے اور اس کے ذریعہ جو استدلال ہو اس میں حروف معلوم علی اصولوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ یہ نہیں کہ جاہلوں اور فتنہ برداروں کی طرح خواہ مخواہ کی لفاظی کرتے چلے جائیے ویسے ہیں آپ سے امیر قطعاً نہیں کہ کبھی ڈھنگ کی بات کہہ سکیں گے، کیونکہ آپ کے اس مضمون سے اور پیام مشرق کے بعض اور مضامین سے ہمیں خوب معلوم ہو چکا ہے کہ آپ کو نہ قرآن و سنت کے علم سے کوئی مس ہے، نہ مسئلہ ترائیوں کو آپ برائیاں سمجھتے ہیں نہ خودداری اور عزت نفس آپ کے نزدیک کوئی چیز ہے۔ نہ آپ استدلال اور ٹونو گوئی کا فرق جانتے ہیں۔ نہ آپ کے قلب میں قرآن، شریعت اور پیغمبر اسلام کا کوئی حقیقی احترام ہے۔

ذرا قادری صاحب کا "سرخین" دیکھئے۔ فرماتے ہیں:-

"انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں ہے کہ اس رسم کی

برکات اور فرضیت سے مطلع ہو کر سامنے ہندوستان

کے مسلمان اس رسم کو اپنائیں گے۔"

انفسوس "فرضیت" سے بڑا کوئی لفظ قادری صاحب کو نہ مل سکا اور نہ اس سے بھی نہ پوچھتے۔ آگے یہودی صفت تاجروں کی یورپی بے حیائی کے ساتھ وہ "لوگوں" کو جنس بازاری بن کر پیسے کی ترازو میں یوں تیسرتے ہیں:-

"دوسری جنگ عالمگیر سے پہلے ہائے یہاں اعلیٰ

خاندان کے میٹرک نوجوانوں کے مطالعہ کی مشورہ

ایک ہزار۔ انٹرو ہزار۔ بی۔ لے تین ہزار۔ اور

ایم۔ لے چار ہزار تھی۔ اصلاح کے نوجوانوں اور

معمولی گھرانوں کے نوجوان اس سے نصف یا نصف سے

بھی کم لیتے تھے۔ وہی شرح آج تک باقی ہے جب کہ

ہر سال کی قیمت کم سے کم پانچ گنا بڑھ گئی ہے۔ اسدا

انصاف کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی قیمت بھی پانچ گنا

ہو جانا چاہئے۔"

دیکھ سہے ہیں آپ؟ شاید برس بہ برس سود خوار بھی اس بے حیائی کے ساتھ انسانی خرید و فروخت کا گوشوارہ پیش کر کے سکے گا لے چھوڑنے کے علم و عقل اور شرافت و انسانیت کی بارگاہ میں یہ

ایک بھی۔ جی ہاں ایک بھی نظیر نہیں لاسکتے۔ کوئی مثال نہیں لے سکتے۔ بس اتنا ہی ان کے بس میں ہے کہ جو اوندھا سیاہا منہ میں آئے کہتے چلے جائیں۔ زبان پر کون کس کی تال ڈال سکتا ہے۔

اور اس جراثیم نفس کو دیکھئے کہ جو بد نصیب لڑکی والا ہزاروں روپے اور قیمتی چیزیں نذر نہ کر سکے وہ ان جباروں کو نزدیک "نامعقول" ہے۔ گویا جس کے گھر لڑکی پیدا ہو گئی ہے اسے لازماً اتنا متمول ہونا ہی چاہئے کہ لڑکے صاحب کی خریداری پر ہزاروں روپے صرف کر سکے۔ پناہ بخدا۔

قادری صاحب آگے لکھتے ہیں کہ دکنی علماء و اکابر نے

"سیکڑوں" اپنی تقریروں میں واضح کیا ہے اور

لا تعاداً فتوے شائع کئے ہیں کہ یہ رسم عین اسلام اور جواب

ہے اس لئے ہم دکنی مسلمان عہدہ چکے ہیں کہ اپنے خون

کا آخری قطرہ تک بہادیں گے، مگر اپنی اس اسلامی

رسم پر آئین نہیں آنے دیں گے۔"

یہ تو ٹھیک ہی ہے کہ لالچی اور زر پرست لوگ چمڑی جلتے کر دمڑی نہ جلتے کے قائل ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں اگر قادری صاحب جیسے لوگ اس طرح کی مضحکہ خیز باتیں کریں۔ اور یہ بھی ٹھیک ہی ہے کہ تاریخ دین فرانس عالموں اور کواکب ارتفاق سے بھری پڑی ہے اس لئے آج بھی اگر حیدرآباد کے کچھ علماء اور مفتیان کر آم ایک باطل دنیا پاک رسم کو عین اسلام کہنے لگ جاتیں اور فتووں کے ذریعے اسے واجب تک ٹھیرادیں تو زبان اور قلم اس قدر کون پہرے بٹھا سکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ فتوے چین حیدرآبادی علماء و اکابر کی بے بنیاد یا وہ گوئیوں کا نام نہیں، اور چند طبلہ لڈہن مقررہ کی چرب زبانی سے کوئی باطل لفظ یہ عین اسلام نہیں بن سکتا۔ اگر قادری صاحب کو حساب آخرت کا ذرا بھی خوف ہے تو ان کا فرض ہے کہ اپنے ہمنوا علماء و اکابر سے زیر بحث رسم کے جواز کی شرعی دلیلیں دریافت کر کے شائع فرمائیں۔ پیام مشرق کی طرح "تجلی" بھی اس خدمت کے لئے حاضر ہے، لیکن خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ہم دلیلیں چاہتے ہیں نہ کہ فضول بکواس اور لاطائف بآئیں۔ کسی نئے کو اسلامی نقطہ نظر سے مستحسن یا اجازت یا وجہی فرض ثابت کرنے کے لئے تمام اہل علم صرف ایک ہی طریقہ کو لائق

کیا تعجب کہ دیگر اسباب کے علاوہ اس کا یہ بھی سبب ہو کہ ایک ہولناک اجتماعی مصیبت کو نہ صرف راجح کر لیا گیا ہے بلکہ عالم اور پیشیا ہونے کا دعویٰ کرنے والے اسے اسلامی ثابت کر نہیں کر سکتے ہیں۔ بے راہروی اور خدا فراموشی کی ایک خاص حد ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ کی نگاہ قہر کو حلال آہی جاتا ہے۔ اور دیکھئے۔ بدعہداری ایک ایسی مذموم حرکت ہے جس کی قباحت پر تمام دنیا متفق ہے، لیکن جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں جوڑے بازوں کے یہاں تفرق علیہ خرابیاں تک جو یہاں شمار ہونے لگی ہیں۔ قادری صاحب نہایت فخر و تعریف کے ساتھ دو ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں لڑکے نے عین شادی کے وقت اپنے مطالبہ کی رقم بڑھادی اور لڑکی والوں کو مجبوراً ادا بھی کرنی پڑی۔ یہاں تک کہ جس طرح آج کے مغرب زدہ لوگ آداری، فحاشی اور غنسی انار کی کو آڈٹ پکھڑ اور ثقافت وغیرہ کا نام دیکر خوش ہوتے ہیں اسی طرح قادری صاحب نے شقاوت امیر بدعہداری کو "خودداری" کا خوشناما دیا ہے جوڑے کے خلاف جو لڑکیاں تحریک چلا رہی ہیں اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے قادری صاحب فرماتے ہیں:-

"ایک خودداری نوجوان تو اتنا برہم ہوا کہ اس نے اتفاقاً کی ٹھان لی۔ عین شادی کے وقت مطالبہ بڑھا دیا اور بارہا اٹھانے پر تیار ہو گیا جھکنا کر لڑکی والے کو پوسے چٹھیل ہزار دینے پڑے۔"

دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں:-

"ایک نوجوان گریجویٹ کی شادی ہوتی رہ سو جوڑے کی رقم اور ایک ہزار کے جہیز پر طے ہوئی تھی عین محفل عقد میں لڑکے نے اپنے مطالبہ میں دو ہزار کا اضافہ کر دیا اور کہا کہ اگر اسی وقت تکمیل نہ ہوتی تو بارات واپس لے جانا ہوں۔ لڑکی والے نے اس کے برادر میں ٹوٹی ڈال دی اور خدا اور رسول اور اولاد کی قسم کھا کر کہا کہ سب کچھ تمہاری شادی میں لگا دیا ہے اب اگر تم مجھ کو قتل بھی کر ڈالو تو قتل کے واسطے گھر میں ایک کوڑی نہیں ہے۔ اس نے

بائیں کس قدر پست اور گھناؤنی ہیں۔ کم سے کم یہ تو ان لڑکا فریبوں سے پوچھتے کہ کیا ہر مال کی قیمت صرف لڑکے ہی والوں کے لئے پانچ گنا ہوتی ہے۔ لڑکی والوں کے لئے نہیں، شاید لڑکی والوں کو یہ جلا دہ انسان سمجھتے ہیں نہ کسی انصاف کا مستحق۔" انصاف کے لفظ کو اپنی ناپاک زبان پر لانے سے پہلے ان اسلام فریبوں کو یہ بھی تو بتانا چاہئے کہ کیا گرائی کے باعث انھوں نے بہر کی اس رقم کو بھی پانچ گنا کرنے کا کوئی قصد کیا ہے جو قرآن میں مردوں کے ذمے واجب کی گئی ہے۔ یہ جوڑے کی رقم تو ان کی اپنی گھڑی ہوتی ہے جس کے جوڑا کا اشارہ تک وہ مستران و سنت سے نہیں لاسکتے، لیکن بہر کی رقم تو قرآن و حدیث میں منصوص ہے۔ تمام اہمیت سلم اس پر متفق ہے۔ کوئی کانسبری کہہ سکتا ہے کہ لڑکے پر ہر لازم نہیں ہے۔ تب کیا گرائی کا تقاضا یہ نہیں تھا کہ لڑکے والے پانچ گنا ہرا داکرتے۔ مگر تو یہ کیجئے جن کی آنکھوں پر لالچ اور ہوس زرنے لگا رہی کی بی باندھ رکھی ہو وہ پانچ گنا تو کیا ایک پیسہ بھی ہر کے نام کا ادا نہیں کر سکتے اور جو رقم ہر کے نام پر طے پاتی ہے وہ نہیں ادا ہر ہی رہتا ہے۔ خدا اور رسول سے سخر کرنے اور قرآن و سنت کے احکام کا مذاق اڑانے کی اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہوگی کہ خدا اور رسول نے نکاح کے معاملہ میں عورت کو مرد سے ایک رقم وصول کرنے کا حق دار بنایا۔ قسماً عورت کی ملک نفع کو ٹھہرایا اور اسے اس حد تک اہمیت دی کہ اگر بلا ہر کے کوئی شخص نکاح کر لے تو نکاح ہوتا ہی نہیں۔ ہمارے جبراً بادی فنکاروں نے اللہ اور رسول کے بالمقابل خم ٹھونک کے اعلان کیا کہ وہ صاحب! قیمتی شے تو ہمارے صاحبزادگان ہیں اور ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ کی ڈگریوں کے مقابلہ میں ملک نفع کی کیا قیمت سے جہیز نہیں دیں گے اس زبانی وعدہ کر لیں گے اور وہ بھی اٹھنے لگے اس میں ہمارا کچھ بگڑتا نہیں، البتہ خود لڑکی والوں سے ہم خاطر حق رقم اور جہیز وصول نہیں کرینگے۔ دیکھیں آپ دونوں محترم یعنی اللہ اور رسول ہمارا کیا لگا لیتے ہیں!

خدا پناہ میں رکھے۔ جیدر آباد میں ابھی کچھ ہی دنوں پہلے پولیس کمشنر کی صورت میں جو عذاب آہی نازل ہو چکا ہے

میری عزت بچا لود اپنے مطالبہ کے اعتبار سے دستبردار ہو جاؤ۔ مگر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ دماغ نوجوان ان فریبوں میں آنے والا کہاں تھا، وہ کہ ہالیوڈ کی طرح اپنے مطالبہ پر چارہ پا۔ ناظرین کو یہ نہ کہ جسرت ہوگی کہ جن گھر میں کفن کو ایک کوری نہیں تھی چن گھنٹوں کے بعد اسی گھر سے نقد پورے دو ہزار نکل کر دو گھانٹوں کے اندر ہی آگے اور شادی ہو گئی۔

دیکھا آپ نے۔ دونوں واقعوں میں ذلیل ترین بد عہدی سفاکی اور شقاوت موجود ہے، مگر سڑے ہوئے دل و دماغ اسے خود داری اور اعلیٰ دماغی وغیرہ کے نام دے رہے ہیں۔ دوسرے واقعے کی ہولناکی کا اندازہ کیجئے۔ آپ نے سنا ہوگا بعض بادشاہ انسانوں کو اذیتیں دیکر، سانپ چھوئے کٹوا کر، کانٹوں اور آگ کے شعلوں پر تڑپا کر خوش ہوا کرتے تھے، یہی کیفیت اس واقعہ کو غم سے نقل کرنے والے کی ہے۔ اس میں شرافت، انسانیت، اخلاق اور فہم وغیرت نام کی کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی۔ وہ حیدر آبادی نوجوانوں کی اس نسیب عطلانی بد کرداری پر نوحہ کرنے کی بجائے موچپوں پر تاؤ سے رہ رہے۔ وہ لڑکی والوں کی غلطیوں پر گڑبھنے کی بجائے پوری خباثت نفس کے ساتھ لڑکے کی توہین میں رطب اللسان ہے۔ حتیٰ یہ ہے کہ جس طرح عادی اور شہور رسم کے غنڈے بدکاروں ہی کو لائق فخر سمجھنے لگتے ہیں اور آپس میں پیچھے کر نہایت شان سے ڈینگیں مارا کرتے ہیں کہ ہم نے اتنا مال ٹوٹا، اتنی عورتوں کی آبروریزی کی، اتنے آدمیوں کو قتل کیا۔ ٹھیک اسی طرح قادری صاحب اپنے منہواؤں کے کارنامے بیان کر رہے ہیں اور ان کی شقاوت بلبلی سے صاف ظاہر ہے کہ اگر خود انھیں بھی کوئی موقع مل جائے تو لڑکی والوں کا گھر تک چکوالینے میں دریغ نہیں کریں گے۔ ذرا قادری صاحب کی ایک اور خوش فہمی ملاحظہ فرمائیے البیان کے ایڈیٹر مولانا ابوالخیر نے بھی جوڑے کی مخالفت کی تھی قادری صاحب فرماتے ہیں:-

”ان کی مخالفت اس لئے کوئی وزن نہیں رکھتی کہ وہ ایک خاص طبقہ سے بہت کرشمہ بول عوام نہیں ہیں ان سے زیادہ تو مسلمانوں میں میں مقبول ہوں۔ میں خود عالم دین

فقیر اور محبت ہوں۔۔۔۔۔“

اس طرح چور ہے پر اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی مثال تاریخ عالم میں کم ہی ملے گی۔ قادری صاحب اگر چاہیں تو خود کو امام احمدیوں، رئیس الفقہاء اور علامتہ الدہر بھی لکھ سکتے ہیں۔ کون ہے جو ان کا قلم پکڑ سکے، لیکن اپنے چار قسطوں کے اس مضمون میں تو وہ ایک بلید الذہن عاصی سے زیادہ کچھ بھی نظر نہیں آتے۔ ہم انھیں امام الحیثین مان لیں گے اگر وہ ایک بھی صحیح حدیث جوڑے کی رسم کے جواز میں پیش کر دیں۔ رئیس الفقہاء مان لیں گے اگر جباروں امانوں میں سے کسی ایک بھی امام کا قول اپنی تائید میں سامنے لائیں علامتہ الدہر مان لیں گے اگر دین کے مستند ماخذ یعنی قرآن و سنت اجماع صحابہ یا معروف و معلوم فقہدین کے قیاس و اجتہاد سے ”جوڑے“ کی ناپاک رسم پر شہادت لے آئیں۔ حالانکہ ہم انشاء اللہ اضحیٰ مستند اور متفق علیہ ماخذ سے ان کی تردید میں بہت کچھ پیش کرنے والے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

اس مشاغلہ اور خود ستانی کے بعد قادری صاحب نے دسیوں علمائے حیدرآباد کے نام لکھ کر فرمایا ہے:-

”حیدرآباد کے تمام علمائے دین جو کہ آسمان اسلام کے روشن ستارے ہیں وہ صرف ہمارے طرفدار ہیں بلکہ اس رسم کے وجہ جواز میں فتویٰ صادر فرما چکے ہیں اور سیرۃ النبی کے طبعوں میں اس پر روشنی ڈال چکے ہیں اور خود اپنے بزرگوں کی اس سنت پر سختی سے کاربند ہیں۔“

اگر واقعی قادری صاحب نے صورت و واقعہ کی صحیح عکاسی کی ہے تو ہمیں کہنے دیجئے کہ علمائے حیدرآباد کا غالباً یہی گنہہ کردار تو ہے جس کے ادا بار میں حیدرآباد پر پولیس کمیشن کا عذاب نازل ہوا۔ مولوی حبیب گرتا ہے تو دل گھول کے گرتا ہے۔ وہ ایک طرف تجرتہ و دستار پہن کر خوشنما وعظ کہتا ہے اور دوسری طرف وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے غنڈے بھی پناہ مانگ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض حیدرآبادی علماء خوش کردار ہونیکے باوجود غلط انداز فکر کے تحت اس رسم کی تائید میں ننگ لگتے ہوں، لیکن گستاخی معاف ایسے علماء ہرگز اس قابل نہیں ہیں

میں جو ٹخنہ میں آئے وہاں تباہی بکھا چلا جا رہا ہے اور اسے ہوش ہی نہیں ہے کہ میرے ہڈیاں نات عقل مند سبب، شرافت و انسانیت اور معروف اخلاقی اصول و اقدار کیا فیصلہ صادر کریں گے۔ ناظرین کہیں گے ہم بڑی سخت گوئی پر اتنے ہوئے ہیں۔ ہم عرض کریں گے کہ قادری صاحب کے ارشادات و اذکار جس لحاظ و تن جواب کے مستحق ہیں اس کا تو ابھی حق ہی ادا نہیں کر سکے۔ ہم ضمیر کو ایک سمجھ کر نظر انداز کر دیتے، لیکن آفت یہ ہے کہ انکی پشت پناہی علماء کر رہے ہیں اور ان کے پیش کردہ دلائل و حقیقت ان علماء ہی کے دلائل کی مختلف کلیں ہیں جس کی وجہ سے اسلام بڑی طرح مجروح ہو رہا ہے۔ کچھ نمونے آپ نے دیکھے، کچھ اور دیکھئے۔ دلیل نمبر ۲ دیتے ہیں:-

”تمام تعلیم یافتہ لڑکوں اور لڑکیوں میں سینما مینی کا اور بعض لڑکوں میں اور خصوصاً اصلاح تلنگانہ کے لڑکوں میں مسکرات کا اتنا شوق ہوتا ہے کہ وہ اسکے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتے۔ تلنگ ۵۔  
محبوب نگر، کوڑھگل وغیرہ بعض مقامات میں تو مسکرات کا اتنا رواج ہے کہ آٹھ مساجد تک اسکے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر سینما بھی نہ ملے تو سینڈھی کی عادیوں کے ہاتھ پاؤں اٹھتے لگتے ہیں اور دم سا ٹکلتا محسوس ہوتا ہے۔ جوڑے کی رسم کے بغیر بے روزگاری میں ان ضروریات کی یا بھرتی کیسے ہوگی؟“

خط کشیدہ الفاظ بتاتے ہیں کہ قادری صاحب خود بھی سینڈھی پیتے ہیں اور سینڈھی نہ ملنے کی مصیبت بھی چھیلے ہوئے ہیں ورنہ یہ خاص کیفیت بلاذاتی تجربہ کے کیسے معلوم ہوتی ہے۔  
۱۷۔ یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً ”منٹ“ یا ”گھنٹے“ ہوگا۔  
۱۸۔ تمام الحروف نئے کے فن سے بالکل نااہل ہے اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ منٹ صحیح ہوئے یا گھنٹے یا کچھ اور۔ (تجلی)

۱۹۔ یہ بھی یا کتابت کی یا خود قادری صاحب کی غلطی ہے۔ صحیح لفظ ”یا بھرتی“ ہے۔ (تجلی)

کہ ان کی بات کو پرکھ کے برابر بھی وقعت دی جائے مسائل میں اختلافات سے شک ہوتے ہیں، کیونکہ حزنی اجتہاد و امتنا میں اختلاف کی گنجائش ہوا ہی کرتی ہے لیکن کوئی شخص اگر اتنا کم عقل اور بے بصیرت ہو کہ جوڑے سے کسی صریح البطلان اور واضح الفساد رسم کے بھی جواز کا گمان کرنے لگے تو اس کی عقل و فہم پر ماتم کر کے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسکی بے عقلی سے معاشرے کو محفوظ رکھے۔ رہے وہ حضرات جو جواز سے بڑھ کر ”جوب“ اور ”فرضیت“ تک کا نعرہ لگاتے ہیں تو یقیناً وہ بد نیت اور فتنہ بر دار ہیں۔ فرض و واجب ہی فعل ہو سکتا ہے جس کا صریح حکم قرآن و حدیث میں موجود ہوا اور جس کے ضروری ہونے پر ہر زمانے کے علماء کی ایک بڑی تعداد متفق رہی ہو۔ اب ظاہر ہے جوڑے کی رسم کا قرآن و حدیث سے تو کوئی تعلق ہی نہیں اور کسی بھی زمانے کا ایک بھی مستند عالم اس کی ضرورت و ضرورت جواز تک کا فتویٰ نہیں دے گیا لہذا اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس کی فرضیت و جوب کا دعویٰ کرتا ہے تو بلا ریب و شک جھوٹا ہے، فتنہ برور ہے، خدا اور رسول پر بہتان باندھنے والا ہے۔ وہ اگر کچھ صحیح سند یافتہ عالم ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کے نفس کی باگ ڈور شیطان کے ہاتھ میں آگئی ہے اور اس کی بصیرت دینی کو ہواؤ ہو س نے کھا لیا ہے۔ قادری صاحب اپنے مہمواء علماء کو آسمان اسلام کے روشن ستارے نہیں، بلکہ آفتاب ماہتاب بھی کہتے ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کتنے ہی آفتاب ماہتاب ہیں جنھیں ہم فلک نے ہواؤ ہو س کی چوکھٹ پر سج دے گذارتے دیکھا ہے۔ سوال تو قرآن و سنت کا ہے۔ دین کا ہے۔ ان روشن ستاروں سے کہو کہ اپنے بے نیاد فتور کے لئے کوئی شرعی دلیل لاؤ۔ گواہی تو پیش کرو۔

یہ اجمالی معروضات قسط اول کے بابے میں تھیں قسط ثانی و ثالث میں قادری صاحب نے نمبر وار ۲۷ محاسن مناقب اس رسم کے بیان کئے ہیں جنھیں وہ اپنی دانست میں دلائل و شواہد کہتے ہیں۔ جو بھی سلیم العقل شخص بڑھیکہ اس کے سوا کچھ نہ محسوس کرے گا کہ ایک شخص نئے کج حالت

”جوڑے اور چیز کی رسم کو لفظی طور پر سے ہلکے مخالف  
ناجائز بنانے میں حالانکہ اس رسم کا اصل قصہ سسرال  
سے دولت حاصل کرنا ہے۔ چونکہ ہمارے سسرال دو عالم  
نے شادی میں رسم دی اور لی ہے اور حصول نفع کی  
عرض سے اپنی متعدد شادیاں کی ہیں۔ اسلئے اسلام  
میں سسرال سے دولت حاصل کرنا واجب اور ثواب

ہے اور یہ بہارِ اجزا و ایمان ہے۔ (دستِ پیامِ مشرق، ستمبر ۱۹۵۷ء)

ایمان سے کہتے۔ کیا کسی ایسے شخص سے جسے ایمان نہ  
رسول اور خوفِ خدا کی ہوا بھی لگی ہو یہ امید کی جا سکتی ہے کہ  
وہ ایک ذلیل اور ایک رسم کی وکالت کرتے ہوئے اس ارفع و  
اعلیٰ مرتبہ تک کو اپنی دریدہ دہنی کا نشانہ بنانے سے نہیں بچ سکے گا  
جس کی پوری زندگی دریا دلی، فیاضی اور داد و دہش میں گذری ہو  
جو دم اور دم کو ٹھیکروں سے زیادہ وقعت نہ دیتا ہو جسکی خودداری  
اور غنائے نفس کا دامن زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہو جسکے  
بالے میں اس کے بدترین دشمن تک دولت کی ہوس ماں و زور کی  
طبع اور عیش و نعم کی حرص کا بہتان نہ تراش سکتے ہوں۔ اس معظم  
برتر مرتبہ کے بالے میں بھی جو شخص یہ کہے کہ اس نے متعدد شادیاں  
مالی منفعت کی عرض سے کی تھیں اس سے بڑھ کر جاہل، گستاخ  
اور فاجر عقل کون ہو سکتا ہے۔ و اولاً داد دینا۔

ناظرینِ طہمتیں رہیں ہم آگے چل کر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ  
و سلم کی شادیوں کا حال بھی لکھیں گے۔ ذرا میں منظر سے فارغ  
ہو لیں۔ ہمیں رنج ہے کہ فاضلِ مدبرِ پیامِ مشرق قرآن گھناؤنی  
سطور کا نوٹس لئے بغیر خرافات و ہفتوات کا یہ پلندہ چھا پدیا۔  
اور حیرت بالائے حیرت یہ کہ قسط نمبر ۲ پر انھوں نے یہ نوٹ دیا۔  
”علمائے کرام توجہ فرمائیں!

شرعی و سماجی اعتبار سے چیز اور دو لہاکے جوڑے  
کے ضروری ہونے کی جو حجت ”پیامِ مشرق“ میں چل  
رہی ہے ضروری ہے کہ اس پر ہندوستان کے تمام  
علمائے کرام اور اربابِ نظر توجہ فرمائیں۔ زیر نظر حجت  
میں قرآن و سنت کے حوالے سے جو باتیں کہی گئی ہیں  
انکا جواب دینا بہت ضروری ہے۔“

خیال ہے کہ اپنا یہ مضمون بھی انھوں نے کسی ایسی ہی حالت میں لکھا  
ہے جب سینا بھی میسر آئے کافی دیر ہو گئی تھی اور دماغ نے کام سے  
انکار کر دیا تھا۔ ہوشمند جانتے ہیں کہ جس طرح شراب ایک نشہ  
ہے اسی طرح تشنگی اور شدتِ طلب کی وہ حالت بھی نشہ سے کم  
نہیں ہوتی جب عادی نشہ رانی کو دیر سے شراب نہ ملی ہو پتیر  
دوسرا نمونہ دیکھتے۔ یہ گویا دلیلِ نمبر ۱ ہے۔

”ہم اہل دکن بزرگانِ دین کی روحانی قوتوں کی قائل  
ہیں۔ جوڑے کی رسم سے اجیری خواہ، خواہ مزیدہ نواز  
اور ڈبے پر صاحبِ ذبیحہ اولیاء اللہ کے نام کی دیں  
چکرا کر اور زور نیا نہ کر کے روزگار حاصل کیا جا سکتا ہے۔  
اس کے سوا اسے بے روزگاری میں بزرگانِ دین کی وجوہ  
خوش کیے ان سے مدد حاصل کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔“

یہ نفسِ قسم کی دلیلِ قادری صاحب نے غالباً ادارہ ”پیامِ مشرق“  
کی جذباتی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے صادر فرمائی ہے۔ کیونکہ وہ  
جانتے ہیں کہ پیامِ مشرق کے فاضلِ مدبر بھی اولیاء اللہ کی روحانی  
قوتوں میں یقین رکھتے ہیں اور زور نیا نہ وغیرہ کے معتقد ہیں۔ لیکن  
ہم یقین ہے کہ فاضلِ مدبر اور ادارہ ”پیامِ مشرق“ کا کوئی بھی مسدود  
لینے مسلک کی اس احقانہ وکالت و شہادت پر خوش نہ ہوا ہوگا  
قادری صاحب کو اگر سوچنے سمجھنے، لکھنے اور کہنے کا کچھ بھی شعور ہوتا  
تو اس حقیقت کا احساس کرنے کے لئے کسی ذہانت کی ضرورت  
نہیں تھی کہ مذکورہ دونوں ہی دلیلیں ان کے نام نہاد مسلک  
اور دعویٰ پر طنز و طعن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ بچا رہے انھیں  
اپنی تائید میں پیش فرمائے ہیں مگر انی الحقیقت ان سے اٹھی کے  
مسلک و موقوف کا ٹھکانہ اڑ رہا ہے۔

خیر بہانہ تک تو عقلی تلا بازیوں کا معاملہ تھا۔ آگے اس  
اللہ کے بندے نے اپنی آنرڈی پوزیشن بھی بر باد کر لی ہے۔ ذرا  
اندازہ کیجئے یہ شخص مسلمان ہے اور عالم و فقیہ اور محقق ہونے کا  
بھی دعویٰ رکھتا ہے۔ پھر بھی اسے رحمتِ عالم سرورِ کونین،  
ستیدالابرار، ہادی عالم، محبوبِ سماوی صلی اللہ علیہ و سلم کے  
دامنِ تقدس پر اپنی ذہنی غلطیوں کے چھینٹے اڑاتے ہوئے شرم  
نہیں آئی۔ رقمطراز ہے۔

ہم نے دود دفعہ بہت غور سے مضمون کو بشرطیکہ نہایت  
کو مضمون کہا جاسکے۔ پڑھا۔ ہیں تو قرآن و سنت کے حوالے  
سے ایک فقرہ بھی اس میں نہ مل سکا جس پر علی حجت ہو سکے ہاں  
یہ ضرور ہے کہ قادری صاحب نے چند جگہ اسلام دین جواب  
اور سنت جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں اور متعدد فقروں میں  
مکمل شقاوت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نام پاک  
نیاستے تاکہ سیدھے سادے لوگوں کے دماغ اس لفظی رشوت کو  
ٹھنڈے رہیں۔ اب آپ بتائیے ایک جاہل و گستاخ شخص اگر  
چوراہے پر کھڑا ہو کر لغویات بگھارنے لگے اور سچ سچ میں دینی  
اصطلاحات بھی بے تکے طور شامل کرنا چاہے تو کیا اسے "قرآن و  
سنت کا حوالہ" کہیں گے اور اس کی جواب دہی پر کوئی سنجیدہ  
آدمی خود کو آمادہ کر سکے گا؟

ہم فی الحقیقت اس ہذیان کا جواب نہیں نہیں چاہیں  
بلکہ کہنا کچھ اور مقصود ہے۔ اس کے بارے میں تو بس عملاً امت ہی  
اور کہیں گے کہ یہ مضمون قادری صاحب نے اس وقت لکھا ہے  
جب وہ نمودار اللہ خدا اور رسول کو ان کی مسندوں سے ہٹا کر  
وہاں روپے پیسے کو ٹھما چکے تھے اور طے کر چکے تھے کہ خود داری  
عزیت نفس مردانگی عدل و انسانیت اور عقلیت نام کی کوئی  
چیز دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ انھوں نے جوڑے کی رسم کے جتنے  
بھی محاسن بیان کئے ہیں دلائل دیتے ہیں وہ تقریباً سب کے سب  
ایسے ہیں کہ دنیا کی ہر اس فعل اور ہر اس رسم و رواج کے حق میں بھی  
استعمال کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعے کچھ پیسے ہاتھ آسکیں۔  
فرض کیجئے کچھ لوگ پیسہ کمانے کی خاطر یہ رسم جاری کریں کہ  
اپنی کواری بیٹیوں سے گھر بوائے انداز کی فحش گری کرایا کریں تاکہ  
ان کی شادیوں پر جو رقم خرچ آتی ہے وہ جیتا ہو سکے تو قادری  
صاحب کی بیان فرمودہ ساری دلیلیں اس میں حسین و خوبی  
کام آجائیں گی اور وہ سارے محاسن اس رسم میں بھی نظر  
آجائیں گے جو جوڑے کی رسم میں گناہے گئے ہیں۔ یہی نہیں۔  
آپ گداگری، سنگٹنگ، چور بازاری اور فاحشہ خورتوں کی  
دلی تکیہ دلائل و حسانت سے مستفید ہو سکتے ہیں، بلکہ  
ان میں بہا دلائل کی رو سے قادری صاحب اور ان کے ہنوا تمام

مردوں کو اس کی بھی اجازت دے سکتے ہیں کہ سعادت مند اور نامرد  
ہو، عورت سے فانی ہو سبے شمار درد پر خرچ کر کے تھکے گمراہ  
حاصل کی ہیں۔ فیاضی اور ایشا ر کے طور پر تم لڑکیوں کو اپنی زندگی  
میں لے رہے ہو لہذا تمہیں شرعاً عقلاً اور القضا فایر حق ہو  
کہ اپنی نشہ بازی، شینما جی، نذر و نیاز اور دیگر ضروریات کی  
خاطر بیویوں کو مجبور کرو کہ وہ جسم بیخ کر تھاری پرورش کریں۔  
انھیں سوسائٹی گرل بناؤ تاکہ تمہارے لئے پیسہ پیدا کر سکیں۔  
وہ اگر تمہارے عظیم احسان کی شکر گزاری میں اپنے جسموں کو  
عارضی طور پر دو مردوں کے حوالے کر کے روپیہ کما لاتی ہیں تو  
ظاہر ہے ان کا کچھ نہیں بگاڑتا اور تمہیں گدائی کے اخراجات  
اٹھانے کے لئے پیسہ مل جاتا ہے جس کا جی چاہے قادری صاحب  
کے دلائل پڑھ کر دیکھ لے، ان کی رو سے، یعنی اس طرح کی تمام  
باتیں نہ صرف جائز بلکہ موجب اجراء جواب بھی ٹھیک رہتی ہیں۔  
بھلا جب اور زاد نکار رہنے اور آزاد چھٹی تحسانت کی تم کہتے  
اور خدا کے نہ ہونے تک پر مغربی سن چلوں کو واسطہ دلائل  
ہاتھ آگئے تو "جوڑے" سے پیسے کے لئے اس بیخ سے سوسائٹی گرل  
کا کیا فطرت ہو سکتا ہے۔ جو شخص بھی شرم و حیا، علم، اخلاق اور شرافت  
و انسانیت کو بالائے طاق رکھدے وہ ہر دم سے بدتر ہو سکے  
کے لئے ایک ہزار دلائل گھڑ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام  
نے اجتہاد و قیاس، استدلال و استنباط اور آزادی رائے کے کچھ حد  
معتین کئے ہیں۔ ان حدود کو بھلا گئے والوں سے وہ سیدھے منہ  
بات نہیں کرتا، بلکہ تعزیر کے کوڑے کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس میں  
آج نظام اسلامی ناپید ہے اور اسی لئے نہ جانے کتنے قادری اپنے  
افعال و اقوال سے اسلام کا مضحکہ اڑاتے آزاد بھر رہے ہیں۔

بات لمبی ہو گئی، مگر ایک دن نمونہ اور بھی سی۔ صورت واقعہ  
یہ ہے کہ اس ناپاک اور ظالمانہ رسم کے خلاف کچھ لڑکیاں بھی تحریک  
چلا رہی تھیں۔ قادری صاحب نے صرف مزاج بننے کا طفلانہ نظام  
کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بھگے تو اس رسم کو مٹانے والی لڑکیوں سے رشتہ نہیں  
ہے اور میری رائے میں ہر شخص کو اپنا مقدمہ اپنی کان  
سے ہماری طرح لڑکیوں کو بھی اپنے مفاد کے تحفظ کا وسیع

چیز ہے، ثواب کسے کہتے ہیں اور دینی احکام و اصول کیا ہیں وہ  
بھولے سے بھی اس طرح کی بات زبان پر نہیں لاسکتے۔ چوری  
اور سینہ زدوری۔ لڑکی والوں پر صریح ظلم ڈھا کر حج کی رقم لینے سے  
تو بہتر یہ ہے کہ آدمی ریس، یا کوئی اور جو اکیلے کر یہ رقم جمع کرنے  
جوے میں کم سے کم طرفین کی رضامندی تو ہوتی ہے۔ حیرت ہار کے  
اصول و قواعد اور مواقع تو دونوں کسے لئے یکساں ہوتے ہیں۔  
یہاں یہ بھی نہیں۔ یہاں ایک طرف حیرے، خلاف انسانیت  
نورٹ کھسوٹ ہے۔ لڑکی والا سوچنے کر کے ٹھیک اسی طرح رقم  
ادا کرنے پر راضی ہوا ہے جس طرح ایک انتہائی ضرورت مند  
سوداگر رشوت لینے پر راضی ہوتا ہے۔ اگر واقعی ایسے ناپاک  
بڑے سے حج کا ثواب حاصل ہو سکتا ہے تو جوے کے پیسے سے کیا ہوا  
حج کچھ زیادہ ہی موجب ثواب ہو گا۔

انٹوس ہم ارادہ نہ رکھنے کے باوجود قادری صاحب کے  
بعض فرمودات عالیہ پر لپکا سا تبصرہ کر گئے۔ ذکر اصل میں بعض  
ان تفصیلات کا کرنا ہے جو پیام مشرق میں شائع شدہ عزیز الدین  
حیدر آبادی بی۔ اے کے مضمون سے معلوم ہوتی ہیں۔ انکی پہلی  
ہی سطر جو نکالنے والی ثابت ہوتی ہے۔

”چیز اور جوے کے حوزان پر اب تک کوئی ایک ہزار  
مضمون شائع ہو چکے ہیں“

استغفر اللہ۔ ہم نے تو یہ سمجھ رکھا تھا کہ جس طرح رشوت خوری  
اور چور بازاری وغیرہ رواج پاسے ہوئے ہیں مگر ان کے عدم  
جواز بحدت کی کوئی گنجائش نہیں اسی طرح ”جوے“ کی رسم بھی  
حیدر آباد کے کسی محدود طبقے میں رواج پا گئی ہے اور کم سے کم  
مسلمانوں کی حالت اس کے فاسد و باطل ہونے میں بحدت کی  
گنجائش نہ ہوتی چاہئے۔ مگر وہ اے مسلمان، توڑو بتا ہے تو  
انتا گہرا ڈوبتا ہے کہ پائال تک سراغ نہیں ملتا۔ پتا چلا کہ اس  
رسم کا تفسیر کوئی سرسری تفسیر نہیں ہے۔ نہ ایسا ہے کہ یہ تھوڑے  
سے بکرا لوگوں کی عملی بے راہروی کا نتیجہ ہو، بلکہ حیدر آباد  
کے متعدد معروف و مشہور علماء پر و فیسور اور مرشدین تک ایسے  
فکری و ذہنی غذا پہنچا ہے ہیں اور خدا کے دین کو جو اسے نفس  
کی چھری سے ذبح کرنے میں جیتہ و دستار کا بھی پورا پورا ہاتھ ہے

گرمی نے نوجوانوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر لڑکیوں کی  
تحریک کا مکیاب ہو گئی تو نوجوانوں کو بڑا بھاری  
نقصان پہنچے گا صرف حیدر آباد ہی میں ایک لاکھ  
سے زیادہ کنوائسے نوجوان موجود ہیں اگر چار چار ہزار  
جوڑے اور چیز کے فرض کیے جائیں تو چار پانچ لاکھ  
کا نقصان ہوتا ہے۔ اس زمانے میں جب کہ مسلمانوں  
کی معاشی حالت بہت کمزور ہے اور بڑے بڑے  
سالقہ خوش حال گھرانوں میں چوہا سلگنا بھی مشکل  
ہو رہا ہے اتنا بڑا نقصان برداشت کرنا کوئی کھیل  
نہیں ہے۔۔۔“ (حوالہ سابق)۔

ایمان سے کہتے۔ اگر دماغ کا کوئی اسکریو ہی ڈھیلا ہو جائے  
تو کیا کوئی شریف آدمی اس طرح کی لغو گوئی کر سکتا ہے بہ خط کشیدہ  
نقہ پر غور کیجئے مسلمانوں کی معاشی حالت کمزور ہو کر احساس  
کرنے کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ لڑکی والوں سے رقم وصول  
کرنے کی سفاکی ترک کر دی جائے، لیکن قادری صاحب کے  
نزدیک مسلمان معاشرہ صرف ان مسلمانوں تک محدود ہے جنکے  
گھروں میں لڑکے ہیں۔ لڑکی والوں کو وہ مسلمان ہی نہیں مان رہا  
ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ معاشی کمزوری کی کچھ رعایت تو وہ لڑکی  
والوں کو بھی دیتے۔

یہ صاحب خود کو عالم دین اور نہ جانے کیا کیا فراموش  
ہیں، مگر جہل و نادانی کا شاہکار مسلمان خط فرماتے۔ کہتے ہیں:-  
”بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ لوگ اپنے بیٹوں کے  
جوڑے کی رقم سے حج بیت اللہ سے شرف مہتے ہیں  
اور خود میرا بھی ارادہ ہے کہ اپنے بڑے بیٹے کی  
شادی میں مصروف حج سے شروٹ جوڑے کی رقم کا مطالبہ  
کروں گا، چونکہ نیک کام کرنے والے اور اس میں مدد کرنے  
والے دونوں کو سادی ثواب ملتا ہے۔ اگلے جوڑے  
کی رقم سے دونوں صدھیوں کی نجات آخرت کا سامان  
ہو سکتا ہے۔“

ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ خود داری، عزت نفس اور غیرت  
حیثیت کو تو رکھئے ایک طرف۔ جن لوگوں کو ذرا بھی علم ہو کہ حج کیا

لے قادری صاحب کی حسابی قابلیت ملاحظہ ہو۔ اگر ایک لاکھ آدمیوں کوئی کس چار ہزار روپے دیتے جائیں تو ان کے نزدیک چار پانچ لاکھ ہی بنتے

جواب شائع کیا تھا۔ موصوف کچھ آگے لکھتے ہیں:-

”تجلی کی حمایت اور پیشکش علماء کے واسطے ایک خضرہ بن گئی تھی، لیکن چونکہ لکڑیاں جماعت اسلامی پختہ نگر، جینئی پور، حلی تھیں لہذا اس کے ذمہ جوڑے کی رسم کے۔ تجلی (حامیوں نے اعلان کیا کہ تجلی جماعت اسلامی کا اشتہا ہے ہم اس کو بدلوادیں گے پھر تجلی کا رنگ بدل گیا۔ اس نے کوئی ادارہ یا مضمون اس موضوع پر نہیں لکھا اور بعض فتووں کے جواب میں اس رسم کی نیت کی تو اس میں بھی اپنی بددلی کا پورا پورا اظہار کیا حالانکہ اس رسم کے جواز کے دلائل میں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بری طرح توہین کی جاتی تھی ادا اب تک کی جا رہی ہے مگر واقعی ایڈیٹر صاحب تجلی نے ناموس شریعت اور ناموس رسول کو ناموس مولا ناموددی کی برابر وقت نہیں دی۔“

ان سطور میں ایڈیٹر تجلی کا جو حلیہ نظر آتا ہے وہ آئینہ کا محتاج نہیں اور آخری فقرہ میں طنز کا شتر جتنا تیز ہو گیا ہے وہ بھی ظاہر ہی ہے۔ تاہم فردی کو عزیز الدین صاحب کے کوئی شکایت نہیں ہے انھوں نے اپنے نقطہ نظر سے جو کچھ کہا ہے وہ خلوص ہی پر مبنی ہے اور اپنے صدق نیت کا اظہار انھوں نے آگے کے ان فقرہوں میں کر بھی دیا ہے:-

”جب تجلی نے اس معاملہ کو مذہبی اور قومی تفسیر دینے کے بجائے صاف لفظوں میں دکن کا مقامی قضیہ قرار دیا اس پر بحث کرنے کو تجلی کے اوراق کا صانع کرنا قرار دیا تو لڑکیوں کے مخالفین کے جو حیلے بلند ہو گئے۔ شاید ایڈیٹر صاحب تجلی کی نیت پاک ہو اور کسی غلط فہمی جو انھوں نے ایسا کیا ہو جس پر لڑکیوں کے مخالفین نے حاشیہ چڑھا دیا ہو.....“

صاف ظاہر ہے کہ بحث و جدل کے جس خوفناکی اور ہنگامہ خیز ماحول کا موصوف نے اپنے پورے مضمون میں نقشہ کھینچا ہے اس میں انھیں تو رتی طور پر ہی فدیہ کے طرز عمل سے بدگمانی کا موقعہ تھا۔ تاہم یہ ان کی اور ان سینے دوسرے دوستوں کی بدگمانی

پناہ بخدا۔ اہل ہندو کے بھی بعض حلقوں میں جوڑے کی رسم تلک اور منکری اور روکڑ وغیرہ ناموں سے جاری رہی ہے اور شاید آج بھی ہے۔ ہندوؤں کے باشعور اور نفیم افراد قدر تا اس کے مخالف ہونے ہی چاہتیں، کیونکہ یہ تو کھلی بے انصافی شقاوت اور بدکرداری ہے۔ چنانچہ روزنامہ ملاپ حیدر آباد نے بھی اس کے خلاف آواز اٹھائی اور اپنے صفحات اس بحث کے لئے پیش کئے۔ عزیز الدین صاحب کے مضمون سے معلوم ہوا کہ تنہا ملاپ میں ہی سات آٹھ سو مضمون شائع ہوئے اور یہ بھی ”اس رسم کے حامیوں نے اپنے معنائیں میں اس قدر منقلاط کا استعمال کیا کہ بڑی قلم زدگیوں کے بعد وہ ڈائیٹریٹ ملاپ، صرف پانچ فیصد مضمون شائع کر سکے اور موصوف کو مضمون نگاروں سے دائرہ تہذیب میں رہنے کی بار بار اپیل کرنی پڑی۔“

اس کے باوجود

”اس رسم کے جواز پر ایسے ایسے دلائل نظر آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر تہذیب و شرافت سر مٹتی ہے اور اسلام کا نام بہت بری طرح کھوٹا ہوتا ہے۔“ (دیباچہ)

اور آخر میں بھی کیا سکتا تھا۔ جو لوگ کھلے ظلم، صریح عنقریب واضح شقاوت اور غیر مشتبہ بدکرداری کے جواز پر دلائل لاتے ہیں وہ بدزبانی، سب و شتم، یا وہ گوئی اور کبوا اس کے سوا کچھ کہہ سکتے ہیں۔

خیر۔ عزیز الدین صاحب نے پہلے تو کافی تفصیل سوریہ دکھلایا ہے کہ اس رسم پر حیدر آباد میں مخالفت و موافقت کا کیا چھہ ہنگامہ برپا تھا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:-

”پھر جولائی ۱۹۵۷ء میں ماہنامہ ”تجلی“ دیوبند نے فتویٰ کی شکل میں اس رسم کی بڑی سخت مذمت کی اور لڑکیوں کی حمایت میں اپنے اوراق کی پیشکش کی جسکو ملاپ نے ”جوڑے کی لعنت“ کے تحت موٹی موٹی ذیلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا جس سے مقامی علماء و اکابر بوکھلا گئے.....“

تجلی نے اکتوبر ۱۹۵۷ء میں بھی اس سلسلہ کا ایک استفسار مع

رفع کرنے کے لئے اپنی قہوشی کے وجوہات عرض کئے دیتا ہوں۔  
 اولاً یہ کہ شہرہ میں جب بعض خطوط سے مجھے جوڑے کی  
 رسم سے واقفیت کا موقع ملا تو میں ہی سمجھتا رہا کہ حیدر آباد کے  
 کسی خاص حلقے میں یہ رسم رائج ہو گئی ہے اور اس کا پھیلاؤ اتنا  
 زیادہ نہیں ہے جتنا اب معلوم ہوا۔ پھر دو اشاعتوں میں میں نے  
 اس کے متعلق دانشگاہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تو اسکے  
 نتیجے میں مخالفین کے جو بھی خطوط مجھے ملے وہ بے حد نڈرے احقاقاً  
 اور ناشائستہ تھے جن سے یقین کر لینا پڑا کہ اس بحث کا ایک فریق  
 قطعاً جاہلی بد شعرا اور بدست ہے جسے حیدر علی طریقے پر کوئی بات  
 نہیں سمجھائی جاسکتی۔

ثانیاً یہ بات روز روشن کی طرح عیاں تھی کہ فرقہ تانی  
 کے تمام ہی افراد اگر جاہل و عامی نہ ہوں بلکہ کچھ ایسے لوگ بھی اسکو  
 ساتھ ہوں جو اپنے آپ کو عالم پر و فیصہ اور ہادی در پناہ وغیرہ  
 کہتے ہیں تب بھی اس سلسلہ پر مشین علمی و عقلی بحث کا کوئی موقع نہیں  
 ہے۔ کیونکہ اپنے تمام تر دعوے بسہ دانی کے باوجود کوئی شخص جو ایسے  
 کی صریح السلطان دم کے حق میں قرآن سنت اسوہ صحابہ اور  
 اقوال ائمہ سے کوئی دلیل نہیں لاسکتا۔ جو بھی اس کا اثبات کریگا  
 محض حرب ربانی یا زہ کوئی اور بے ہوشی زبان درازی سے کریگا۔  
 ظاہر ہے ایسی حالت میں کوئی سنجیدہ پرچہ کیونکر اور کہاں تک اس  
 وادی میں جھٹک سکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے انکو بڑھتے میں ہی عرض  
 کر دیا تھا اور اب بھی عرض کرتے ہیں کہ یہ جنگ نظریات و اصول  
 کی نہیں ہے۔ یہ اختلاف علمی انداز فکر کا نہیں ہے۔ یہ تنازع  
 اجتہاد و تفقہ کا نہیں ہے بلکہ اس کا ایک فریق صرف ہولے نفس  
 غرض پرستی اور شیطنت کی راہ میں رڈز رہا ہے جس طرح آپ اخبارات  
 و رسائل میں چوری رشتوں ستانی اور عجاستی کی ذہنی و عقلی تباہیوں  
 پر مقالے چھاپ چھاپ کر جوڑوں اور رشتیوں اور عیاشوں کو  
 ان کی حرکات سے باز نہیں رکھ سکے اسی طرح جوڑے کی رسم بھی جلی  
 اور محض اور چہ چوں میں ختم سے اور مقالے چھاپ کر نہیں بت سکی  
 جاسکتا بلکہ اس نے اپنے ضرورت ہے کہ علماء اور مشائخ اعلیٰ اف ام  
 دینیہ اور علمائے کرام کی کیا نہ سمر گرمیوں سے کام لیں اور حاکم  
 ان کے لئے اصولی و تنظیمی حیدر راہیں۔ اسی طرح کی سلسلہ کا ہونا

سے اصلاح ممکن ہے۔ لیکن ہماری بد قسمتی کہ ملت کا درد اور اصلاح  
 کا تحقیقی فکر رکھنے والی ہستیوں سے پیشوائی کی مسندیں خالی ہو چکی ہیں  
 چند افراد بھی نہیں ہیں کہ ہر طرح کے ذاتی مفادات اور سیاسی  
 نفع اندوزیوں سے بالاتر ہو کر خالصتہ لوجہ الناس کی مصلحتاً نہ خود  
 جہد میں اپنی زندگی کھپادیں، چند سینے بھی نہیں ہیں جو ظلم و  
 طغیان کی مولنا کیاں دیکھ کر نصرت مظلوم کے جذبے سے بھٹ  
 پڑیں۔ سجد گزار بہت ملیں گے، لوگوں کو کلہ پڑھانے کیلئے  
 فریہ بر فریہ پھرنے والے بھی کم نہیں ہیں، دلکش و اعظوں اور  
 خلیبوں کی بھی کمی نہیں۔ چلکہ کس بھی ہیں۔ عزت اس بھی ہیں، مگر  
 نہیں ہیں تو وہ دردمند نہیں ہیں جو ظلم و طغیان کے مقابلے  
 میں سینہ تان کر آگے بڑھیں اور اس عم میں ان کی نیندیں حرام  
 ہو جائیں کہ انھی کے چند ہیں اور بھائی جبر و عدوان کی جلی میں  
 پیسے جا رہے ہیں۔ و احسرتاً۔

ثالثاً ہمارے ذہنی میں اس دم کا کوئی جبر چاہ نہیں ہے۔  
 کبھی کہیں سے اس کا ذکر کانوں میں نہیں پڑتا۔ بد قسمتی میں یہ  
 سو سو سو سو پرچے آتے ہیں ان میں بھی کبھی اس موضوع پر کچھ نظر  
 نہیں آیا، حیدر آباد کا ملاپ یا کوئی اور اخبار بھی یہاں نہیں  
 آتا۔ پیرا مشرق سے بھی تبادلا نہیں ہے۔ اس وجہ سے شاید مشرقی  
 کو قطعاً معلوم نہ ہو سکا کہ حیدر آباد میں کیا ہنگامہ برپا ہے اور  
 تجلی کو اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہئے۔ اس کے دم و گمان میں  
 بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس کی شہرہ میں لکھی ہوئی دو مختصر  
 تحریروں کو کوئی بڑی اہمیت دی گئی ہے اور اگر وہ اور کچھ لکھتا  
 ہے تو اس کی مظلوم بہنوں کو واقفیت کافی تقویت پہنچ سکتی ہے۔  
 پھر اس سے بھی بڑھ کر وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ حیدر آباد  
 کے مسلمان۔ نہ صرف عام مسلمان بلکہ نام نہاد علماء و اعظوں اور  
 پروفیسر صاحبان اسلام اور غیر اسلام کی عزت و عظمت سے ہر سر  
 عام وہ گھٹاؤ نا کھیل کھیندیں گے جس کا علم اسے اب پیام مشرق  
 کے مضامین پڑھ کر ہوا ہے۔ ورنہ عزت زار ابن صاحب کو یہ  
 کہنے کا موقع نہ ملتا کہ ایڈیٹر تجلی نے ناموس شریعت اور ناموس  
 رسول کو ناموس مولانا مودودی کی ہر ابر و وقعت نہیں دی!  
 العفتر اللہ۔ ایڈیٹر تجلی کے نزدیک اگر مولانا مودودی کا

اور گھانگیا کہ کسی نہ کسی دباؤ یا رشوت سے تختی کے ہونٹ سی دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ڈھستانی کے ساتھ اعلان کیا گیا ہے۔  
 "تمام علماء متفقہ طور پر اس رسم کی تائید کرتے ہیں۔  
 تختی اپنی غلطی کو محسوس کر کے اس بحث سے ہاتھ اٹھا چکا ہے۔۔۔۔۔" (حصہ ۱۱، نومبر ۱۹۷۷ء)

اس اعلان کے دونوں ہی ٹکڑے کذب صریح اور فضول گوئی کا ثبوت ہیں۔ جہاں تک علماء کا تعلق ہے تاریخ گواہ ہے کہ بارہا باطل سے باطل تر موقف کو بھی ہوا پرست اور بے ضمیر علماء کی تائید میرا آتی رہی ہے۔ اگر آج ہی حیدرآباد کے بعض علماء کی پیروی یا علم و فہم کے بحران میں جوڑے کے وکیل بنے ہوتے ہیں تو انھی کی دکالت کو تمام علماء کی متفقہ تائید کہہ دینا بے معنی بات ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام دنیا کے اسلام میں چند مستند اولیٰ بھی ایسے نہیں نکلیں گے جو اس باطل رسم کے وجود پر فضیلت تو کجا اباحت و جواز ہی کا فتویٰ دیدیں۔

اور جہاں تک تختی کے اس بحث سے ہاتھ اٹھانے کا سوال ہے تو اس کے ذمہ ہم عرض کر چکے ہیں عزیز الدین حسنا کے مضمون سے یہ معلوم کر کے بڑا افسوس ہوا کہ آنحضرتؐ کی اسمبلی میں جوڑے اور جہیز کے نام پر لین دین کی ممانعت کا بل پیش ہو گیا تھا مگر مسلم ممبران اسمبلی نے اس کے دائرے سے مسلمانوں کو یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ یہ ان کے مذہب میں مداخلت ہے اینتر جمیٹہ العلماء حیدرآباد نے بھی حکومت میں اس رسم کے حامیوں ہی کی نمائندگی کی۔

جمعیۃ العلماء کے بارے میں ہم اس وقت کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے۔ صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص "جوڑے" کی نام نہاد رسم کو مسلمانوں کا مذہب ہی معاملہ قرار دے وہ چاہے جمعیۃ العلماء کا رکن ہو یا دنیا بھر کا علامہ اور لیڈر، لیکن اس کے اس قول کی خدا اور رسول کے یہاں کوئی وقعت نہیں ہے۔ اسو یا تو پتا ہی نہیں ہے کہ "مذہب ہی معاملات" کس جڑ یا کانام ہیں یا اس کی اطلاق جس کو قدرتی اور ذاتی مفادات نے ماؤف کر دیا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی پوس کہے کہ شب ببرات میں لٹاری چھڑانا اور عید بقر عید پر پتنگ اڑانا مسلمانوں کا مذہب ہی معاملہ ہے

ناموس دفعیہ رہا ہے تو اس کے بنیادی سبب پر بھی تو غور کیجئے۔ وہ پوری دیانت کے ساتھ دیکھتا رہا ہے اور اب بھی سمجھتا ہے کہ جوڑے کی رسم ہو یا دیگر اخلاقی مفاسد، معاشرے کی تضحیل اور برائیوں کی بیخ کنی صرف اسی ہمہ گیر نظام اسلامی کے نفاذ و نصب سے ہو سکتی ہے جس کی دعوت مولانا مودودی نے برپا کی ہے۔ یہ وہی دعوت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک نجدین و صلحاء برپا کرتے آئے ہیں اور جب وہ مولانا مودودی کی حمایت کرتے تو حقیقتاً وہ اسی مقدس دعوت اور اس کے برپا کرنے والے مقدس بزرگوں کی حمایت ہوتی ہے۔ تب یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے ناموس شریعت اور ناموس رسول عزیز نہ ہو۔ یہ دونوں ناموس تو وہ ہیں کہ ان پر جان تک قربان کر دینا سعادت و خوش بخشی کی حراج ہے۔

لیکن جیسا کہ ہم نے عرض کیا پیام مشرق کے مضامین پڑھنے سے پہلے ہم تصور نہیں تھا کہ جوڑے کی جاہلی رسم کے پڑھے لکھے حامی بھی اس اذلیل سطح پر اتر آئیں گے کہ شریعت اور بغیر تک یا ناموس ان کی دریدہ دہنیوں سے نزع سکے گا۔ رابعاً تختی کے قارئین میں سے دس یا بیس نے بھی ہمیں کبھی نہیں لکھا کہ "جوڑے" کے موضوع پر شہرہ میں کچھ لکھنے کے بعد خاموش ہو جانا انھیں گراں گذر رہے اور انھیں انتظام ہے کہ کچھ اور لکھا جائے۔ اگر ملک کے دیگر حصوں میں اس رسم کو بیخ کے نہ پائے جانے کے باعث وہاں کے لوگوں نے اس کو چھپی نہیں لی تو کم سے کم حیدرآباد کے حلقوں سے تو اس کی پیسی کا اٹھا ہونا ہی چاہئے تھا۔ تختی وہاں کافی جانا ہے۔ وہاں سے بھی جب کسی رسم کی تحریک نہیں ہوتی تو ہمارا یہ سمجھ لینا قدرتی ہی تھا کہ حیدرآباد کے بھی سنجیدہ لوگ اس بحث کو غلطی دائرے کی چیز نہیں سمجھتے اور تختی کے صفحات کو اس سے معمور دیکھنے کو خواہشمند نہیں ہیں۔

یہ سمجھو کہ اسباب جن کے قدرتی نتیجے میں تختی کا رشتہ اس بحث سے قطع رہا اور جوڑے کے حامیوں کی سیاسی شرائطوں کے انداز میں یہ دعویٰ اچھا لدا تھا کہ تختی کو ہم بددعا دیں گے اس لئے ہمارے سکوت کو بدگمانی کا ذوق بنانا ممکن ہو گیا

جیسے مجاہدین حق تک کو ان کے زمانے کے کتنے ہی نام نہاد علماء نے دہائی اور نہ جانے کیا کیا کہا اور آج تک یہ جاہلانہ نعرے گونج رہے ہیں تو تجلی کو دہائی کہہ دینے سے کوئی بات نہیں بنتی۔ چلتے ہم دہائی ہی ہی۔ اس سے بھی شوق دشنام کی تسکین نہ ہو تو کافر و مشرک کہہ لیجئے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا نام دیجئے۔ مگر خود جناب عالی جس قرآن اور حدیث کو ملتے ہیں ہم تو اسی سے آپ کے دعوے کی دلیل چاہتے ہیں۔ آپ سے یعنی ہمارا خطاب جوڑے کے تمام حامیوں سے ہے۔ اہل سنت والجماعت سہی، فقہ و محدث سہی، علماء و امام سہی، لیکن شاید ایسا تو کوئی منصب ماں کے پیرپٹ سے لیکر پیدا نہیں ہوتے ہوں گے کہ جو کچھ آپ فرادین وحی بن جاتے۔ ہم دہائیوں کو جہنم میں ڈالیں۔ خود آپ جس خدا اور جس رسول کو برحق ملتے ہیں انہی کے فرمودات میں ہی کوئی فرمودہ لائے جو آپ کے دعوے کی عین و تائید کر سکے، خدا اور رسول پر آپ کو زیادہ بھروسہ نہیں تو چلتے کسی ایسے فقہ، محدث، شیخ، عالم یا تہمت ہی کا قول و عمل پیش کیجئے جسے مسلمانان عالم سند مانتے ہوں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی نہ کر سکیں تو یہ فرمائیے کہ آپ دین و مذہب کس چیز کو سمجھتے ہیں، ثواب و عذاب کا کیا مطلب لیتے ہیں اور کون سے اصول و قواعد ہیں جن کی رو سے آپ کسی عمل و عمل کے جائز یا حرام یا مستحب یا مکروہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں؟ آخر دین آپ کی یا میری جائداد تو نہیں ہے۔ نہ وہ کسی خاص شہر یا ملک کے رسم و رواج کا نام ہے۔ وہ تمام عالم انسانی کی دولت ہے۔ اس کے دو ہی سکر سرچھے ہیں۔ قرآن اور سنت۔ اڈیٹر تجلی اور بعض دوسرے لوگ اگر آپ کے نزدیک دہائی، مگر اور ناقابل اعتبار ہیں تو ان پر خاک ڈالنے لیکن قرآن و سنت پر تو خاک نہیں ڈالی جاسکتی۔ آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا کوئی پرائیویٹ قرآن ہے جس میں جوڑے کی فرضیت درج ہے اور ہماری کچھ نئی حدیثیں ہیں میں جوڑے کو موجب ثواب ٹھیرا گیا ہے۔ لائے کوئی آیت۔ کوئی حدیث یہ ناممکن ہو تو چلتے معروف و معلوم کتب فقہ میں سے ہی کسی کا حوالہ دیجئے۔ یہ بھی نہ ہے تو عقل و منطق ہی سے کوئی دلیل ڈالئے۔ اگر اس میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار نہیں فرمائیں گے تو پھر یہی واضح

بلکہ جوڑے کی رقم کو مذہبی کہنا اس سے کہیں بڑھ کے فساد انگیزی کیونکہ یہ رسم اپنے عواقب و نتائج کے اعتبار سے آنتہائی ظالمانہ ہے اور اسلام سے اس کا اتنا سبب اسلام دشمنی کے مراد منت ہے۔  
خزینہ الدین صاحب نے اس قضیے کے سلسلہ میں غیر مسلم حضرات کا قول بھی نقل کیا ہے کہ:-

”مسلمانوں کا قرآن نوزم کی ناک ہے جدھر جا بہوڑو۔  
اس میں ٹی والے کا گھر لوٹنے میں ثواب بھی لکھا ہے،  
اور جہاں پ بھی دونوں گروہوں کو اس میں لینے اپنے  
مطلب کا لیکھ مل جاتا ہے۔“

سوچئے یہ بات غیر مسلم حضرات نے کیوں کہی ہوگی۔ اسی لئے ناکہ جزیہ و دستار ہیں مگر خطبہ و وعظ کہنے والے علماء نے مسجدوں اور صیۃ النبی کے جلسوں وغیرہ میں قرآن کی نہ جانے کن کن آیات کو توڑ مروڑ کر جوڑے کی تائید و تحمیل میں پیش کیا ہوگا۔ بجا رہے غیر مسلمین کیا جانیں کہ ان بڑے سراؤں کے سمروں پر شیطان سوار ہے اور قرآن اس سے کہیں بالاتر ہے کہ وہ ظلم ہے غیرتی اور سفاکی کی تعلیم دے۔ قرآن شادی بیاہ کے معاملہ میں کیا تعلیم دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل کن ہدایات کا آئینہ دار ہے اسے ہم ابھی پیش کرنے والے ہیں۔ تاہم ”جوڑے باز“ گروہ سے ایک خاص بات عرض کر دوں۔

پیام مشرق کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جوڑے کو حامیوں نے پوسٹروں اور تقریروں میں زور شور سے یہ بات کہی کہ تجلی ”دہائی“ ہے اس لئے اس کی باتیں اور فتوے سراسر ناقابل اعتبار ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ دلیل و حجت میں شکست کھا جانے کے بعد فتنہ پسند لوگ اصطلاحی گالیوں ہی پر اتر آتے ہیں کسی کیسٹ کے سامنے وجود باری وغیرہ کے دلائل میں کیے دیکھئے فوراً چیخے گا۔ یہ رجعت پسند ہے، سرسرایہ داروں کا اجنبط ہے، بوڑوا ہے۔ روس میں جسے بھی فنانکرنا ہوتا ہے ہاں تکلف اسی طرح کی اصطلاحی گالیاں داغری جاتی ہیں۔ اسی طرح کسی بدعتی کے سامنے تقریر سنی کی قباحتیں اور من گھڑت شاعری کی شناعتیں بیان کر کے دیکھئے فوراً دہاڑے لگایے دہائی ہے، دیوبندی ہے، اولیاء کا دشمن ہے۔ بیتار احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما

فریاد کیجئے کہ کیا واقعی جناب کو بیسویں صدی کی نبوت حاصل ہو گئی ہے کہ جو فریادیں دین بن جاتے؟

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اس مطالبے کے جواب میں جوڑے باز حضرات سوائے تبرا بازی سے اور کچھ نہ کر سکیں گے۔ اپنی باطل و مکروہ رسم کی تحسین میں انھیں دین کے معروف مرتضیوں سے ایک کلمہ بھی نقل سکے گا۔ ان کا یہی کام رہے گا کہ اوٹ، پٹانگ، دلائل سے کم علم عوام کو بہکاتے رہیں اور جو لوگ جوڑے بازی کے خلاف حق ہونے کا احساس کر چکے ہوں گے وہ بھی اپنے بیٹوں کی قیمت اسی طرح وصول کرتے رہیں گے جس طرح ایک رشوت خور رشوت کو بڑھاتے ہوئے اور ایک نشہ باز نشہ بازی کی قباحت کو چھاننے ہوئے بھی نفس کی خواہشات کے آگے سر جھکا سکتے رہتا ہے۔ حقیقتاً یہ مسئلہ علمی یا فکری اختلاف کا ہے ہی نہیں بلکہ لڑکے والوں کے منہ کو خون لگ گیا ہے اور جب تک حالات یا قانون کا دباؤ ان کے ناجائز استحصال کا راستہ نہیں روکے گا رشوت تک وہ باز نہیں آئیں گے۔

ہمارے بس میں اتنا ہی ہے کہ خدا کی کتاب اور رسول کی سنتِ خالق کے سامنے پیش کر دیں۔ اس مرتبہ کافی جگہ میں منظر نے لے لی انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں یہ فریضہ ادا کیا جائیگا اور اس سے فاسخ ہو کر کچھ شورہ بھی دیں گے کہ اس ناپاک رسم کو مٹانے کی کیا تدبیریں کرنی چاہئیں۔ جو افراد یا جماعتیں جوڑے کی رسم کو مٹانے کی تڑپ رکھتی ہوں انھیں اگلی اشاعت کو حاصل کرنے کا احتظام کر لینا چاہئے اور لڑکی والوں کو اپنی بے بسی پر قناعت کر کے بالوس نہیں ہو جانا چاہئے۔ بڑائی منٹ سکتی ہے بشرطیکہ ہمت، ایثار اور مسلسل جدوجہد سے کام لیا جائے۔

**بازگفت** پیچھے ذکر آچکا ہے کہ حیدرآباد میں جمعیتہ العلماء نے بھی جوڑے کی رسم کو مسلمانوں کا دینی معاملہ قرار دیا۔ ہو سکتا ہے یہ درست ہو، کیونکہ جماعتوں میں غیر ذمہ دار عناصر کی کمی نہیں ہوتی۔ تاہم ۹ مارچ ۱۹۵۹ء کے ایجنڈے میں بیٹریٹ ایجنٹ مولانا عثمان فاروقی نے جو شذرہ "جنیز کے خلاف بل" کے عنوان سے لکھا ہے وہ بھی دیکھ لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔  
"راہب سچا میں وزیر قانون نے اطمینان دلایا ہے کہ

حکومت خود جنیز کے خلاف ایک بل پیش کرے گی اور اس کم بر پر پابندی لگائے گی! جنیز کی رسم ہندوستان کے لئے بڑی تباہ کن ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایک قدیم رسم ہے جس کی بیخ کنی طاقات کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم بہتر چاہتے ہیں کہ حکومت کو سماج کے سخی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن سماج کی بعض برائیاں ایسی ہیں جن کا استیصال صرف قانون کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہندوستانی سماج قانون کا احترام کرے اور قانون شکنوں کو بڑی نگاہ سے دیکھے۔ ایک مصیبت یہ ہے کہ اونچے طبقے میں جنیز کی رسم خود ختم ہو رہی ہے۔ لیکن نچلے طبقے میں اسے زیادہ شدت کے ساتھ اختیار کیا جا رہا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ جنیز کی بیخ کنی کے لئے جلد سے جلد قانون بنائے اور غریبوں کو اس مداخلت سے نجات دے!"

فرماتے کیا اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ جمعیتہ العلماء کے نزدیک جوڑے کی رسم مسلمانوں کا مذہبی معاملہ ہے؟

## اعلان رعایت

مژدہ ہو کہ رعایت کی تاریخ بجائے ۱۵ مارچ ۲۵ اپریل کر دی گئی ہے

یعنی ۲۵ اپریل تک وصول ہونے والے کتا بوں کے ہر پندرہ روپے سے زائد کے آرڈر پر ۱۵ فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔

☆ صرف تقسیم القدر ان اس کے مستحق ہے۔

اس پر ۱۵ روپیہ

اس تہ سے طلب فرمائیں

مکتبہ تجسّی دیوبند (دیوبند)

سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ دس آنے۔ سیرت الشہداء و صحابہ رضی اللہ عنہم۔ بارہ آنے۔

# محبانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دعوتِ فکر و عمل

## ماہنامہ اسلامی دنیا دہلی

دنیا نے اسلام کا وہ کوٹ سا حصہ سہہ جو امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح سے (جو بخاری شریف کے نام سے مشہور ہے) واقف نہیں رہی وہ کتاب ہے جس کو قرآن حکیم کے بعد اصح الکتاب یعنی سب سے زیادہ صحیح کتاب ہونے کا عظیم المرتبت مقام حاصل ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے مسلمانانِ عالم نے امام بخاریؒ کو امام الحدیث اور امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب دیا ہے۔ اس مبارک کتاب کو جو فضیلت و شرف حاصل ہے۔ آج تک اسلام میں نہ کسی محدث کی تصنیف کو حاصل ہوا نہ کسی فقیہ اور امام کی تالیف کو۔ قرآن حکیم کے بعد اس کتاب کے آگے تسلیمِ خم کرتی ہے۔

### ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ

ہم ہر ماہ اس مبارک و مفید کتاب کا اردو ترجمہ جناب کی خدمت میں پیش کریں گے اور ساتھ ہی مشہور محدثین (جیسے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا رحیمین احمد صاحبؒ) کی تصانیف سے اخذ کر کے آسان و سہل پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ ماہنامہ اسلامی دنیا میں ہر سال اس ترجمہ کے (رسالہ ساز کے) تین سو صفحات (یعنی مراد جو عام کتابی ساز کے چھ سو صفحات) پیش کئے جائیں گے۔ باقی تین سو صفحات سالانہ میں دو چار اہم مضامین شائع کئے جائیں گے مثلاً اسرئادات حکیم الامتؒ، حضرت نواز علیؒ کی مجلسِ علمیہ کی وہ مخصوص گفتگو جن میں آپ بہت سے علمی و اصلاحی پہلوؤں پر روشنی ڈال کر تے تھے۔ اقدای نقطہ نظر سے جن کا مقام بہت بلند ہے۔

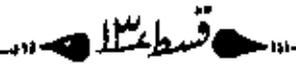
مشہور محدث حضرت امام ابن جوزی کے لطائفِ علمیہ، مزاحیر رنگ میں اہم سیاسی تبصرے۔ اور بہت دلچسپ مفید علمی و ادبی مضامین۔ خاتم النبیین محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محبت کا واسطہ دے کر جو ہمارے اور آپ کے دلوں میں موج زن ہے۔ ہم جناب سے اپیل کرتے ہیں کہ

اسلامی دنیا کی افادیت و اہمیت کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے ہمارے عزائم کو کامیاب بنانے کیلئے ہمارے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔ ہمارے لئے جناب کی امداد کے بغیر اس اہم دینی خدمت کو انجام دینا ممکن نہیں ہے۔ جس میں نہ تو کسی عظیم شخصیت کا تعاون حاصل ہے اور نہ ہماری پشت پر کوئی سرمایہ دارانہ قوت ہے یا کارفرما ہے۔

کاغذ، کتب و طباعت کی حوصلہ شکن گرانے کے باوجود سالانہ چندہ صرف پانچ روپے۔ فی پورچہ آٹھ آنے

پتہ :- ماہنامہ "اسلامی دنیا" دیوبند۔ ضلع بہار، نمبر (یو، پی)، انڈیا

# تفسیر فقہیہ آغاز بخاری کی تفہیم (کتاب الوصی)



سلطان روم ہرقل نے ابوسفیان کو ان کے ساتھیوں سمیت دربار میں بلایا۔ ساتھ ہی ترجمان بھی فراہم کیا تاکہ اس کے توسط سے باہم گفتگو ہو سکے۔

فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِضَدِّ الرَّجُلِ الَّذِي يَرْعُمُ أُمَّتَهُ نَسَبِي قَالِ ابْنُ سَفِيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُ نَسَبًا فَقَالَ أَدُلُّهُ مِنِّي وَفَرَّ بِنَا أَلْحَمَّانُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِي ثُمَّ قَالَ لِيَرْجِعْ مَا بِيهِ قِيلَ لَعُمْرِي إِنِّي مَسْأَلٌ هَذَا عَنِ هَذَا الرَّجُلِ فَإِنْ كَذَبْتَنِي فَكَيْدٌ بِي وَهُوَ فَوَاللَّهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنِّي أَنْ يَأْتُوهُ عَلَى كَيْدٍ مَا لَكُنْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ أَدْلُ مَا سَأَلَنِي أَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فَبِكُمْ قُلْتُ هُوَ نَسَبًا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ نَطَقَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آيَاتِهِ هُوَ مُدْرِكٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَفَ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْضِعْفًا وَهُمْ قُلْتُ بَلْ ضِعْفًا وَهُمْ وَمَا لَ ابْنِ زَيْدٍ وَنَ أَمْضِعْفُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُ وَنَ قَالَ فَهَلْ يَزِيدُ أَحَدًا مِنْهُمْ مِثْلَ مَا لِي بِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ بِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَهْمُؤُنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَعْذِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مَدَى لَدُنَّ سِرِّي مَا هُوَ فَأَعْلَى خِيَمَةً قَالَ لَعُمْرِي كَلِمَةٌ أَدْخِلَ بِهَا نَسَبًا عِنْدَ هَذَا الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قُلْتُ نَعِيمٌ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِيَامُكُمْ إِيَّاهُ قُلْتُ الْكُرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ مِجَالٌ مِثَالُ مَسَاءٍ وَمَسَاءٍ مِنْهُ قَالَ مَاذَا بَأْسُكُمْ قُلْتُ يَقُولُ اعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتَّقُوا مَا يَقُولُ إِيَّاهُ وَكُفِّرُوا بِمَا كُفِرُوا بِهِ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَاتِ وَالْعَقَابِ وَالصَّلَاةِ -

ہرقل بہت زیرک اور فہیم بادشاہ تھا۔ اس کے ایما پر ترجمان نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں سے سوال کیا کہ تم میں سے کون اس شخص سے سب سے زیادہ ہی قربت رکھتا ہے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نبی ہوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ابوسفیان بولے۔ ان سب میں میں ہی زیادہ قربت رکھتا ہوں۔ ابوسفیان کا نسب عبید منافق پر جا کر پہنچی جو تھی پشت میں حضور سے مل جاتا ہے جب کہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی یہ قربت حاصل نہ تھی حضور کا نسب یوں ہے محمد بن عبد

توحید و تفہیم۔۔ اپنے معمول کے خلاف ہم یہاں پہلے لفظی ترجمہ نہیں پیش کر رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہرقل اور ابوسفیان کا مکالمہ اس حدیث میں خود ابوسفیان نے صریح طور سے بیان کیا ہے اور لفظی ترجمے میں وہ روانی اور لفظی تفہیم نہیں رہے گی جو معمولی ہی تبدیلی سے آسکتی ہے۔ تبدیلی یہ کہ ہرقل کے قائل کا نام شروع میں دیدیاجاے جیسا کہ اردو میں عموماً شروع ہے۔ درمیان میں بطور تفہیم کچھ تفصیل بھی دیتے جائیں گے جو خطوط و حدانی (ریکیٹ) میں چوگی۔

عبداللہ بن عبد اللہ طالب بن ہاشم بن عبد مناف  
ابوسفیان کا اور ہے حضرت زید ابوسفیان ہی کا نام ہے) بن حرب  
بن ابیہرہ بن عبد الشمس بن عبد مناف

ہرقل نے کہا کہ اچھا اس شخص کو راہوسفیان کی حیرت زدگی  
بچھاؤ اور اس کے ساتھ اس کو قریب ہی اس کی پشت پر بٹھا دو۔  
اور محمد کی پھیلنے کی گئی تو انہیں نے تیرہ ماں سے کہا کہ ان لوگوں  
کے گوشہ نشین کر دو کہ میں اس شخص سے مدعی نبوت (حضور) کے  
جانے پر کچھ سناؤں گا۔ اگر یہ جوابت میں دو بیانی  
فرمادے تو تم لوگ اس کے ٹھوٹ کو ظاہر کر دینا۔

ابوسفیان نے فرمایا کہ اللہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے  
ساتھی واپس رہے جا کر لوگوں سے میری دروغ بیانی کا تذکرہ کر گئے  
تو میری پشت کے بلے میں غلط ملامت باتیں بتاتا۔ (اس وقت  
میں اپنی بیعت میں کہ جھوٹ کو بیعت سے بڑھ کر ہم وگناہ سمجھتے  
تھے۔) اس شخص سے تو کچھ زیادہ سخت نہیں سمجھتا تھا کہ لوگ اس  
زانی کا نام اور سیاہ کار کہتے پھر میں مگر یہ بات برداشت سے  
باہر تھی۔ (یہ نام اور کا ذہب کہلاتے)۔

اب دونوں کا مکالمہ شروع ہوا۔

ہرقل :- یہ دعویٰ نبوت کیسے نہ واسے شخص کا لقب تم میں کیا  
سمجھا جاتا ہے ؟

ابوسفیان :- (بادول ناخواستہ) نسب کے اعتبار سے تو  
یقیناً وہ بہتر ہے۔ (کھنکھرتے ہی اشرف الاشراف)

ہرقل :- کیا اس کے خاندان میں ایسے کسی کے سوا بھی کسی نے  
کبھی دعویٰ نبوت کیا ہے ؟

ابوسفیان :- جی نہیں۔

ہرقل :- کیا اس کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ بھی ہوا ؟  
ابوسفیان :- نہیں۔

ہرقل :- اس کے دین کو جن لوگوں نے قبول کیا ہے وہ کیسا  
شرفدار اور عزتدار ہے یا بے حیثیت غریب اور کمزور ؟

(اس سوال سے ابوسفیان خوش ہو گئے کہ اس کو جواب  
میں تو ایسے مطالب کی بات نکلتی تھی مجھٹ سے بولے) :-

”اچھی شرافت کہاں۔ محض گرسے پڑے لوگ اس کے

کچھ جانتے ہیں۔

ہرقل :- اچھا اس کے منہ سے اسے زیادہ ہوتے جا رہے  
ہیں یا کم ؟

(ابوسفیان) :- منہ سے اسے تو تیر زیادہ ہی ہوتے جا رہے ہیں۔

(بعض روایتوں میں ہے کہ اس موقع پر ابوسفیان نے

کہا کہ لا انا ولا ابائنا ولا اولادنا ولا اولاد ابائنا ولا اولاد اولادنا  
تھیوٹا ہے۔ اس پر ہرقل غضبناک ہوا اور کہا کہ میں نے تمہیں اسٹو

نہیں کیا ہے کہ کسی بزرگ کیوں کی بوجھ کر کرو۔ جو میں بوجھ کر نہیں

میں اسی کا جواب دو۔ ہم تمہارے دو جہ سے اس روایت کو

لا بن اطمینان نہیں سمجھتے)

ہرقل :- کیا اس کا کوئی منہ والا اس کے دین کو بڑھا کر

بچھڑ بھی گیا ہے ؟

ابوسفیان :- نہیں۔

ہرقل :- یہ تو بتاؤ دعویٰ نبوت کے قبل تم میں سے کسی نے اسے

جھوٹا بھی نہ قرار دیا ہے ؟

ابوسفیان :- نہیں۔

ہرقل :- وہ کبھی قول و قرار سے بھی پھر رہے ؟

ابوسفیان :- اب تک تو نہیں پھر مگر ابھی ہمارا اس کا

ایک معاہدہ چل رہا ہے معلوم نہیں کہ وہ نہ جاتا ہی یا توڑتا ہے۔

(بعض اور روایات میں یہ بھی آئی ہے کہ ابوسفیان کے

اس جواب پر ہرقل کو خاموشی ہو گئی کہ زیادہ تلخ لہجے میں بولا کہ جب

آج تک وہ شخص توں وقرار کے معاملہ میں صادق رہا ہے اور بھی

خلایفہ عہد نہیں کیا تو تمہیں اس خواہ کی زبان درازی

کی کیا ضرورت تھی کہ یہ معاہدہ کو وہ نہ جانے بھائے یا

توڑے ؟ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ جناب خاندان میں بات یہ

ہے کہ بارے حلیفوں میں سے ایک شخص نے ان کے حلیفوں میں کا

ایک آدمی مار ڈالا ہے۔ پتا نہیں اس کی اطلاع پانے کے بعد وہ  
معاہدے پر قائم رہیں گے یا نہیں۔ ہرقل یہ سن کر بھڑک اٹھا۔  
تھوٹا کے بولا۔

”تمہاری ہی طرف سے خلاف نبوتی قتل کا اقرار ہوا  
ہے تو اللہ (وعدہ خلاف) بھی ہو۔ اب عہد کہاں رہا جب

تمہارے ہی اس کی خلاف ورزی کی۔ فریق ثانی اس پر جو بھی کارروائی کرے خلاف معاہدہ نہ ہوگی۔ غدر کہتے ہیں ہندوؤں کو اور اسکے مرتکب خود بھی ہوئے ہو۔

وینحن منہ فی صدقۃ لادنداری ماہو فاعیل فیضا  
داورنی الوقت ہمارے اس کے مابین ایک عہد ہوا ہے پتا نہیں ہ  
اسے پورا کیسے گا یا نہیں) ابوسفیان کہتے ہیں کہ اپنے جواب میں  
بس اتنی ہی بات میں بڑھا سکا زیادہ نہیں۔

ہر قیل وہ تم نے اس شخص سے جنگ بھی کی ہے؟  
ابوسفیان :- ہاں کی ہے۔

ہر قیل :- اس کا انجام کیا رہا؟

ابوسفیان :- جنگ ہمارے درمیان ڈاؤن ڈیل رہی ہے کبھی  
وہ جیتے کبھی ہم۔ یہ بات اگرچہ ابوسفیان نے یہ ظاہر کرنے کے  
لئے کہی تھی کہ اگر وہ شخص نبی ہوتا تو ہمیشہ جیتتا۔ ہمارا بھی ہوا سلتے  
نبی نہیں ہے لیکن یہ بات جھوٹ نہیں تھی۔ بدر میں مسلمانوں کو  
فتح کامل حاصل ہوئی تھی تو غزوہ اُحُد میں وہ عارضی دہنگامی  
طور پر ہار بھی گئے تھے اور ابوسفیان کو کہنے کا موقع ملا تھا کہ  
آج تم نے بدر کا بدلہ لے لیا۔

ہر قیل :- اچھا وہ شخص میں کن باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اس کا  
پیغام کیا ہے؟

ابوسفیان :- وہ کہتا ہے کہ اکیلے خدایا پرستش کرو۔ کسی کو اسکا  
شریک مت ٹھہراؤ۔ جو کچھ تمہارے باپ دادا سے کہتے آئے ہیں  
اُسے مت مانو اور کہتا ہے کہ نماز پڑھو۔ سچ بولو جس سے سچا رہی  
سے جو عزیز و اقربا اور اہل علق کے ساتھ نیکی، رحم، مہربانی اور  
فیضانِ رحمت کا برتاؤ کرو۔

ابوسفیان نے جو یہ کہا کہ بقولِ واترکول ما یقول  
آباؤ کُند وہ شخص کہتا ہے کہ جو کچھ تمہارے باپ دادا سے کہتے آئے  
ہیں اسے چھوڑو، تو اس میں اعتدال رکھا بھی ایک لطیف پہلو تھا اور  
ہر قیل کی جذباتی ہمدردی بھی حاصل کرنی مقصود تھی۔ گویا وہ یہ  
واضح کر رہے تھے کہ صاحبِ شخص تو قابلِ احترام آباؤ اجداد کی  
نافرمانی سکھاتا ہے۔ بھلا آپ ہی سوچتے ہم کیسے اس فتنہ انگیز قلم  
کو قبول کریں۔ خود آپ ہی سوچتے اگر یہ خود آپ ہی کو یہ ہم دینے

لگے تو کیا آپ اپنے آباؤ اجداد کی ایسی بے وقعتی کو اور افرائیں گے؟  
عبرت کیجئے۔ آج بالکل یہی جواب عموماً اہل بدعت بھی دیتے  
ہیں۔ ان کے پاس اپنی مشرکانہ رسوم اور وہی معتقدات کے لئے  
جب کوئی حکمِ دین نہیں رہتی تو وہ یہی عمل غیباڑہ جاتے ہیں کہ  
دیکھو لو گویا وہ اپنی مردود ہمارے بزرگوں کے طور طریق کو مگر اسی بتا  
رہا ہے، دیکھو فلاں بزرگ قبروں پر عرس کرتے تھے، فلاں شیخ  
قوالی سنتے تھے، فلاں ولی مزاروں سے مدد جانتے تھے، فلاں طب  
رسول اللہ کو حاضر و ناظر کہتے تھے وغیر ذالک۔

### شَرِکَۃٌ فِی الْعِبَادَاتِ

ابا اگرچہ زہر نہیں سمجھتے ہیں  
پوری طرح وابستہ نہیں ہوگی  
لیکن قطع عام اور نصرت دین کی خاطر یہاں کچھ لکھو اس موضوع کی کہتے  
ہیں کہ شریک فی العبادۃ کا کیا مطلب ہے اور تھا اللہ تبارک و تعالیٰ  
کی عبادت و پرستش کسے کہتے ہیں۔

اگر شریک کے معنی یہ لئے جائیں کہ غیر اللہ کو اللہ کے برابر  
اور بالکل اُن جیسا سمجھنا تو اس معنی میں وہ مشرکین عرب بھی مشرک  
نہیں تھے۔ انھیں اللہ و رسول نے صریح لفظوں میں مشرک  
کہا ہے اور جو بہت سے جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور نہ آج تک  
بت پرست مشرک کہلا سکیں گے کہ آج تو علم و عقل کی ترقی نے ایک  
معمولی عقل کے بے علم آدمی کو بھی اتنا سادہ اور سچی نہیں رہنے  
دیا ہے کہ وہ جس پتھر کی مورتی کو دو چار یا سو چار س رپے میں بازار  
سے خرید کر لارہا ہے، یا جس مورتی کو سنگ تراشوں نے خود  
اس کے سامنے تراشا ہے اسے سچ حج خدا سمجھ لے۔ اس کے  
جگہ پہلے مشرکین عرب بھی اور آج کے بت پرست بھی کسی نہ  
کسی تاویل سے "بیسے خدا" کو ایک ہی ملتے میں چنانچہ  
قرآن ہی میں اس کی وضاحت ہے مشرکین کہتے تھے لیقرا بوننا  
الی اللہ نرا لقی یہ بت تو اس لئے ہیں کہ ان کے ذریعہ ہیں اللہ  
کا تقرب حاصل ہو جائے۔ وہ تو لیبہ پڑھا کرتے تھے اس کا بھی  
مضمون صاف ہے۔

لا شریک لک لبیلہ  
لا شریک کا ہولک تمہلک  
وما ملک۔

لے اللہ تبارک کوئی شریک نہیں ہے جو  
تیرے شریک میں تو انکا بھی مالک ہے  
اور ان سے جزو کا بھی مالک ہے چلک  
یہ شریک مالک ہیں۔

انسانی طفولیت کے مختلف مراحل سے گذر کر شعور کی تجلی کو پہنچتی  
تو آخری نبی بھیجا گیا اور اس کے ذریعہ صاف طور پر بتا دیا گیا کہ  
سجدہ خدا کے سوا کسی کو نہ کیا جائے۔

تو آخر شرک پھر کسے کہیں گے؟

اس کا بہترین جواب حضرت شاہ ولی اللہ کی حجازی بیانیہ  
میں اس بات کے تحت ملتا ہے جس میں انھوں نے شرک کی تین  
بیان کی ہیں اور تعظیم و تعبد کا لطیف فرق واضح کیا ہے۔ حاصل  
اس کا یہ ہے کہ ایمان، شرک، کفر اور عبادت وغیرہ کا اصلی  
تعلق قلب و ذہن کی کیفیات اور انسان کی فکری حالت سے  
ہے۔ ظاہری افعال و اعمال بس مظاہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔  
اگر ظاہری تدلّل، عجز اور اطاعت کے ساتھ قلب میں بھی  
کیفیت عجز و تدلّل اور نیت عبادت موجود ہو تب عبادت کا  
تحقق ہو گا ورنہ اگر قلب ظاہری افعال کی روح اور منشأ  
سے خالی ہے تو یہ افعال محض دکھاو اور نمائش ہوں گے جنہیں  
بارگاہِ خداوندی میں عبادت کا درجہ نہ مل سکے گا۔

قلب کی کیفیت عجز و تدلّل سے کیا مراد ہے؟ اس کی  
تشریح شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کی ہے کہ جس ہستی  
کے لئے آدمی ظاہری افعال تدلّل کر رہا ہے مثلاً سجدہ گزار  
رہا ہے اس کے لئے وہ اپنے قلب و ذہن میں یہ تحمل رکھتا ہو  
کہ یہ ہستی نکون، یا تشریح یا تمغیز میں بقا یا احد نہ کوئی اختیار  
مستقل رکھتی ہے۔

ملکوتین سے مراد یہ ہے کہ طبعی و فطری قوانین پر عمل جو یہ کارخانہ  
قدرت چل رہا ہے اس میں بھی اسی ہستی کے کسی دخل و اعتبار کا  
تخیل موجود ہو۔ مثلاً یہ خیال کیا جائے کہ وہ ہستی لادک کو اولاد بخش  
سکتی ہے، تجزیہ میں باغ نمودار کر سکتی ہے۔ موت کے  
قدرت معینہ کو ایک بل بھی ادھر سے ادھر ہٹا سکتی ہے وغیر ذلک  
اس طرح کا خیال یقینی شرک ہے۔

تشریح سے منشا یہ کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسولوں ذرا  
پر کچھ افعال و امور کو لازم و واجب کر دیا ہے، کچھ کو حرام ٹھہرایا  
ہے۔ کچھ کے کرنے میں استجاب رکھنا ہے۔ یعنی ایک شریعت  
انسان کو دہری ہے اس طرح اس ہستی کے بارے میں بھی یہ گمان

گواہی شکر کا کو بھی ان مشرکین نے خدا سے واحد کا مساوی  
نہیں قرار دیا اور اپنے مزعور شکر کا کو بحیثیت مجبوی اس کا  
مملوک و منقاد ہی مانا۔ تب یہ بات واضح ہو گئی کہ شرک کے  
مذکورہ معنی درست نہیں ہیں اور آج کل جو مشرکین و مبتدعین  
کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کو خدا جیسا تھوڑی مانتے ہیں وہ اللہ  
اور رسول کا منہمک اڑاتے ہیں اور آیات قرآنی سے کھیل کرتے  
ہیں۔ و نعوذ باللہ من ذلک۔

تو پھر کیا شرک کے یہ معنی ہیں کہ جو معاملہ اللہ کیساتھ  
کیا جاتا ہے وہی غیر اللہ کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ مثلاً سجدہ کہ  
تدلّل اور اظہارِ عجز کی آخری شکل ہے اور خدا ہی کیلئے مخصوص  
ہے کسی غیر اللہ کو کر لیا جائے۔

بظاہر یہ معنی درست اور جامع معلوم ہوتے ہیں لیکن  
گہرائی سے سوچتے تو ان میں بھی قصور ہے۔ خالی سجدہ چاہے  
کتنی ہی بڑی بدعت اور معصیت ہو، لیکن جب تک ساجد کے  
قلب و ذہن کی کیفیت اور سجدے کا سیاق و سباق سامنے نہ  
آئے فیصلہ کن طور پر یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ سجدہ غیر اللہ  
مطلقاً شرک ہے۔ بھڑکے نہیں۔ یہ بلیطین بات ٹھنڈے دل و  
دماغ سے سوچنے کے قابل ہے۔ آپ جانتے ہیں اللہ نے فرشتوں  
کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو اور ابلیس کے علاوہ سب نے  
کیا بھی تھا۔ کون دبوٹا ہے جو اس سجدے کو شرک کہدے گا۔  
اس سجدے کے سیاق و سباق نے اسے شرک کی حد سے نکال کر  
عین توحید بنا دیا کیونکہ اس کے ادا کرتے وقت فرشتوں کو قلب  
ذہن میں اللہ وحدہ لا شریک ہی کی تمیل حکم اور بندگی کا داعیہ  
تھا خود سجدہ یعنی آدم کی اولویت کا ثابہ تک نہ تھا نہ یہ تصور  
تھا کہ آدم بھی کسی نہ کسی حد تک خدا ہی کی طرح ذاتی اور مستقل تو  
ان کے مالک ہیں۔

اسی طرح برادرانِ یوسف نے یوسف کو سجدہ کیا آپ  
جانتے ہیں اس سجدے کو باری تعالیٰ نے شرک قرار نہیں دیا۔  
کیوں؟ اسی لئے تاکہ خدا سے علیم جانتا تھا کہ یہ سجدہ محض تعظیم کی  
ظاہر ہے اور ابھی تک ان سجدہ گزاروں کو یہ علم نہیں ہو کہ سجدہ  
سوائے ہمارے اور کسی کو نہ کرنا چاہئے۔ اور بعد میں جب نوح

کیا جائے کہ مذکورہ شریعت کے علاوہ بھی وہ ہم پر کوئی نئے واجب یا حرام کر سکتی ہے اور کسی ایسی چیز کو باعث ثواب یا وجہ عذاب قرار دے سکتی ہے جسے شریعت نے ایسا قرار نہیں دیا۔ یہ گمان بھی شرک ہے۔

تتفقید کا مطلب یہ کہ قانون اور حکم تو اللہ ہی کا کھاجائے، لیکن یہ خیال قائم کر لیا جائے کہ بعض قوانین و احکام کے نافذ کرنے اور نہ کرنے کا اختیار اسی حق کو ملتا ہے۔ مثلاً انوں کہا جائے کہ اولاد کا دینا نہ دینا تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے اور تجھے حکم الہی سے ہی پیدا ہوتے ہیں مگر اس میں تو یہ اختیار حال ہے کہ بعض اشخاص کے حق میں اس حکم کو نافذ ہو نہ یا نافذ کر دے اور بعض کے حق میں روک لے۔ یہ خیال بھی شرک ہے۔

بقارہ آیات و آیتوں کی تشریح یہ ہے کہ وہ اختیار چشمہ کے لئے مانا جاتے یا عارضی مدت کے لئے۔ دونوں حالتیں شرک ہی کی ہیں یہاں ترمذی کی اس حدیث کی یاد تازہ کر لینا مفید ہوگا جس میں بیان ہوا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اتخذوا آياتي ترحماً  
وَذُرُّهَا نَصْرًا لِّرَبِّهَا بَاقِرُونَ  
اور عتبار و غیرہ کو خدا اللہ کے  
ذَوْنِ اللّٰهِ۔

علاوہ۔

تو ہدی بن حاتم نے جو پہلے نصرانی تھے، عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو خود نصرانی تھا۔ کسی نے بھی عالموں اور درویشوں وغیرہ کو خدا نہیں بنایا۔ لہذا یہ آیت تو دونوں بائبل و خلافت واقعہ نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کیا نصرانیوں میں یہ نہیں ہے کہ ان کے اجساد و رہبان جس چیز کو حلال کہیں وہ حلال ہو جاتی ہے اور جس کو حرام کہیں وہ حرام؟ ہدی بن حاتم نے کہا ہاں یا رسول اللہ یہ تو بے شک ہے۔ حضور نے فرمایا اس بھی خدا بنا نا ہے۔

تو حاصل کلام یہ نکلا کہ کوئی بھی نفل و عمل شرک جی ہو گلیب قلب و ذہن میں نشیئے شرک موجود ہو۔ حتیٰ کہ سجدہ بھی اسی زمرے میں ہے۔ شرک کا تصور ات سے قطعاً خالی الذہن ہو کہ اگر شخص اور محض تعظیم کے لئے کسی انسان کو سجدہ کیا گیا تو اگرچہ اس کے مصیبت گیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اسے

شرک نہیں کہہ سکتے۔ ہاں بت یا آگ یا چاند سورج وغیرہ کو سجدہ کرنا ہر حال میں شرک مانا جائے گا اور اس کے مرتکب سے کافر و شرک کا سامنا کر لیا جائے گا خواہ وہ اپنے عفت اند اور نیت کی کتنی ہی مناسب توجیہ کرے کیونکہ یہ شعائر کفر ہے اور تمام اُمت دلائل توثیق کے تحت اس کے شرک ہونے پر متفق ہے۔

آپ کہیں گے کہ اس بحث سے تو رقم الخروف نے اُن سجدوں کے لئے ایک راہ تاول نکال دی ہے جو پہلے بھی غیر اللہ کے لئے کئے جاتے رہے ہیں اور آج بھی بعض حلقوں میں کئے جاتے ہیں۔

جو ابابغض ہے کہ ہماری معروضات سے بعض اُن سجدوں کے لئے تو راہ تاول نکل سکتی ہے جو آج سے بہت پہلے بعض امراء اور بادشاہوں کے آگے کئے گئے، لیکن اُن سجدوں کے لئے کوئی راہ نہیں نکل سکتی جو آج کسی پیشوا، کسی مزار یا کسی تصویر کے آگے کئے جاتے ہیں۔ امر راہ اور بادشاہوں کو ظاہری اعتبار سے رعایا پر جو اقتدار اور تسلط حاصل رہا ہے اس کے بل بوتے پر انھوں نے اپنے احساس برتری اور جذبہ نخوت کی آسودگی کے لئے سجدہ تعظیمی کا طریقہ رائج کیا اور جو لوگ ضعیف الامان تھے دنیا پرست تھے، چھوٹے چھوٹے مفادات پر جان دینے والے تھے انھوں نے اس طریقہ کو بطور خوشامد اور بطور اظہار نیاز مندی قبول کر لیا۔ قبول کرنے والوں میں کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جن کے قلب میں دشاہ کے لئے کسی بھی صفتِ آلوہی کا دم نہک موجود نہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ بادشاہ ہماری ہی طرح ایک انسان ہے جس کے قبضے میں دی قوت و اقتدار کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بس چونکہ وہ مادی طاقت کو سہلے سے ہمیں ذلیل یا باعزت کہنے پر قادر ہے اس لئے کوئی حرج نہیں کہ ہم اس کے احساس برتری کی تسکین کے لئے سجدہ کر کے اپنے دنیاوی مفادات کا تحفظ کر لیں۔ یہ انداز فکر خواہ کیسا ہی بیست اور شرمنگ ہو، لیکن ہر حال عملی بد کرداری سے بڑھ کر شرک کے حدود میں داخل نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں کہ باطن کے احوال جلتے والاربت العزت اس انداز فکر کے حاملین کو شرک ہی کی حیثیت سے ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دے۔ ہاں ان

لوگوں کی دیکھا دیکھی اگر کچھ اور لوگ سجدہ گذاری پر ناک ہونگے ہیں اور ان کا ذہن شکر کا نہ تصور اس سے پاک نہیں رہ سکتا ہے تو ان کے شرک کی بھی کچھ نہ کچھ ذمہ داری لالہ لڈک پر عائد ہوگی اور اس کے وبال میں ان کی سزا نہ جانے کتنا طول مہینچ جائے۔

یہ تو اصلی کی بات تھی۔ اب آج اگر کوئی شخص کسی پریشاں کسی پیشوایا کسی مزار کو سجدہ کرتا ہے تو اس کی کوئی ایسی عقول توجیہ ممکن ہی نہیں جو شرک سے پاک ہو مادی اقتدار کا ساز و سامان پیروں اور پیشوایوں کے پاس نہیں ہے اور ان مزارات کے لئے تو اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تب اگر کوئی شخص سجدہ تعظیمی ادا کرتا ہے تو اس تعظیم کے لئے لازماً وہ اپنے ذہن میں کچھ خاص تصورات رکھتا ہوگا۔ یہ تصورات سوائے شرک کے کچھ نہیں ہو سکتے۔ بادشاہوں کے حضور میں تو سجدہ گذاری ایک ایسا عمل تھا جسے آج کی زبان میں مسکا لگانا کہا جا سکتا ہے یعنی چالو سی اور خوشامد کا مظاہرہ کر کے دنیاوی مفادات کا تحفظ کرنا بادشاہ اپنے کو جو دیکھ کر خوش ہو کر تھے اور یہ احقانہ مسرت اخصی لطف و کرم پر نائل کر دیا کرتی تھی اور یہ لطف و کرم تمام تر امور بظاہری و مادی ہی سے متعلق ہوا کرتا تھا۔ لیکن اگر کسی زندہ پیشوایا کسی ولی یا صاحب قبر بزرگ کے بارے میں سجدہ کرنے والے کا یہ خیال ہو کہ وہ اپنے کو جو دیکھ کر خوش ہوں گے تو یہ خیال دیوانگی کے سوا کچھ نہیں ہوگا کیونکہ جو لوگ صحیح خدایت اور نیکوکار ہیں ان کے قلب و ذہن تو خود راست کیا کہہ سکتے ہیں اور جن کے اندر اس حد تک غرور و نخوت ہو کہ خود کو سجدہ کر کے خوش ہوں وہ ہرگز ہرگز خدا پرست اور نیکوکار نہیں ہو سکتے۔ پھر تعظیم کا مظاہرہ کر کے کسی زندہ یا مردہ بزرگ کو خوش کرنے کا مقصود اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ تعظیم کرنے والا کچھ ضرر دینا اور خواہشیں رکھنا ہے جنہیں پورا کرنا اس کی دانست میں اس بزرگ کے قبضے میں ہے۔ یہ مقصود بھی شہر کا نہ تصورات کے ہیں مگر خدایتی نہیں۔

بکر سے حکم دیتا ہے کبھی سجدہ کرتے ہی یہ حاجت پوری کروں گا۔ اس پر زید سجدہ کر گزرتا ہے، تو اس سجدے سے زید فی الحقیقت مشرک نہیں بن جاتا۔ کیونکہ بدترین قسم کی گراوٹ اور ہولناکی قسم کی معصیت ہونے کے باوجود اس سجدے کے کچھ مشرک کا نہ تصورات کی کار فرمائی نہیں ہے۔ یہ ایک کار بازاری سجدہ ہے جس میں جو تو اپنی احمقانہ نفسانیت کی سیرانی کا ضبط پورا کر رہا ہے اور ساجد محض مطلب برادری کی خاطر جسم کو ایک خاص طرح کی شکل دے رہا ہے جس کے کچھ دلی جذبات کی کوئی تحریک نہیں۔ جو فی الحقیقت اپنے مفہوم و دانشا کے اعتبار سے سجدہ ہے ہی نہیں۔

(باقی آئندہ شمارہ اللہ)

**عظیم تاریخ اسلام** از اکبر شاہ نجیب آبادی  
تین ضخیم جلدوں میں مکمل یہ مشہور زمانہ تاریخ تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ پاکستان میں صحیح کاغذ اور روشن طباعت و کتابت کے ساتھ چھپی ہے۔ ہم نے مشکل چند سیٹ حاصل کئے ہیں۔ جلدوں میں جرسن خورد پوشش۔ قیمت فی سیٹ مکمل چھتیس روپے۔

**لطائف علمیہ**  
مشہور زمانہ محذرت حضرت ابن الجوزی کی تہرہ آفاق تالیف کتاب الازکیات کا سلیس اردو ترجمہ۔

اس کتاب میں سیکڑوں ایسی دلچسپ حکایات جمع کی گئی ہیں جو مزاج فراست و ذہانت حاضر جوابی جوہر طبع، لطیف گوئی، بزرگی، نکتہ آفرینی یا عالمانہ ذہانت نظر وغیرہ کے نادر نمونے پیش کرتی ہیں۔ بے حد دلچسپ کشش انگیز اور چونکا دینے والی۔ مجلد پانچ روپے۔

**اصول تفسیر**  
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے اہم تفسیری رسالہ کا سلیس اردو ترجمہ مع حواشی مفیدہ

قیمت ایک روپیہ  
**رحمت عالم**  
مولانا سید سلیمان ندوی کی مشہور کتاب۔ قیمت دو روپے

مکتبہ صحیحی دیوبند دیوبند۔ پی ۱۷

حاصل کلام یہ ہے کہ نئی زمانہ سجدہ لغیر اللہ کے شرک محضے میں کوئی کلام نہیں۔ ہاں ایک صورت ہے جسے مستحکم کر سکتے ہیں وہ یہ کہ فرض کیجئے زید کی کوئی بڑی حاجت دنیا باکر کے قبضے میں ہے

۱۷۱ اور علم حدیث مولانا عبدالرشید اعوانی کی بہترین تالیف۔ قیمت جلد اول چھ روپے۔

**بہارِ نبوی سربراہ کے چند خاص نمبر**

**ترانہ نمبر**  
مولانا آزاد علامہ  
رشید رضا علامہ

جوہری طنز وادی علامہ موسیٰ جبار اللہ  
جیسے شہرہ آفاق حضرات کے مضامین  
پر مشتمل ۱۹ سو روٹوں کا منظوم ترجمہ بھی  
سیاہ اکبر آبادی کے قلم سے شامل اشاعت  
ہے۔ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ

**سیرجہ الاول نمبر**  
رسول اللہ کی ولادت  
آزاد، علامہ موسیٰ جبار اللہ، مولانا ابوالاعلیٰ  
مودودی جیسے فاضلین کے مقالات جامعہ۔  
سوار دو روپے (مجلد تین روپیہ)

**اولیاء اللہ نمبر**  
خواجہ معین الدین چشتی کے  
حالات اور اقوال کے  
علاوہ تصوف اور شائع چشت کے طریقوں پر  
روشنی ڈالی گئی ہے۔ رعایتی قیمت بارہ آنے۔

**حکمت نمبر**  
قرآن اور کیونیم، قرآن اور  
سائنس، قرآن اور جہاد، قرآن  
میں جماعت کی اہمیت، قرآن میں حقوق العباد  
اور قرآن میں آداب مجلسی جیسے اہم مضامین  
قیمت ایک روپیہ

**سیرتِ رسول**  
رسول اللہ کے بارے میں  
۶۶ غیر مسلم مشاہیر و فاضلین  
کا اظہار عقیدت۔ ایک روپیہ

**بشریت کا مقام بلند**  
محمد اجل خاص  
مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے تین تحقیقی مضامین  
قیمت سوار روپیہ

**اکرامات صحابہ**

روایات کے تراویح  
ساتھ صحابہ کی کرامتوں کا  
بیان مولانا تھانوی کے قلم سے۔ ڈیڑھ روپیہ۔  
تاریخ مشائخ چشتت  
غیر مجلد بارہ روپے۔

**عربی آسان نصاب**

عربی سیکھنے کے لئے ایک عمدہ نصاب۔  
عربی زبان کا قاعدہ  
علم النصف اولیٰ و آخریٰ ایک ویسے دو آنے  
علم النہو  
عوامل النہو  
عربی گفتگو نامہ  
عربی صفحہ المصادر  
روضۃ اللادب  
اساس عربی  
ایک نصاب کی کجائی قیمت ساڑھے نو روپے  
اس نصاب کی بہتر نصاب تکھی ل سکتی ہے اور  
اساس عربی کو چھوڑ کر بیانی سب کتابیں  
مستگامیں و مجموعی قیمت ساڑھے چار روپے ہوگی۔

**فارسی نصاب**

فارسی سیکھنے کے لئے ایک عمدہ نصاب  
معین فارسی  
دروس فارسی  
اصول فارسی  
سات آنے  
آٹھ آنے  
بارہ آنے

**تصانیف مختلف مصنفین**

حل مشکلات  
رسول اللہ کی دعائیں  
برکات الصالحین  
رسول اللہ کے عجائب  
رسول اللہ کی نصیحتیں اور  
صل مشکلات  
مجلد  
یک روپیہ  
پونے دو روپے  
ایک روپیہ  
بارہ آنے

اسلام دستند تاریخ، مجلد  
مسلمان خاندان  
مسلمان بوسی  
خدا کی جنت  
حضرت حدیث کی سوانح  
نادر شاہ  
رستم  
خدا کا ذکر  
رسول اللہ کی پیشین گوئیاں  
اصحاب صفہ  
حالاتِ تنہم  
سفر نامہ شیخ ابن بطوطہ مجلد  
تعمیر بائیں  
نصائح نبوی

سات روپے  
سوار دو پیہ  
ایک روپیہ چھ آنے  
بارہ آنے  
ایک روپیہ  
چھ آنے  
چھ آنے  
چھ آنے  
چھ آنے  
چھ آنے  
چھ آنے  
چھ آنے

**جماعت اسلامی مخالف کلمی کتب  
چار کتابوں کے مدلل جوابات**

فتویٰ دیوبند کا جائزہ  
رحمانی تبصرو کا جائزہ  
نور توحید کا جائزہ  
پخت حقیقت کا جائزہ  
ان چاروں کی کجائی قیمت پونے تین روپے

**تین تہذیبی کتابیں**

جماعت میں اسلامی نظام کی دعوت سنانے  
کیا ہندوستانی ترقی کر رہے؟ آٹھ آنے  
معاشرہ کا مسئلہ ہم کیوں ہوا؟ سات آنے  
ان تینوں کی کجائی قیمت سوار دو پیہ

سیرۃ عمر بن عبد العزیز  
مستند اور آسان زبان میں۔ قیمت مجلد

تعمیر بائیں - انمولانا شریعت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور سوار دو پیہ

عبرت آموز

## روغن فاسفورس

یہ تیل ہڈیوں کے جوہر کا ایک نایاب مرکب ہے جو سر سے لیکر پاؤں تک ہر قسم کے درد، نونیا، نالج، گھٹیا، مچھ، جوڑوں کا درد، مکر، سینا اور سچی کے دردوں کے لئے جادو کا اثر رکھتا ہے۔ یہ اسلے درد پرانی جوڑوں جو بار بار تکلیف دیتی ہیں ان کو نیست و نابود کرتا ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ پیرسٹن ہو جاتے ہیں اور وہ کمزور ہو جاتے ہیں اس تیل کے استعمال سے انکو شرطہ آرام ہو جاتا ہے کمزور ہڈیوں کو تیرت، انگیز طور پر قوت پہنچاتا ہے اور پسیدائشی کردہ بچوں کے لئے اس کا استعمال مفید ترین ثابت ہوا ہے۔ اس تیل نے ہزاروں مایوس مریضوں کو نئے سرے سے زندگی بخشی ہے، سینکڑوں تفریقی سرٹیکلس موجود ہیں قیمت فی سٹیشی دو روپے چار آنے فرجید شہر، فہرست ادویہ مفت طلب فرمائیں۔

بیحدی یونانی اینڈ کمپنی عطا روح اللہ انٹرنیٹ دہلی

سول ایجنٹ: عبدالغنی کرانہرینٹ دیوبند۔

ایجنسی مراٹا آباد جنرل ایجنیز میورہ بازار شاہی مسجد۔ (ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے)

## مفت لیجے

دلی کے بڑے بڑے تجربہ کار قابل حکیموں کا ایک بورڈ ہے اگر آپ بیمار ہیں تو اپنا پورا حال لکھ کر ان سب حکیموں کے مشورے کو تجزیہ کیا ہوا نسخہ مفت لیجے۔ خط پوشیدہ رہے گا۔

پتہ: سکریٹری طبی بورڈ، نورنگ دلی

## مژدہ جانفزا!

اپنی آٹھ سالہ خدمات کے بعد مکتبہ فیض القرآن دیوبند نے تفسیر ابن کثیر (اردو) کو جدا جدا پاروں کی شکل میں ہر ماہ ایک پارہ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

## تفسیر ابن کثیر (اردو)

یہ قرآن پاک کی وہ مایہ ناز تفسیر ہے جسکو ہر زمانے کے علماء نے پسند کیا اور اس بات پر متفق ہوئے کہ قرآن پاک کو بطریق سلف سمجھنے میں یہ تفسیر بڑی مدد کرتی ہے۔

حکم استطاعت حضرات کے لئے زریں موقع :-

اس سلسلے کی دہائی شرکت کے لئے ایک روپیہ یعنی آدو فرما کر عمرین جلیتے عمرین کو مخصوص رعایت میں سوار و سپہ فی پارہ اور محصول اک ۱۲ کل دو روپیہ کی ہر ماہ دی۔ پی کی جائے گی۔ اس طرح یہ ضخیم تفسیر رفتہ رفتہ ہر شخص کے پاس پہنچ جائے گی۔

آج ہی نمبر بیٹے اور بنائے، تفصیلات کے لئے پتہ ذیل پر لکھئے۔

مکتبہ فیض القرآن، دیوبند، ضلع سہارنپور (یو۔ پی)

# سچائی کی طاقت

**سوال:** - ازرقین الدین - علی گڑھ - سچائی کی باتیں  
 مفتی صاحب نے سیرۃ النبی پر تقریری اور انٹریز میں فرمایا  
 کہ کسی اسلامی قانون کے ماتحت نہیں، بلکہ جذبۂ محبت کی ماتحت  
 ہمیں کچھ عقیدت کے پھول پیش کرنا چاہئیں یہ کہتے ہوئے خود  
 بھی کھڑے ہوئے اور جملہ حاضرین سے کھڑے ہو گئے تھے کہ حکم  
 فرمایا۔ چنانچہ سب نے کھڑے ہو کر سلام پڑھا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قانون سے بالترتیب  
 انکا یہ جذبۂ محبت کیا صحیح ہے؟

**الجواب:** - یہ کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ اور رسول  
 کی محبت عام دنیاوی محبت جیسی نہیں ہے کہ جو جی میں آئے کہ  
 گزرتے۔ انھوں نے جو آداب اور حدود متعین کر دیئے ہیں انھی  
 کی پاسداری محبت کرنے والوں پر فرض ہے۔ اگر اسے تجاوز  
 کیا تو یہ محبت کے نام پر بغاوت ہوگی اور آخرت میں اسکا بھی سہ  
 کیا جائے گا۔

سلام پڑھنے کے موقع پر کھڑے ہونے کو منع کیا جاتا ہے  
 تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فعل سے یہ غلط اور گمراہ کن تصور  
 پاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور جہاں کہیں ان پر  
 سلام پڑھا جائے وہ تشریف لے آتے ہیں۔ اس فعل کوئی جذبۂ  
 محبت کے تحت کہے یا کسی اور عقیدے کی بنیاد پر ہر حال میں اس  
 گمراہی خیال ہی فروغ پاتی ہے اور نتیجتاً اس کا کچھ بھی حاصل نہیں ہے  
 مفتی صاحب اور آج کل کے دیگر مدعیان محبت غالباً  
 صحابہ کرام اور محدثین عظام اور ائمہ و مشائخ سے زیادہ تو عالموں میں  
 نہ ہوں گے۔ ان حضرات نے کبھی اظہار محبت کا یہ سنا طریقہ اختیار  
 نہیں کیا۔ تب آج اس کی کیا ضرورت ہے جبکہ مشرک کاند اور توجہ  
 عقائد کی ہر طرف بہتات ہے اور کھڑے ہوئے ذہن عجائب پرستی

کا بہار ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

**سوال:** - ازرقین الدین - علی گڑھ - حلقہ ذکر  
 یہاں چند لوگ جن میں کل وصورت کے لحاظ سے بعض  
 مشرک اور بعض غیر مشرک ہیں، ہفتہ میں ایک مرتبہ پابندی کیساتھ  
 ایک جگہ بیٹھتے ہیں۔ سب کے میں بیٹھا جاتا ہے وہاں کھپ اندھیرا  
 کر دیا جاتا ہے اور سب لوگ ملکہ اللہ ہو اللہ ہو کی آواز لگاتے  
 ہیں۔ یہ آوازیں دھیرے دھیرے شروع ہو کر آہستہ آہستہ بلند ہو  
 جاتی ہیں اور ایک جگہ سا برپا ہو جاتا ہے۔ آخری لمبی کو  
 پیٹنے کے بعد یہ آوازیں کم ہوتی جاتی ہیں اور پھر لوگ آہستہ آہستہ  
 اللہ ہو اللہ ہو کہتے ہوئے تقریباً خاموش ہو جاتے ہیں۔ پھر  
 زور ہوتا ہے۔ غرض دوچار گھنٹہ تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جو  
 لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں وہ اسے صوفیوں کا طریقہ بتاتے ہیں۔  
 عرض عام میں اسے حلقہ کرنا کہتے ہیں۔ وہ لوگ اسے تو اب کا  
 کام سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ حلقہ کر لینے تمام  
 ہفتہ کے گناہ دھل جاتے ہیں اور دل آئینہ کی طرح صاف شفاف  
 ہو جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا طریقہ کو  
 عین عبادت سمجھ کر اور سنون طریقہ جان کر انجام دینا جائز ہے یا نہیں

**الجواب:** - آپ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی نیا طریقہ نکالا ہے۔ نہیں بھائی  
 یہ تو صوفیاء کا کج انما طریقہ ہے۔ اگرچہ اسے سنون کہنا جاہالت ہوگا  
 کیونکہ مغیبر اسلام سے قولاً یا عملاً اس کا بوسہ نہیں ملتا اور عبادت  
 کی تفصیل بتانے والے ائمہ و محدثین نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔  
 لیکن بعض حضرات پر اگر تجزیہ سے یہ منکشف ہوا ہے کہ ہفتہ میں ایک  
 مرتبہ حلقہ کرنے سے پوئے ہفتہ کے گناہ دھل جاتے ہیں اور دل  
 آئینہ کی طرح صاف ہو جاتا ہے تو کیا حرج ہے اگر ہم اسے روحانی



ہے کہ اس نے خدا اور بندوں کا حق ادا کر دیا۔

**سوال :-** از محمد سلیمان عظمیٰ - بنارس - فتنہ

ہفتے بھر سے چند اہل حدیث حضرات مجھے پریشان کئے ہوئے ہیں اور سکر رنغ دیدن - آمین بالجہر - فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان مسئلوں میں کسی ایک سے نہ پرہیز صحیح حدیث کا ثبوت دید و ہم مان لیں گے۔

اب تک جتنے بھی دلائل ان مسئلوں کے بارے میں میری نظر سے گئے ہیں واقعہ یہ ہے کہ ان میں ساری حدیثیں ان لوگوں کی حدیثوں کے مقابل ضرور ضعیف معلوم ہوتی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آیا مذہب احناف کی ساری دلیلیں کیا ضعیف حدیثوں ہی پر تھیں یا یہ اہل حدیث حضرات اس پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ میری نظر میں آپ سے زیادہ کوئی مختبر شخص نہیں جس کی ہم رائے سے سکیں۔ لہذا عرض تحریر ہے کہ مجھے ان حدیثوں اور دلیلوں سے مفصل طریقے سے آگاہ کریں تاکہ ہم انھیں جواب دیکھ لیں جو اب کر دیں۔ ہم نے پلٹش کی شائع کردہ کتاب منگا کر ان لوگوں کے سامنے پیش کی اور ان لوگوں نے ساری دلیلوں کو رد کر دیا۔ بلکہ مذاق بھی اڑایا۔ میرے دل پر یہ بے نظمی لگی ہے۔ اب چاہے مجھے آپ احناف میں رکھیں یا اہل حدیث میں۔

**الجواب :-**

اپنے سوال کا جواب سننے سے قبل ان علمائے حق کی درود بندھی اصابت رائے اور حزم و احتیاط کی داد دیجئے جنھوں نے اسی طرح کے فتنوں سے ماموں کے کھنے کے لئے عوام کو مشورہ دیا تھا کہ فقہی مسائل میں معروف ائمہ میں سے کسی امام کی تقلید کو لازم نہ کر لو۔ اگر نہیں بکڑو گے تو یہی ہو گا کہ ہر مدعی تمھارے جہل یا کم علمی سے فائدہ اٹھا کر جو چاہے تمھارے پیچھے میں آتا روگا جس عقیدے میں چاہے گا نزل و نازل دے گا جس طرح چاہے گا تمھارے یقین و طمانیت اور دین و ایمان کا شکر کرتا چلا جائے گا۔ تم تشران و حدیث سے ناواقف ہو، ان عظیم اصولوں سے بے خبر موجن کی مدد سے قرآن و حدیث کو صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے، ان بسوٹ بحثوں کی تمھیں کچھ خبر نہیں جو ماہرین فن ائمہ و مجتہدین نے فقہی مسائل میں کی ہیں، جو بھی تمھیں ایک نسخے کے چند حسین دلائل سنا دے گا

تمہارے بس جو کے درجہ آؤ گے کہ دو سرے نسخے سے تم قطعاً آشنا نہیں بہت تیرا راتوں پر پیش کی یا کہیں اور کی کوئی اردو کتاب ٹھلا گئے اور اسے بھی مدعی نے رد کر دیا تو ایڈیٹر تجلی کو آواز دینے لگو گے۔ کیا حاصل۔ یوں کہا تمک کام چلے گا۔ عاقبت اسی میں ہے کہ ان شہرہ آفاق امر پر اعتماد کرو جن کی بہارت فن للہیت، تہذیب و ثقافت نظر علمی، سحر اور عظمت و رفعت سورج کی طرح روشن ہے۔

اب اپنے سوال کا جواب سننے کے فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر اور رنغ دیدن کے مسائل پر ماضی قریب و بعد میں اتنی مفصل بحثیں ہو چکی ہیں اور ان میں سے اکثر کتابوں کے صفحات پر موجود ہیں، کہ انھیں یکجا کر دیا جائے تو بلا مبالغہ کئی ہزار صفحات کا دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ کوئی تھی دلی پہلو ایسا نہیں بجا جس پر راد حقین نہ دی تھی ہو۔ اب یہ بالکل مناسب نہیں ہے کہ ہرگز و مرگو بھلنے اور مطمئن کرنے کے لئے تجلی یا کوئی اور پر پھر سے یہ دفتر کھول کے بیٹھے۔ کتنی ہی احمقوں کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ ان پرانے مسائل میں سے سر سے گر ماگرمی پیدا کرنے کے لئے جلیج بازی تک کی لغویت اختیار کئے ہوئے ہیں اور یہ تو عا بات ہو گئی ہے کہ بعض کو تاہ عقل اس بند کی طرح جو ہمدی کی گانٹھ ٹھانے پر ڈنسا رہی بن ٹھا تھا چند کتابیں پڑھ کر کم علم عوام کو یہ تاثر دیتے پھرتے ہیں کہ ائمہ و مجتہدین خصوصاً امام ابو حنیفہ حدیث و قرآن سے بے بہرہ تھے۔ ان کے اجتہادات کی بنیاد حدیث و قرآن نہیں ہیں، محض قیاس و تخمین کے ذریعہ مسائل نکالا کرتے تھے اور ہم رسول اللہ کے سچے عاشق، حدیث کے مخلص پیرو اور اجتہاد کے بہترین ماہر ہیں۔ چاہے کچھ چلو۔ ہمارا ہی مسلک حق ہے۔

حالانکہ ان کوتاہ نظروں کو نہیں معلوم کہ ایسی گمراہ کن تعلیم اور زبان درازیاں امت کے کن کن اساطین علم و فن اور اعظم رجال کی تحقیر و تحقیف کا باعث بن رہی ہیں۔ بظاہر بہت معصوم سی بات ہے کہ صحیح حدیث کا ثبوت دید و ہم مان لیں گے۔ لیکن اس کے من السطور میں کیا اس کے سوا بھی کچھ ہے کہ جو لوگ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو متوجہ کرتے ہیں، رنغ دیدن کو ناپسند کرتے ہیں، آمین زور سے نہیں کہتے ان کے پاس اپنے موقف کی تائید میں کوئی حدیث نہیں۔ عوام تو یہی جانتے ہیں کہ دین قرآن و حدیث سے

صحیح اس کے بعد جن فوج الشان علماء و ائمہ نے امام کے پیچھے  
 پڑھے کو مبرا جانا ان کی تعداد بے شمار ہے۔ چند کے نام یہ ہیں:-  
 امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام بھکر، امام ابو یوسف،  
 امام داؤد بن علی، امام احمد بن حنبل، امام ابراہیم حنفی، امام زہری،  
 امام نووی، امام لیبث بن سعد، امام عبد اللہ ابن مبارک، امام ابو یوسف  
 امام اسحاق بن راہویہ، امام سفیان بن عیینہ، علامہ ابن تیمیہ، علامہ  
 ابن قیم، حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
 ان میں سے بعض وہ ہیں جو سترہ نمازوں میں (جن میں امام  
 بے آواز قرات کرتے) مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھ لینے کی اجازت  
 دیتے ہیں، لیکن چہری نمازوں میں (جن میں امام آواز سے پڑھتا ہے)  
 ان سب کے نزدیک مقتدی کا پڑھنا مایوست ہے۔  
 امام شافعی، کہ جن کی طرف مقتدی کے لئے قرآۃ ضروری  
 ہونے کا خیال منسوب کیا جاتا ہے ان کے ہاں بھی لائق گفتگو  
 پہلو موجود ہے۔ شاہ عبدالقادر جیلانی کے شاگرد امام موفق الدین  
 ابن قدامت نے مغنی ابن قدامت میں امام شافعی کی طرف  
 یہ قول منسوب فرمایا ہے:-

”جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی  
 یہ حدیث عا ہے مگر چہری نماز میں اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ  
 ان میں خاموشی سے کلمہ کا حکم دیا گیا ہے۔“  
 امام شافعی اپنی کتاب الامم میں خود ہی فرماتے ہیں:-  
 ”مہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے  
 اور امام ایسی قرات کر رہا ہو جو سنی نہ جانتے تو مقتدی کو  
 ایسی نماز میں قرات کرنی چاہئے۔“ (جلد ۷)  
 شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے کیا ہی عمدہ بات کہی:-  
 ”امام کے زور سے قرات کرنا کبھی کبھی اس کا وہ  
 پڑھے اور مقتدی نہیں۔ یہی باعث ہے کہ امام جب  
 ولہ الضالین کہتا ہے تو مقتدی آمین کہتے ہیں اور  
 سترہ نمازوں میں چونکہ مقتدی نہیں سنتے اسلئے آمین  
 بھی نہیں کہتے۔ اگر امام بھی قرات کر رہا ہو اور مقتدی  
 بھی پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام کو یہ  
 حکم دیا جا رہا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو سناؤ جو سنتے کے لئے

نکلے۔ جب بعض امور کے بارے میں انہوں نے پرسن کیا کہ  
 ان کا حکم قرآن وحدیث میں نہیں ہے تو ان امور کا حکم دینے والوں  
 کے متعلق لازماً ان کا تصور ہی ہوگا کہ یہ لوگ یا تو حدیث و قرآن  
 سے ٹھیک طور پر واقف نہ تھے یا اپنی نقل اور قیاس کو حدیث  
 قرآن پر ترجیح دیتے تھے۔ چلئے چھٹی ہوئی۔ امام ابو حنیفہ اور وہ  
 بے شمار عوام و خواص طرہاً، نابلدہ اور خود پست نظیرے جو ان امور  
 کے حامل تھے۔

بات مختصر یہ ہے۔ مذکورہ تینوں مسئلوں میں کسی  
 ایک پر بھی اگر ہم شرح و بسط سے کلام کرنے لگیں تو سیوں صفحات  
 سیاہ ہو جائیں گے۔ صرف ایک مسئلے۔ فاتحہ خلف الامام کے  
 سلسلہ میں ہم چند اشارات دیتے دیتے ہیں جس سے آپ انسانہ  
 کر سکیں گے کہ مسلک حنفی کو کچھ چڑانے والے کہاں کہاں تک  
 مار کر رہے ہیں۔

سن لیجئے اور کان کھو لکر سن لیجئے کہ تابعین وہ نہ تھے کہ انہیں  
 بعد کے فقہاء، مجتہدین کا نہیں، میرا اور آپ کا نہیں ان جلیل القدر  
 مستیوں کا ذکر ہے ہمیں امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم  
 اجمعین کہتی ہے۔ ان میں سے اتنی حضرات ایسے تھے جو امام کے  
 پیچھے کچھ پڑھنے کو غلط قرار دیتے تھے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:-  
 چاروں خلفائے راشدین، عبداللہ ابن عمر، زید بن  
 ثابت، جابر بن عبد اللہ، عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن  
 مسعود، ابوالدرداء۔

امام محمد نے اپنی موطا میں حضرت عمر کا یہ قول نقل فرمایا ہے:-  
 ”کاش امام کے پیچھے پڑھنے والے ایک ٹھٹھ میں پھر ہو۔“  
 حضرت سعد بن وقاص کا یہ فرمودہ بیان کیا ہے:-  
 ”میں یہ پسند کرتا ہوں کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے  
 ٹھٹھ میں آگ ہو۔“

بعض صحابہ کا تو یہ تک فرمایا نقل کیا گیا ہے کہ امام کے  
 پیچھے مقتدی کا کچھ پڑھنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے، لیکن احناف نے  
 اس خیال سے کہ بہر حال جو قرات کا قول نقل کیے والے بھی  
 موجود ہیں روذاداری اور عدل کا تقاضا یہ تھا کہ نماز کا کوا فیصلہ  
 نہ دیا جائے۔ مگر قرات مکروہ مخیری قرار دی جائے۔



تھی۔ اس درمیان میں زید نے اپنی عورت محمودہ کو طلاق لکھی مگر طلاق روا نہ کرنے سے پہلے ہی یا حبیب میں پڑی رہی اور محمودہ آگئی تو پھر طلاق نامہ جو لکھا تھا دیا نہیں تو اب محمودہ کو طلاق پڑی یا نہیں؟

**الجواب :-**

اس صورت میں طلاق تو واقع ہو گئی بشرطیکہ طلاق نامہ شوہر نے اپنے قلم سے لکھا ہے، لیکن بیوی کی آمد پر اگر اس نے طلاق کا ارادہ بدل دیا اور حسب سابق بیوی بنا کر رکھ لیا تو رجعت ہو گئی۔ اب نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

**سوال :-** (ایضاً) حدیثوں کا تعارض

زید نے محمود کو امانت رکھنے کو دی۔ اب محمود امانت ہضم کر گیا اور دینے کو بھی انکار کرتا ہے اور اس کا شغل بھی یہی ہے۔ تو اب محمود کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔ جب کہ ہشتی زیور حصہ کے میں باب ”وعدہ اور امانت پورا کرنا“ میں لکھا ہے کہ حدیث :- جس کے پاس وعدہ نہیں اس کے پاس کوئی دین نہیں، اور جس کے پاس امانت نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔

اور دوسری حدیث :- ”رسالہ عقائد الاسلام“ صفحہ ۸۶ میں لکھا ہے کہ حدیث اختلاف کل بونی اجرا۔ تو اب یہ دو حدیثیں ٹکرا رہی ہیں۔ اب اس حالت میں محمود کے پیچھے نماز پڑھنی یا نہیں؟

**الجواب :-**

جن حدیثوں میں بعض اعمال قبیحہ اور صفات رذیلہ کو بے ایمان اور بے دین ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے انکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان اعمال و صفات کا حامل اتنی اعتبار سے بھی خارج از دین ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے فرمودات کا منشا بعض مکروہ ترین اعمال و صفات پر شدت سے تہذیب کرنا ہوتا تھا اور حقیقت کے اعتبار سے بھی یہ بات ٹھیک ہی ہے کہ بد عہدی، حیانت، سنگدلی، کذب و افتراء اور زنا وغیرہ ایمان کی ضد ہیں، لیکن ملتانے جن اس بات پر تفریق نہیں کر رہے ہیں بڑترین بُرائیاں آدمی کو مرتد نہیں کرتیں اور اس اتفاق کی تیسرا وہ

بات بھی نہ آتی ہو کہ آج کل کے علماء و محدثین کے مقابلہ میں پہلی دوسری اور تیسری صدی کے رفیع الشان علماء پر اعتقاد کرنا ہر لحاظ سے زیادہ مفید، محفوظ اور مہذب بر سعادت ہے وہ دقیق و لطیف علمی بحثوں کو کیا سمجھے گا۔ جتنی یہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہونا، نہ کبھی ہوگا، لیکن جو شخص یہ چاہے کہ مسئلہ کو براہِ راست قرآن و حدیث ہی سے نکال کر لائے اور بس اپنی ہی قوت استنباط و اجتہاد کو نیکھا کر کھجھے لے شیخ الاسلام ابن تیمیہ صلیا صلیتین، اوصاف اور خصوصیات میں کرنی چاہیں۔ بے نیاز دماغی انحصار قوی ترین حافظے، جامع وسیع علم اعلیٰ ذکاوت، فہم، مضبوط دانت و امانت، اور علمی تقویٰ اور زینتاری کے بغیر تمام ہی مسائل میں تقلید کا انکار اور ذاتی استنباط و اجتہاد کا دعویٰ کر ڈھینٹا نعرے کی حیثیت میں خواہ کتنا ہی دلفریب ہو مگر حقیقی افادیت کے اعتبار سے محض مذاق اور مجاہولیت ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ بطور اشارہ جو دلیلین آئے دی ہیں وہ کسی کے منہ میں تالا نہیں ڈال سکتیں پہلے بھی ان پر رد و قاج کی بیخاریں کی گئی ہیں اور اب بھی کی جاتیں گئی، لیکن دنیا میں کسی ایسی دلیل ہے جس پر لے نہ کی جا سکتی ہو، کو نسا موقف ایسا ہے جس کے حق میں زور و بیان صرف کرنا ناممکن ہو۔ دیکھتا تو یہ ہے کہ فتنہ پرداز لوگ مسلک حنفی کے بارے میں بے دلیل اور خلاف حدیث ہونیکا جو تاثر دینا چاہتے ہیں، کس درجہ کذب و فریب پر تہی ہے۔ بات اگر صرف اتنی ہی ہو کہ کچھ لوگ احناف کے دلائل کو غلط سمجھتے ہوئے فاتحہ خلف الامام ہی کو صحیح سمجھیں تو اس پر نہیں کوئی شکوہ نہیں وہ رفیع دین کے جاتیں، آمین پکائے جاتیں ہم ہرگز نہیں کہیں گے کہ ان کی نماز فاسد ہوئی یا وہ گمراہ ہوئے یا وہ بے دلیل یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اپنی اپنی سمجھ ہے۔ ہر پہلو پر بحثیں ہو چکیں جس کی جو سمجھ میں آئے کرے، لیکن انہوں اور نکر اور اس پر ہوتا ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے حق میں بازاری باتیں کہتا ہے، فقرے کہتا ہے، مضحکہ اڑاتا ہے حالانکہ دوسرے فریق کی دلیلیں پہاڑ کی طرح مضبوط ہیں۔

**سوال :-** از حافظ احمد بن محمد جو ناکر لکھ۔ طلاق

زید کی عورت محمودہ اپنے میکے لے گئی یا بیٹھے کیلئے گئی ہوتی

آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

## الجواب :-

مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ انھیں ہم سے زیادہ معلوم تھا کہ قرآن و سنت، آثارِ عربیہ اور اہل خانہ کا ائمہ میں ایسی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے جس پر توسل کے مذکورہ طریق کی عمارت اٹھائی جاسکے اور یہ بھی انھیں معلوم تھا کہ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے جو توں کو بھی کبھی سر پر رکھا کہ دعائیں نہیں کیں جس کی مصنوعی تقلید میں جو توں کی تصویر کھینچی سر پر رکھنا قرین قیاس سمجھا جاسکے پھر بھی انھوں نے بعض صوفیاء کے استخراج کردہ اس طریقہ کی تحسین و تصویب کر ڈالی تو اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت موصوف حضرات عالم ہی نہیں تھے صوفی بھی تھے۔ اوسے درجے کے صوفی بدعات سے متنفذ نہ رہد تقویٰ کے دلدادہ اور نمایاں حد تک حقیقت پسند لیکن اشیاء کے فطری خواص بدل دینا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ تصوف کی فطرت ہی یہ ہے کہ جب وہ آئے تو روحانی ایجادات اور ناقابل قیاس اختراعات کی بہت ہی قاشیں ساتھ لے کر آئے۔ جب تصوف کی نسیم بہاؤ میں وقت کے گلشنوں میں چلتی ہی تو کچھ نئے اور نئے نئے رنگوں نے ضرور دکھائے ہیں۔ مولانا اشرف علیؒ کیسے فطرت کی نمود کو روک دیتے۔ وہ انسان ہی تھے اور انسان بہر حال فطرت، ماحول اور جذبات کے آگے نہیں دکھیں پتھیاں ڈال ہی دیتا ہے۔

جہاں تک مذکورہ طریقہ کے بابرکت، مفید اور خوش آثار ہونے کا تعلق ہے اس سے بھی صریح انکار مشکل ہے۔ جنوں سے لیکر قبروں، جانوروں اور درختوں کے پجاری تک کون ہے جو فائدے اور برکت و فضیلت کی کہانی نہیں سنا تا، کون ہے جو یوں کہتا ہو کہ ہماری نیازمنیاں برکار گئیں پھر آپ کے کسے عطا فرمائیں گے، کا مطلب یہ ہے کہ آپ اگر اس طریقے سے مطمئن ہوں تو ضرور آزما کے دیکھیں اور نہ مطمئن ہوں تو معاملہ اللہ کے حوالے کر دیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مولانا اشرف علیؒ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ نقش کا کچھ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہم جیسے اطفال مکتب ہر معاملہ میں ٹانگ اٹھائیں سمرزم اور جادو کی طرح مرد وہ

صریح و صحیح احادیث ہیں جن سے یقینی طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ بعض معاصی کے مرتکب کو حضورؐ کا بے ایمان اور بے دین کہنا فیصلہ اور فتوے کی حیثیت سے نہیں تھا۔ بلکہ ان معاصی کی بائزین اصلیت پر مشتبہ کرنا مقصود تھا۔

اس کے بعد دونوں روایتوں میں کوئی ٹکڑ نہیں رہتی اور ٹھیک ہی ہے کہ ہر گناہ گار کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ دوران نماز ہی میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔

## سوال :-

مولوی مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کتاب الصلوٰۃ علی النبیؐ حل المصطفیٰ۔ ونیل الشفا صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ طریق توسل کا بہتر یہ ہے کہ۔ اخیر شریب میں اٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے۔ اس کے بعد گیارہ بار درود شریف۔ گیارہ بار کلمہ طیبہ۔ گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ (نقشہ دیا گیا ہے) کو ادب اپنے سر پر رکھے اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ اہی میں جس مقدس نمبر کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لے ہوں۔ ان کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں۔ اہی اس نسبت غلامی پر نفل فرما کر برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمادے۔ مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے اس کو اُس کو اتار کر اپنے چہرے پر لے اور اس کو بوسہ دے اور انشاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

اور اسی کتاب صفحہ ۲۰۰ میں وہاں نقشہ نعل شریف بیان ہیں اور اقوال بزرگان دین درج ہیں مثلاً (۱) علامہ محدث حافظ طرلسانی کتاب فتح المتعال فی شرح خیر المتعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے برکات ایسے کھلم کھلا ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں (۲) اور ان کے ابو جعفر کہتے ہیں کہ ایک طاہل علم کے لئے ایک نقشہ بنوایا تھا، میرے پاس ایک روز آکر کہنے لگا کہ میں نے گزشتہ شب میں عجیب کیفیت و برکت دیکھی کہ میری بی بی کو ایسا تشدد درد ہوا کہ قریب تھا کہ مر لیتے تم ہو جاتے نقشہ شریف دہ کی جاگہ رکھ کر عرض کیا کہ اہی مجھ کو صاحب نعل شریف کی برکت دکھلائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا و رعایت فرمائی۔ اور اسی قسم کے بہت سے برکات و فضائل نقشہ نعل شریف درج ہیں۔



# رسائل و مسائل

## دین میں حکمتِ عملی کا مقام

یاد رہے! پاکستان کے فوجی انقلاب سے پہلے وہاں آنے والے انتخابات کی مباحی مشابہتیں تو بخوبی جماعت اسلامی نے ہی انتخاب میں شرکت کا فیصلہ کر لیا تھا اس پر جہ پاکستان کے مخالف جماعت کیوں میں جہ میگوئیاں جوئیں وہ تو ہوں مگر ہمارے ہندوستان میں بھی بعض حلقے اس طرح غم غموک کر سامنے آئے جیسے جماعت کھراٹکے بھی حصے میں سے بھین کر لیجانا چاہتی ہے۔ قیادت کا فخر جماعت اسلامی کے ایک سابق رکن حضرت مولانا منظور نعمانی کو حاصل رہا جنہوں نے خود بھی ایک طویل مضمون لکھا اور ان کے حالی قدر و صاحبزادے بھی ماہنامہ الفرقان کو صفحات میں مصروف نگ دنا ز رہے حتیٰ کہ انہوں نے مولانا مودودی کے کچھ فقرہ اور ردودوں کے رد میں سلسلہ چار سطروں میں (۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء تا اکتوبر ۱۹۵۷ء) ایک تنقید شائع فرمائی جس پر اقم الخروف کا بھی کچھ لکھنے کا ارادہ تھا لیکن اس کی آخری شرط آنے سے پہلے ہی پاکستان میں انقلاب آ گیا اور وہ قصہ ہی ختم ہو گیا جو بحث کی عملی بنیاد تھا اب سچے تو کچھ نہیں لکھنا فاضل مدیر الفرقان کی تنقید کو جس کا جی چاہے پڑھ کر دیکھ لے اسے خوب اندازہ ہو جائے گا کہ جب افراد یا گروہوں کے قوائے عمل شل ہو جاتے ہیں تو مزم و اسد رام کی صلاحیتیں رنگ کھا جاتی ہیں تو وہ جگہ زندگی سے فرار کے لئے کیسے میں راستے نکالتے ہیں۔ علم کی پیمانہ سند پر چمکر وہ عروہ فکر کی زلفوں کو کیسے کیسے پیچو تم دیتے ہیں کس کس شاطلی سے درازی عطا کرتے ہیں۔ عطر و جگر کیا کیا انبار لگاتے ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ خود انیس

بھی ایک مصنوعی الطینان جو تاسے کر ہم بڑا مبارک کام کر رہے ہیں اور بہت سے تماشائی بھی زلف عنبریں کے پیچو غم میں برضا و رغبت اللہ کے رہ جاتے ہیں۔ وہ کھیل جو ماضی میں بھی بہت کھیلا گیا ہے اور مال آپ کے سامنے ہے۔ فتوحات اسلام کے معیاری اور وار میں علی لکتہ سخنوں اور خیالی اڑانوں کی بہتات آپ کو بالکل نہیں یقینی بلکہ یہی نظر آئے گا کہ بہت منضبط محدود ٹھوس اور قصیر الذلیل اصول و عقائد کی بنیادوں پر مزم و جرات اقامت عمل جہد کا تہش اور بجا ہدایت و تاب کے رفیع السان عمل کھڑے کر دینے گئے ہیں اور غیر معیاری اور وار میں آپ علی موشگافیوں خیالی پروازوں اور فکری نکتہ تراشیوں کو سمندر امنڈے ہوئے پائیں گے ایک ایک لفظ کی پاس پاس تفسیریں دیکھیں گے سیدھی سادھی باتوں کو فلسفہ و منطق کے موکتہ آلا مسائل کی تہسرت میں ملاحظہ کر گئے ایک نیک عقیدے بردنتر کے دفتر آپ کے سامنے جوئے اور آپ غموس کریں گے کہ جو یقین الطینان آپ کو تکت علم کی حسالت میں حاصل تھا وہ کثرت علم لے بریاد کر کے رکھ دیا ہے۔ جو داعیہ آپ کے اندر اظہار حق کی عملی جہد و جہد کے لئے تھا وہ زلف علم کی مصنوعی درازی کے بعد گہری نیند سو گیا ہے۔

یہ حال الفرقان کی مذکورہ تنقید کے سلسلہ کا ایک سوال جواب ہم ماہنامہ ترجمان القرآن بابت دسمبر ۱۹۵۷ء میں سائل کا نام نہیں عجیب خود مولانا مودودی ہیں چونکہ ترجمان القرآن ہندوستان میں اسلئے نکلے ہی کر دیوبند میں جواب کچھ لوگوں کو پہنچ جانے تو مضائقہ نہیں۔ دعا کرتا ہوں

بھی کر سکتے ہیں تو۔۔۔ آئندہ ایسے فلسفہ کی مختلف طریقہ سے توجیہ کر کے دین کی کئی اہم قدریں کو ہندم کر سکتے ہیں۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ اقامت دین کی جدوجہد میں توحید رسالت اور دیگر اہم اصولوں کے استثناء سے دوسرے نسبتاً کم اہم اصولوں کو موقع کی نزاکت کے لحاظ سے قطع نظر کیا جاسکتا ہے جبکہ ان پر اصرار کرنے سے دیگر اہم اصولوں کو نقصان پہنچ رہا ہو۔۔۔

جماعت کے عترت حضرات یہ کہتے ہیں کہ اگر دین کا قیام ہوگا تو اپنے پورے اصول برقرار رکھتے ہوئے ہوگا ورنہ ایسی کسی جدوجہد میں کسی بھی اصول کو قربان کیا گیا تو وہ اقامت دین کی جدوجہد نہیں ہے اور اگر یہ جدوجہد کامیاب ہو بھی گئی تو اسلامی نظام کے بجائے کسی کے خود ساختہ نظام کا قیام عمل میں آئیگا۔ اور اگر حالات کا دباؤ ایسا ہو بھی تو دعوت دین کے شدید ایسوں کو چاہئے کہ دین کو اپنے تمام اصولوں کے ساتھ قائم کرنے پر مصر رہیں یا دعوت دین سے دستبردار ہوں، غرضیکہ صاحب مقالہ کا استدلال یہ ہے کہ احکام دین میں استثناء کی گنجائش شخصی اضطرار اور ذاتی مصالح کے لئے تو ہو سکتی ہے لیکن دینی مقاصد اور دینی مصالح کی خاطر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چونکہ مسئلہ کا تعلق "دعوت دین اور اس کے طریقہ کار" کے بنیادی امور سے ہے اس لئے بہت سے حضرات جو جماعت کے بیجا حامی ہیں نہ اس کے خالی مخالف اس کو فی الواقع سمجھنا چاہتے ہیں اس بارے میں آپ کے دستبردار دینی والے ترجمان کے رسائل و مسائل کے تحت دینے ہوئے جوابات پوری طرح تشفی بخشنے میں اسلئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک مفصل مضمون جو قرآن حدیث اور اسوۂ صحابہ کی مثالوں سے جو صرف اقامت دین کی جدوجہد سے علاقہ رکھتی ہوں شرح ہوا ترجمان القرآن میں رقم کیا جائے تو جہاں یہ بہت

سوال دین میں حکمتِ عملی کے مقام سے متعلق ایک لمبا چوڑا مضمون رسالہ "الفرقان" لکھنے میں نکل رہا ہے جس کی آخری قسط تازہ الفرقان میں آچکی ہے۔ یہ نہیں مضمون نگار آپ کی نظر سے گذر رہا ہے یا نہیں لیکن میں اس سے متعلق دو ایک باتوں پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

گوکہ مضمون مذکور سے مجھے اکثر جگہ اختلاف رہا ہے لیکن "التمیز" اور "قریش" اور "مئی" کے ترجمان میں "کیا دین کے سبھی اصول بے چلک ہیں" والے مضمون کے تحت دی گئی ہوئی نو مشالوں پر تنقید جان دار معلوم ہوئی۔ فاضل مضمون نگار نے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ کی دی ہوئی مشالیں محض شخصی اجازتیں، ذہنی رخصتیں اور اضطراری دقتوں کے تحت آتی ہیں اور ان کا سبھی اقامت دین سے کوئی علاقہ نہیں۔

مضمون کی ایک اور بات سے مجھے اتفاق ہے وہ یہ کہ اگر آپ نے حکمتِ عملی والی بات چند جزئی امور جیسے "امیداری" "سٹیم" اور دیگر جماعتوں سے تعاون وغیرہ کے سلسلے میں کہی ہے لیکن آپ نے جس انداز سے ان پر اسوۂ رسول کو دلائل دیئے ہیں (جو صاحب مضمون کے نزدیک تمام کی تمام غیر متعلق ہیں) ان سے غیر سمجیدہ، مفاد پرست طبقہ کے لئے دین میں کٹر بیعت کا موقوہ ہاتھ آجاتا ہے اور یہ بہت سے فتنوں کا دروازہ کھول دے گا۔ اپنے اس مشہور کے ثبوت میں مضمون نگار نے رسالہ کے اسی شمارہ میں "التمیز" کے حوالہ سے "دونوں کی خسریدی" سے متعلق ایک عملی مشال بھی دی ہے جس میں کہ ایک صاحب نے "التمیز" کے ایڈیٹر صاحب کو لکھا تھا کہ حضور "تالیف القلم" کے سلسلے میں جب لوگوں کے ایمان خریدتے تھے تو اسلامی نظام کے قیام کے سلسلے میں، دونوں کی خسریدی برحق ہے اور یہ کہ ان صاحب کو ایک خسرا نہ ہاتھ آجائے تو تمام لوگوں کے دوٹ خرید کر اسلامی نظام کے قیام کی کوشش فرمائیں۔ فاضل مضمون نگار کا کہنا ہے کہ آپ کے حکمتِ عملی والے مضمون سے متاثر ہو کر لوگ اتنی جستی تک

سی غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث ہوگا وہاں بہت سے تعلق خاطر رکھنے والے حضرات کے اضطراب کے لئے تشفی بخش ہوگا۔ جماعتی لحاظ سے بہت کچھ بھی اس کی خالص علی لحاظ سے بھی بڑی اہمیت ہے۔

جواب :- ”الفرقان“ کی جس بحث کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کے موقع دخل اور انداز سے صاف غموس ہوتا ہے کہ اصل بنائے بحث بجائے خود یہ مسائل نہیں ہیں بلکہ دل کا ایک پرانا بخار ہے جو مدتوں سے موقع کی تلاش میں دبا پڑا تھا اور اب اس کو نکالنے کے لئے کچھ مسائل بطور حیلہ ڈھونڈ لئے گئے ہیں، اگر کوئی شخص یہ ارادہ کر کے بیٹھ جائے کہ کسی کو متہم کرنا ہے تو دنیا میں کوئی نہیں ہے جو ایسے شخص کی مارے سچ جانے، آپ جس بڑے سے بڑے قدیم یا جدید مصنف کا نام چاہیں لے لیں، میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ متہم کرنے کا ارادہ کر لینے کے بعد اس کے ہاں سے کیسے کیسے سخت الزامات کی بنیادیں برآمد کی جاسکتی ہیں، دوسروں کو چھوڑے، اگر خدا کا خوف اور ایک ایک لفظ پر اس کے حضور باز رہیں کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بطور نمونہ بتاتا کہ خود ان حضرات کو ضلال اور مضل ثابت کر دیتا، بلکہ انہیں دین اور ملت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ٹھہرا دیتا لگتا آسان ہے اور آدمی تقویٰ و خشیت کا لباس زدورین کر کسی کچھ باتیں خود ان لوگوں کے خلاف بنا سکتا ہے۔

میرا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کی تنقید میں مجھے اس طرح کے محرکات غموس ہوتے ہیں تو میں اس کا جواب دینے سے پرہیز کرتا ہوں، کیونکہ وہ تو اپنے مقصد کی خاطر چڑاوی میں بھٹکتا پھرے گا میں اپنا مقصد چھوڑ کر اس کے کھٹے کہاں کہاں بھٹک سکتا ہوں۔ اور آخر اس طرح سے تو لوگوں سے اچھ کر میں پھر اور کسی کام کے لئے وقت بھی کہاں سے لاسکتا ہوں، اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ بعض حضرات پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس سے مسلسل پھر پھرتے کر رہے ہیں، اور ابھی چند سال سے تو کچھ لوگوں نے میرے

خلافت الزام تراشیاں کرنا اپنا مستقل مشغلہ ہی بنا رکھا ہے مگر میں نے کبھی ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا، یا حد سے حد اگر کبھی ضرورت سمجھی تو اپنی پوزیشن کی وضاحت کر دی اور اسکے بعد انہیں چھوڑ دیا کہ جب تک چاہیں اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہیں۔

آپ ”الفرقان“ اور ”المنیر“ کے مضامین سے اگر دھوکہ کھاتے رہیں گے تو میرے لئے یہ سخت مشکل ہوگا کہ وہ آئے دن آپ کے دل میں ایک نیا دوسرا ڈالیں اور میں اپنے سارے کام چھوڑ چھاڑ کر آپ کے دوسرے دور کرنے میں لگا رہوں، بہتر یہ ہے کہ آپ صبر کے ساتھ دونوں طرف کی چیزیں پڑھتے رہیں، اگر آپ کی پھر میں حقیقت حاصل آجائے تو اچھا ہے، ورنہ جہاں اور بہت سے لوگ ان دوسرا اندازوں کے شکار ہوئے ہیں وہاں ایک آپ بھی ہیں۔

تاہم چونکہ آپ نے پہلی مرتبہ کھ کوان سکے ڈالے ہوئے دساؤں کے بارے میں لکھا ہے اس لئے میں صرف ایک دو باتوں کی وضاحت کیئے دیتا ہوں تاکہ بات سمجھنے میں آپ کو مدد مل سکے۔

(۱) اختیار اھوان کے اصول کی وضاحت میں جو مثالیں میرے ذہن میں ان کے متعلق یہ کہ گیا ہے کہ ان سے صرف شخصی مشکلات اور بندوں کو پیش آنے والی حاجات ہی میں اضطراب کے موقع پر رخصت کا ثبوت ملتا ہے، رہا اہمیت دین کا کام تو اس میں اس قاعدے کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اب ذرا آپ خود سوچیں کہ اگر بات یہ ہے تو ردائے حدیث کی جرح و تعدیل کے سلسلے میں محدثین نے بے شمار زندہ اور مردہ راویوں کی جو طبیعت کر ڈالی، اس کا باعث آخر کونسا شخصی اضطراب تھا، دوسری مثالوں کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیکئے، صرف یہی ایک مثال اس امر کے ثبوت میں کافی ہے کہ بڑے مفسد سے بچنے کے لئے چھوٹے مگر ناگزیر مفسد سے کو اختیار کر لینا، اور بڑی بھلائی کی خاطر چھوٹی بھلائی کا نقصان بقدر ضرورت گوارا کر جانا، صرف شخصی حاجات ہی کے لئے جائز نہیں بلکہ خالص دینی مصالح

اپنے مجمع محل میں درست ہوا اور جس کا بیان کرنا دین کی پیروی کرنے والے نیک نیت لوگوں کی رہنمائی کے لئے ضروری ہوا اب اگر وہ باتیں جو میں نے زیر بحث مضامین میں کہی ہیں، بجائے خود درست ہیں اور ایک ایسے قاعدے کی نشاندہی کرتی ہیں جو واقعی دین میں موجود ہے، تو آپ خود سوچ لیں کہ ان لوگوں کی باتیں کیا وزن رکھتی ہیں اور مجھے ان کو کیا وزن دینا چاہئے جو ان پر مجھے جہم کرنے کے لئے یہ احتمال پیدا کرتے ہیں کہ ان امور کے بیان کرنے سے قتنوں کا دروازہ کھلے گا، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ میں خود فتنے میں پڑنے اور دین کے نام سے بے دینی کی خدمت کرنے کے لئے یہ دروازے کھول رہا ہوں اس کا جواب تو یہی ہو سکتا ہے کہ آدمی صبر کے ساتھ اپنا کام کوڑھائے اور ان لوگوں جو کچھ بھی یہ کہنا چاہیں کہنے دے۔

(۱۳) دو دنوں کی خسریا آری کے موضوع پر جو کچھ المنیر نے لکھا اور ان فرقان نے اس کے صفات سے نقل کیا، اس سے مقصود اس امر کا ثبوت ہے کہ ہر بیچارے کو جس فتنے کا دروازے کھلنے کا وہ احتمال ظاہر کرتے تھے وہ تو پہلے ہی کھل چکا ہے اور میرے ہی کھولنے کھلا ہے، یہ کرتب جو کمال درجہ تقویٰ کے ساتھ دکھائے جا رہے ہیں صبر کے ساتھ ان پر خاموشی ہی رہنا مناسب سمجھتا تھا، کیونکہ یہ الزام تو ایشیا اور دوسرے کو جہم کرنے کے لئے یہ سرگرمیاں اور بے تابیاں اپنے اندر جو روح رکھتی ہیں، میں سر وقت خدا کی پستیاہ مانگتا ہوں کہ ان کی مدافعت جی کوشش نہیں مجھے ہی آئی چھوٹ نہ لگادے، لیکن انہوں نے کہ آپ جلسے سادہ دل حضرات آدمی کو صبر سے خاموش بھی نہیں بیٹھتے دیتے اور ان باتوں پر جواب طلبی شروع کر دیتے ہیں اب دیکھئے کہ معاملے کی اصل حقیقت کیا ہے اور پھر خود مجھے بتائیے کہ ان چیزوں کی آخر کیا جواب دہی کی جا سکتی ہے۔

پہلے المنیر نے مجھ پر یہ سراسر جھوٹا الزام لگایا کہ میں پہلے کے ذریعے سے دوث خریدنے کو جواز رکھتا ہوں اور

کے لئے بھی جائز ہے اور اس قاعدے کے معاملے میں ہندوں کی ضروریات اور نئی اقامت دین کی ضروریات کے درمیان جو تفریق ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ محدثین نے ہزار ہا راویوں کے عیوب کی پردہ کشائی اپنے پیشے کی ضروریات، یا اپنی تعصیف و تالیف کے مقاصد کی خاطر تو نہیں کی تھی۔ یہ صریح حرام، بلکہ تہرآن کی تعبیر کے مطابق نہایت گھناؤنا کام انہوں نے صرف اس دلیل کی بنا پر کیا تھا کہ اگر اس برائی کا ارتکاب نہ کیا جائے گا تو اس سے بہت زیادہ بڑی برائی یہ لازم آتی کہ دین میں بہت سی وہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے داخل ہو جائیں گی جو حضور نے نہیں فرمائی ہیں اور اس طرح دین کا علیہ جگہ کر رہا جائیگا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خالصتاً اقامت دین کے سلسلے کا ایک نہایت اہم اور بنیادی کام نہ تھا۔ اس میں تو شخصی مصالح و حاجات کے کسی شائبے تک کی نشان دہی نہیں کی جا سکتی اور یہ وہ کام ہے جسے ایک قابل معافی حبرم نہیں بلکہ کارِ ثواب سمجھ کر امت کے اگلے پچھلے تمام نفعیاء اور محدثین نے بالاتفاق کیا اور تمام امت نے بالاجماع اسے کارِ ثواب مانا، حالانکہ فی الواقع اس کے غیبت ہونے سے کوئی لگا نہیں کر سکتا۔

(۱۲) دین کے کسی قاعدے کو بیان کرنے میں یہ احتمال کہ اسے منقاد پرست، لوگوں کو ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے گا، بظاہر بڑا اہم محسوس ہوتا ہے، لیکن غور کیجئے، کیا اس اندیشے سے اللہ اور اس کے رسول نے اور امت کے اہل علم نے کسی ضروری چیز کو بیان کرنے سے اجتناب کیا ہے؟ قرآن، حدیث اور فرقے کے صفات میں بحضرت بائبل ایسی موجود ہیں جن سے اگر کوئی جہاں اور بد نیت آدمی ناجائز فائدہ اٹھالے اور آئے تو نسق و فہرہ اور گمراہی کی آخری حدود کو بھی پار کر جائے۔ لیکن ان اندیشوں سے ڈھانے، نہ اس کے رسول نے اور نہ علمائے امت نے کوئی ایسی بات کہنے سے پرہیز کیا جو

ہوتا تو شاید آپ "الوقان" کی تعقید میں وہ وزن محسوس نہ کرتے تھے۔ عین کا اظہار آپ نے کیا ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر عادیث میں کوئی چیز تو ایسی تھی جس کی بنا پر صدراؤل سے لیکر شاہ ولی اللہ صاحب کے دور تک اعموم فقہائے اسلام خلافت کے لئے قریشیت کو قانونی شرط کے طور پر بیان کرتے رہے۔ اگر حضور کے ارشادات سے یہ منشا سرے سے ظاہر ہی نہ ہو رہا ہوتا کہ آپ کے بعد خلافت قریشی کے لوگوں کو دی جلتی تو کیا فقہاء ائمہ نادان تھے کہ عرض پیش گوئیوں کو بالائتفاق حکم سمجھ بیٹھے اور موجودہ دور کے بعض حضرات سے پہلے کسی کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی کہ یہ تو عرض خیریں ہیں، ان کا منشا یہ ہے ہی نہیں کہ خلیفہ قریش میں سے ہو۔

"الائمۃ قریش" حکم ہے یا خیر، اس کے متعلق منشا

ولی اللہ صاحب کی رائے ملاحظہ ہو۔

"درازا مجلہ دینی من جلد ۲۰ نمبر انظار خلافت، آئنت

کہ قریشی باشندہ بافقہا رتسب آبا و اجداد،

زیرا کہ حضرت ابو بکر صدیق صحت کو داند انصار را

از خلافت باین حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم فرمودہ اند الا ائمتہ من قریش؟

(ازالہ الغبار مقصد اول، صفحہ ۵)

اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ شاہ صاحب اس حدیث کے معنی انہی قریش میں سے ہوں گے سمجھ رہے ہیں یا قریش میں سے ہوں؟ اگر بالفرض اسے اور اس معنی کی دوسری احادیث کو لفظاً خبر بھی قرار دیا جائے تو فقہاء محدثین نے عام طور پر اس خبر کو امر ہی کے معنی میں لیا ہے۔ بخاری کی حدیث لا ینال هذا الا وہابی قریش کے متعلق علامہ قرظی کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشرک و عدوت کی خبر دیتی ہے، یعنی امامت کہہ ہی منعقد نہ ہوگی مگر قریشی کے لئے "ابن الخیر کہتے ہیں" اس کا مقتضی جنس امر کا قریش میں محصور ہونا ہے۔ گو یا حضور نے دراصل یہ فرمایا کہ لا ۲۰ من الاہل انی قریشی، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے حضور کا یہ ارشاد کہ السفعہ فی ما لہ

اسے "مؤلفۃ القلوب" کی مد میں شمار کرنا ہوں (حالانکہ اس بیان میں صداقت کا ثبوت تک دعویٰ یہ بات میری زبان پر آنا تو درکنار بھی میرے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئی تھی) اور اس چیز کو "المنیر" کے صفات میں دیکھنے سے ایک سیکنڈ پہلے تک بھی میں نہ سوچ سکتا تھا کہ مجھ پر یہ الزام بھی کسی لگا جاسکتا ہے (پھر ایسی المنیر نے کسی دوسرے صاحب کا ایک خط اشارتاً کر دیا جس میں وہ اپنی دانست کے مطابق دو لوگوں کی اس خبر دہائی کے حق میں کچھ دلائل پیش کرتے ہیں (اور یہ بالکل ان کا اپنا ہی فعل ہے مجھ سے اس معاملے میں نہ ان کا نہ کسی اور شخص کا سرے سے کوئی تبادلا خیال ہوا ہی نہیں، اور ان کے استدلال یا خیالات کا مجھ سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہے)۔ اس کے بعد جناب الفرقان اس سارے معاملے کو میرے سر مقبول کر لوگوں کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ دیکھو یوں اس شخص کے خیالات سے متاثر ہونے والے لوگ اخلاقی قیود کو بالائے طاق رکھے دے رہے ہیں تو دل یہ ہے کہ میں نے کب یہ کہا یا لکھا تھا کہ روپے سے روٹ خریدنا جائز ہے؟ یہ ایک خاص بہتان تھا جو صاحب المنیر نے محض اپنے جذبہ انتقام کی لگیں کے لئے خود ہی لگا دیا اور نشانہ لگ کر دیا۔ اب اگر ایک بالکل غیر متعلق شخص اس جھوٹی روایت پر اپنے کچھ خیالات پیش کرتا ہے تو کیا میں اس کی بھی جواب دہی کرتا ہوں؟ صرف یہ بات کہ وہ شخص اپنے خیالات پیش کرے کہ کیا تم میری قریشی میں بھی کچھ کلمات لکھ دیتا ہے، کیا اس کے لئے کافی ہے کہ مجھے اسکی ہر بات کا ذمہ دار ٹھہرا دیا جائے؟ یہ طرز موافقہ اختیار کیا جائے تو لگے پھیلے علماء و مشائخ اور بزرگان دین میں سے کون بچ جائے گا جس کے محققین و مداحین کی ہر غلطی اس کے سر چسپ کر اسے سر چشمہ خلافت نامت دیکھا جاسکے۔ شاید مجبوری ہوئی حکومتوں کے پراسیکیوٹنگ انسپیکٹرز بھی لوگوں کو ماخوذ کرنے میں یہ سوگرمی اور سپابکدستی تو نہ دکھاتے ہوں گے۔

(۲۴) الائمۃ من قریش کے متعلق جو مفصل بحث میں نے

"رسائل مسائل" حصہ اول میں کی ہے اگر اسے آپ نے پڑھا

تو اس معاملہ میں اجماع تک کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

”امام کے لئے قرشیت کا شرط ہونا تمام علما کا مذہب ہے اور انہوں نے اسے اجماعی مسائل میں شمار کیا ہے سلف میں سے کسی سے اس کے خلاف کوئی رائے منقول نہیں ہوئی ہے اور اسی طرح بعد کے ادوار میں بھی اجماعاً مسلمین میں سے کہیں کے علمائے اس

سے اختلافات نہیں کیا ہے“ (فتح الباری ج ۱۳ صفحہ ۹۶-۹۷)

غلاوہ بریں علماء کی اس رائے کا انحصار محض ان احادیث پر ہی نہ تھا جو خبر کے الفاظ و انداز میں یا جن کے اندر محض خبر ہونے کا احتمال ہے، بلکہ متعدد احادیث امر کے الفاظ میں بھی مردی ہیں، مثلاً قد صوا قریشا ولا تقصد صوا قریش کو آگے کر دو اور ان سے آگے نہ بڑھو (جسے سعی، طہرانی اور امام شافعی نے نقل کیا ہے) اور قریش قارۃ الناس (قریش لوگوں کے سردار ہیں) جیسے امام احمد نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے۔

اور اصل اس مسئلے کے متعلق مختلف الفاظ میں کثرت سے جو احادیث و روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہوئے ہیں ان کا مجموعی اثر یہ تھا کہ علمائے اسلام صدیوں تک بالاتفاق خلافت کے لئے قرشیت کو ایک قانونی مشرک کی حیثیت سے بیان کرتے رہے ہیں اور خوارج و معتزلہ کے سوا کسی نے اس معاملہ میں اختلاف نہیں کیا ہے۔ تاغنی عیاض

یضام، اور علامہ ابن حجر نے فرماتے ہیں ”یہ حدیث اگرچہ خبر کے الفاظ میں ہے مگر امر کے معنی میں ہے۔ گو یا حضور کا ارشاد یہ تھا کہ خاص طور پر قریش ہی کو امام بناؤ۔ حدیث کے باقی مرقع اسی معنی کی تائید کرتے ہیں، اور صحابہ نے بالاتفاق اس کو صحیح ہی کے مفہوم میں لیا بخلاف ان لوگوں کے جو اس معنی کا انکار کرتے ہیں، اور اسی بات کی طرف جہور اہل علم گئے ہیں کہ امام کے لئے قرشی ہونا شرط ہے“ (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۹۶-۹۷)

غلاوہ بریں علماء کی اس رائے کا انحصار محض ان احادیث پر ہی نہ تھا جو خبر کے الفاظ و انداز میں یا جن کے اندر محض خبر ہونے کا احتمال ہے، بلکہ متعدد احادیث امر کے الفاظ میں بھی مردی ہیں، مثلاً قد صوا قریشا ولا تقصد صوا قریش کو آگے کر دو اور ان سے آگے نہ بڑھو (جسے سعی، طہرانی اور امام شافعی نے نقل کیا ہے) اور قریش قارۃ الناس (قریش لوگوں کے سردار ہیں) جیسے امام احمد نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے۔

اور اصل اس مسئلے کے متعلق مختلف الفاظ میں کثرت سے جو احادیث و روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہوئے ہیں ان کا مجموعی اثر یہ تھا کہ علمائے اسلام صدیوں تک بالاتفاق خلافت کے لئے قرشیت کو ایک قانونی مشرک کی حیثیت سے بیان کرتے رہے ہیں اور خوارج و معتزلہ کے سوا کسی نے اس معاملہ میں اختلاف نہیں کیا ہے۔ تاغنی عیاض

۵۲ علامہ ابوالحسن مارودوی نے بھی اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ میں شرائط امامت کے تحت لکھا ہے۔  
 ”امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرشی ہو کیونکہ الائمة من قریش اس بارے میں جو دوئم یہ کہ امت پر اجماع کر چکی ہے۔“

پھر فرمایا ہے

”حدیث قد صوا دلائق موصیٰ کا حکم مسلم اور متفق علیہ ہے۔ سید محمد رشید خاں دہلوی (مصر) ”الامامۃ العظمیٰ“ میں فرماتے ہیں۔  
 ”قرشی ہونے کی شرط پر نقل اور عمل کے ذریعہ اجماع ثابت ہو چکا ہے جسے ثقافت محمدیہ نے روایت کیا اور مصلحین

دفعہ اہل سنت نے اسی سے استدلال کیا ہے۔ اسی پر تعالٰیٰ ربنا“

انہوں نے قریشیت کے شرط ہونے پر (دکتر ہونے پر) متعدد دلائل جمع کیے ہیں۔ اگرچہ جلد دیگر شرائط و مقتضات قرشی کی عدم موجودگی میں شرط باقیین کا نام ہو جاتی ہے لیکن دکھانا تو صرف یہ کہ جس مفہوم کو غلط بنا کر دیر القرآن ”نہ مزلنا موذوی پر جرح کی جو اس مفہوم کو

تجلی دیوبند

تاہم ہے کہ حضورؐ نے قریش ہی کو منصب خلافت دے جانے کا حکم فرمایا تھی۔ یقیناً یہ آپ کا حکم تھا، محض پیشگوئی نہ تھی۔ مگر اس حکم کی بنیاد یہ نہ تھی کہ شہرِ مَکَّہ خلافت ایک خاص قبیلے کا حق تھی جس کے سوا کسی دوسرے قبیلے یا نسل کا کوئی شخص اس منصب کا سرے سے مستحق ہی نہ ہو سکتا تھا، بلکہ اس کی اعلیٰ وجہ یہ تھی کہ علیؑ سیاست کے نقطہ نظر سے حضورؐ کے بعد صرف قریش ہی کی خلافت کا سیلاب ہو سکتی تھی جس کے وجود حضورؐ نے خود اپنے متعدد ارشادات میں واضح فرمادینے سے تمہارے لئے آپ نے حکم دیا کہ خلافت قریش ہی میں رکھی جائے تاکہ اسلامی نظامِ حکومت مشکلات میں مبتلا نہ ہو اور مسلمان محض اسلامی اصول و مسادات کا مظاہرہ کرنے کے لئے کسی غیر قریشی کو غلیظ بنا کر ان نتائج سے دوچار نہ ہو جائیں جو ایک بااثر گروہ کے مقابلے میں کسی بے اثر یا کم اثر گروہ کے آدنی کو غلیظ بنا دینے سے پیش آسکتے تھے۔

فقہاء اسلام نے اگر حضورؐ کے اس حکم کو مستقل بنیاد پر قانون کے معنی میں لیا تو یہ بھی بے وجہ نہ تھا۔ حضورؐ کے بعد قریش کی وہی پوزیشن برقرار رہی جس کی بنا پر آپ نے اجتناباً یہ حکم دیا تھا۔ اس لئے قرآنِ بعدِ قرن فقہاء اس بات کو کہ "خالیفہ قرشی ہو ناچاہئے" ایک دستوری قاعدے کے طور پر بیان کرتے چلے گئے۔ لیکن حضورؐ کے وہ ارشادات اُس زمانے میں بھی کسی سے پوشیدہ نہ تھے جن سے یہ ایماہ نکلتا تھا کہ یہ حکم قریش کے ایک خاص نسل سے ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ چند اصناف کی بنا پر ہے جو ان میں بائے جاتے تھے اور اس وقت تک کے لئے ہے جب تک ان میں اس منصب کی اہلیت باقی رہے۔ مثلاً آپ کا یہ ارشاد کہ ما قاموا اللدین (جب تک وہ دین قائم کرتے رہیں) اور ما اذ احکمو احد لدا و وعدوا و اوفوا و استرحموا (جب تک وہ اپنے فیصلوں میں عدل کرتے رہیں اور اپنے وعدے وفا کرتے رہیں اور خلقِ خدا پر رحم کرتے رہیں)۔ یہ ارشادات خود ظاہر کر رہے تھے کہ غلیظ کے لئے قرشی ہونے کی شرط ایک دائمی دستوری قاعدہ نہیں ہے۔ اسی بات کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عقیدتاً

نبی ساعدہ میں واضح فرمایا تھا کہ ان ہذا الاممونی قریش ما اطاعوا اللہ و اطاعوا علی (یہ مگرت قریش ہی میں رہے گی جب تک وہ اللہ کی اطاعت کرتے رہیں اور اس کے حکم پر تمکین تمکین چلتے رہیں) مزید برآں حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے کہ "اگر میری موت کے وقت اللہ عبیدہ زندہ نہ ہوں تو میں معاذ بن جبل کو غلیظ بناؤں گا" یہ بات کھول دی تھی کہ خلافت، محض نسل و نسب کی بنا پر قریش کا کوئی مستقل قانونی حق نہیں ہے۔

تجلی

اس سوال و جواب کے معاصر الفرقان نے بھی اپنے نقطہ د استوار کیا تھا جنوری ۱۹۵۹ء کے الفرقان میں چھپا دیا ہے۔ بحالت موجود ہم اس بحث کو ایک خیالی روزنامے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے نہ اسے آگے بجا لیا جاتا ہے۔ مرتبہ الفرقان جناب علی بن ابراہیم صاحب نے رچھڑ اور نوگ اُترے پھر کر لیا کہ مولانا مودودی مہرباندار سوا کر دیتے گئے ہیں تو ہمیں اسپر بھی اعتراض نہیں۔ ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ مرتبہ الفرقان نے اپنے اظہار خیال میں بعض جگہ ایسا وجدان سوزانہ اراختیا کر کیا ہے کہ دل پر شرم و ہرجا ملے۔ براہِ ذکر یہ کہ اپنے علم و فضلِ انہم روز کی اور محترمہ تدبیر پر کتنا ہی زخم ہو مگر ان کی زبان سے یہ بات اچھی نہیں سمجھی کہ لے مولانا مودودی۔

تجھ کو پرانی کیا تھی اپنی سیر تو (عقلم)

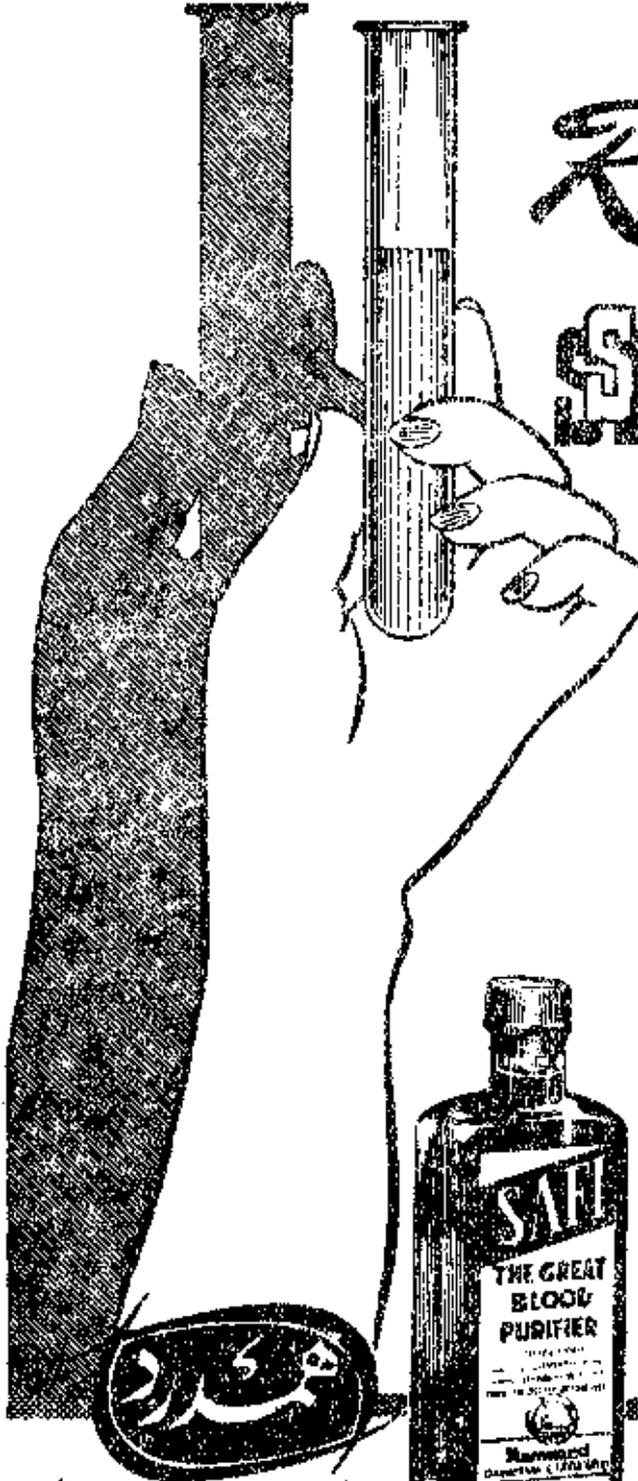
یہ کہتا کہ مولانا مودودی کی طرف سے "ہات کو گولوں لڑکا گیا ہے" یا ان کے طرز کلام پر "لدا یونی" کا اطلاق کرنا وغیرہ۔ خیر یہ لے ہوئے حالات نے اس ناگوار بحث کو اب خود ہی تہہ کر کے دکھایا ہے۔

# مولانا آزاد کی دینی کتابیں

مولانا آزاد کے بعض مضامین خاص بتعداد

صبح امید | تعارفی مضامین کے ساتھ، دس تصویریں بھی شامل ہیں صفحہ ۳۲ قیمت مجلد چھ روپے۔

نقش آزاد | مولانا آزاد کے خطوط جنہیں جناب غلام رسول قہر نے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ مجلد چھ روپے۔



# Remove the SHADOW

جی ہاں۔ آپ کی جلد پر اگر  
کیل چھائیوں یا داغ دھبوں  
کا سایہ ہے۔ تو اسے صاف  
سے دور کیجئے۔ یہ خون کو صاف  
کرتی ہے۔ نظامِ عصوی کو درست  
کرتی ہے اور شفا دہندہ خون پیدا  
کر کے چہرہ پر سرخی اور شادابی  
لائی ہے۔

## صافی

خون صاف کرنے کی  
قدرتی دوا

دہلی - کانپور - پٹنہ

GAV/H/505

مستقل عنوان

۱۶  
ملازمین العربیہ کی

# مسکینوں کے لئے خیرات

تاریخ نوشتہ: ۱۲ مارچ ۱۹۵۹ء

خبر ہے کہ  
"پیننگ" میں، میں ایک منگول عسکر کی نقش  
میں ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ یہ پانچ سو سال  
پرانی ہے، نقش اچھی حالت میں ہے ایک کھل  
میں یعنی جوتی ہے۔"

کاش یہ ہندوستان میں ملتی تو جانتے ہیں آپ کیا ہوتا؟  
مزاد بٹا، اندر لے پلٹتے، عرس ہوتا، نیا زدی جاتی، چھوٹی چھوٹے  
اور عاشقان اولیا دور دروست یہ کہتے ہوئے آئے کہ شاہ جگجو  
اولیاء کے دور سے چھوٹی بھر بھر مراد میں لینے آئے ہیں، صوفی ہدیہ  
علی فرماتے

"حضرت جگجو علی اللہ عنہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے  
بچھلے سپر تھے ان کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ سلطان  
بھی کفار زانکار پر حملہ کرتے ان کا تعویذ دائیں بازو پر باندھتے  
تھے۔ ایک دفعہ نہیں باندھا تھا تو چھکے چھوٹ گئے تھے۔"  
خواجہ اہلبیاباں نقشبندی سرور آہ کھنچ کر فرماتے

"اسے تعویذ نواک بہان تھا۔ شہنشاہ منہاج الدین طبریزی  
کی "بتان الکرامات" میں لکھا ہے کہ سلطان صلاح الدین نے  
اپنے وزیر باند میر سے خود یہ بیان کیا کہ جب میں کفار عین پر حملہ  
کرتا تھا تو حضور جگجو علیہ السلام ایک بارہ پیروں والے نورانی  
نگوٹری پر سوار ہر شہزیر سے آگے آگے نظر آتے تھے۔ ایک دفعہ  
فرنگی بد بختوں نے کئی ہزارین کا توپ کا گولہ صید کیا۔ شاہ والا میر علی  
نے لکھا ہے کہ خواجہ شمس الدینی نے خود دیکھا کہ توپ کا گولہ سلطان  
سے میں ایک گز کے فاصلہ پر تھا کہ حضور جگجو اولیاء نے شہادت کی

آنگلی اٹھا کر فرہ ارا "لوٹ جا" یہ گولہ اکدم ٹرک گیا، تھوڑی ہی پر  
دم خود ہا پھر چچہ باز اچھا فرنگیوں ہی کی طرف لوٹ گیا اور ان کے  
خبر دہنگا کے بیچ میں سے ہوتا ہوا سیدھا سیدھا سالار کے تھے  
میں گھس گیا، سیدھا لاور مرد و دوسوت مشراب پنی کر سمیوں کا  
پانچ دیکھ رہا تھا سا تھ ہی ایک نایاب گانا گارہا تھا، گولہ سیدھا  
اس کے تھوڑے میں گھس کر پیش میں آکر گیا اور وہاں ہو چکا ہے تو کیا  
کے ایسے پر تھے اڑسے میں کہ تھوڑی کا دور دھرایا گیا اور پنی سہا سے  
شکر میں پھیل گئی، رنگ لوی نے بھگا کر صیسی سحر نے آسمانی کھانا بھیجا ہے  
بھوں بھوں کے کھا گئے۔ . . . ."

اب آپ جگر کے کہتے  
"کئی ہزارین کا گولہ منہ میں کیسے گھس گیا، خواجہ شمس الدینی  
کو سنی مخلوق تھے کہ دشمن سیدھا سالار کے خیمے کا اندر و فی حال بھی  
دیکھتے رہے وغیرہ . . . . ."

زہری آواز میں جواب ملتا  
"دہانی پر عقیدہ، میر دو دیر . . . . ."

آپ ایسا سا منہ لیکے رہ جاتے اور اس سے بڑھ کر تھکے  
تاریخی واقعات بجا سے صاحبان اور جو فیائے عظام زائرین کو  
سسٹایا کرتے، سینے والے سر دھتے، فاتحہ دیتے، اندر چڑھاتے  
زمانہ عاشقان اولیاء کا گانا سنے، ناچا دیکھتے اور دین دنیا سب  
کچھ سمیٹ کر لے جاتے۔

شاہ جگجو تو پھر اشرف الملوقات تھے، آپ نے فرمایا ہوتا  
دہلی میں، ایک محلہ ہے، چھٹی قبرستان۔ جامع مسجد کے  
قریب واقع ہے۔ یہاں واقعہ ایک قبر ہے جسے "چھٹی قبر"  
کہتے ہیں اس پر سالانہ عرس بھی ہوتا ہے، بعض بہت ہی فلک

راسخود اور با شہزادہ نرات میان کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں یہاں ایک جھونپڑی تھی۔ کوئی شاہ صاحب اس میں مقیم ہوئے جن کے پاس ایک غیر ملکی گدھا تھا اس کے بدن پر دو ہار یاں تھیں شاہ صاحب اور گدھا کو بہت شغف تھا۔ یہ رکھتے تھے اور بیاہر پرست اہل فریقت کے لئے اس لئے قسم کے گدھے میں بڑی کشش تھی ان کا خیال تھا کہ یہ بہت پیچھا ہو ہے اور بعض تو قسم کھا کے کہتے تھے کہ یہ گدھا تو اس ظاہر میں بہت ہی اچھے وقت کچھ اور ہی ہے۔ اس کچھ اور ہی کا مطلب وہ ہمیشہ ذمہ دار اور کٹا ہوا اور کٹا ہوا اور کٹا ہوا ہے۔ پھر شاہ صاحب کو اس سے جس قدر تعلق خاطر تھا اس لئے میں نظر اکثر عقیدت مندوں نے نا لایا تھا کہ ان کے پاس میں کوئی گہرا روحانی رشتہ ہے جوئی چٹنگ علی کا دعویٰ تھا کہ اہل فریقت کو صاف بول دیا ہے اور پھر تک ہے۔ روحانی کشیدگی رہتے ہیں۔ واللہ عالم الصواب خیر گدھے کو نہ جانے کیا ہو گیا کہ اگرم پردہ کر گیا یعنی مر گیا۔ ممکن ہے اس کے مرنے کی وجہ یہ ہی ہو کہ شاہ صاحب نے اس کی ساری ہی روحانیت پھوڑی ہو اور پھر یہ بغیر روح کے جینے کی ہمت نہ کر سکا ہو۔ بہر حال اسی جھونپڑی میں اس کی قبر بنا دی گئی اور شاہ صاحب بڑی امانت سے اس کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ صوفی رمضان بیگ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب تیر کو نہ صرف پھولوں اور خوشبوؤں سے بھکائے رہتے تھے بلکہ اس کا طواف بھی کرتے تھے۔ خواجہ گلاب شاہ نے بتایا کہ اس زمانے میں ایک بہت بڑے میٹھ تھے۔ ان کی کوئی دلی مراد تھی جو برساتی تھی کسی نے بھمایا کہ حج کو جاؤ اور کعبہ کا پردہ بکڑ کے دعا مانگو۔ وہ تیار ہو گئے تاکہ اس اور نے یہ سٹورہ دیا کہ پہلے شاہ صاحب کی خدمت میں ہوا ہو ممکن ہے یہ نظر کو مہو جانے تو حج کے لئے چکر سے بچ جاو گے۔ وہ حاضر خدمت ہوئے تو شاہ صاحب نے گرج کے کہا تھا

”آٹھوں کے اندھے دل کی آنکھیں کھول!“

سیٹھ میروں میں گرج کے گلگھیا نے تھے

”شاہ جی دل میں انکا رکے ہاتھوں تو بے حال ہو رہا ہوں۔ آپ پر سب روشن ہے۔ نرگسی بانو کے نسوانی میں دل بھر سب سلاستیا ناس ہو گیا ہے۔“

شاہ صاحب دہاڑے تھے  
 ”اٹھ طواف کیلے۔ تیری مراد ہم دیں گے۔  
 فوراً سیٹھ نے گدھے کی قبر کے سات طواف کئے تھے  
 ساتویں پھیر سے پر جھونپڑی میں غیب طرک کا نور آیا اور سیٹھ نے  
 اور پردہ غیب سے ایک تین چہرے ناز میں فی الحقیقت ہر طرف  
 تھی  
 ”بول“ شاہ صاحب ڈکارے تھے ”یہی ہے تیری نرگسی بانو“  
 ”یہی ہے۔۔۔ قسم اولاد کی ہی ہے۔۔۔۔۔“  
 ”تو یہ تیری ہوئی۔۔۔ حاج ہو گیا۔۔۔ دل کا بوجھ اتڑ چکا ہے  
 بیب کا بوجھ بھی اتار چھینک۔۔۔۔۔“

سیٹھ نے نوٹوں کی گڑیاں شاہ صاحب کے قدموں میں ڈال دی تھیں اور ٹھیک عشرے کے دن نرگسی بانو سے ان کا عقد سنون ہو گیا تھا۔

”یہ نرگسی بانو کون تھیں؟ میں نے پوچھا تھا۔  
 ”اے۔۔۔ آپ نرگسی بانو کو نہیں جانتے؟ خواجہ گلاب شاہ نے سخت حیرت سے کہا تھا جیسے میں نے پوچھا ہو کہ جارج پنجم کون تھے، ملکہ ڈکٹوریہ کون تھیں وغیرہ۔

”انسوس میں سو بہت کم کامریض ہوں۔ یہ بھی نہیں یاد رہتا کہ صبح کی اٹھا یا تھا“

”کچھ حیرت نہیں“ وہ مسکرائے تھے ”میرے پاس چاروں نقل کی کلیاں ہیں سب مرضوں کو فائدہ دیتی ہیں۔ دوں؟“

”وید کیجئے۔۔۔ اور۔۔۔ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔۔۔“

”نہیں تکلیف کی کیا بات ہے۔ ایک روپے میں تین ہیں دو دھن کافی رہیں گی۔“

”باب رہے۔۔۔ م۔۔۔ میرا مطلب ہے ضرور دلوں کا مگر وہ نرگسی بانو؟“

”جو اعصاب دہما پڑنا کی مر جان بائی ہے نا جسے بہت سال ہوئے ظہیر شریف میں لوب ہرے بھرے کو ناک پہننے چھوٹے تھے اسی کی لڑکی تھی پڑھی جمان نرگسی بانو۔ وہ رنگ آیا تھا کہ اپنے زمانے میں بڑوں کے ستر کنوڑے بھکوائی تھی۔ عروسوں میں شاہ گلدم اور شاہ دن بھری جیسے قلندروں سے بھری محفل میں کمر

یعنی تمہی... ہا... ہا... چھیل اور جو اب ایسے کہاں  
ان کا چہرہ کلا گیا تھا۔ میں نے چورنگ ہونے کو چھٹا تھا  
”آپ نے کہاں دیکھا ہو گا یہ تو کافی پرانی بات ہے“

پرانی سے کیا ہوتا ہے بہت بخدا دی نے اس کا سارا قطر پنی  
مشہور کتاب ”جنت کی جزایا“ میں لکھ دیا ہے۔ بخدا رنگ روپ  
بدن کا وہ نقشہ کھینچا ہے کہ مجال ہے کوئی کسر رہ جائے۔ تصویر  
کھینچ کے رکھ دی ہے، ہم نے تو کئی دفعہ خواب میں بھی دیکھا ہے  
میراجی چاہا تھا کہ پڑے پھاڑ کے سر کے بل پانچنے لگیوں مگر  
شیر دلانی نئی تھی اور سر میں آج ہی تیل ڈالا تھا مجبوراً دم گھونٹ  
کے رہ گیا۔ بتایا رہا تھا کہ چٹنے لگے کسی دہی قہر اب مزار شریف  
ہے۔ اس پر سال بہ سال عرس ہوتا ہے۔ خوش عقیدہ مرادوں لگتے  
ہیں اور ملی ہیں جنھیں نہیں ملتیں وہ تیل ماش کے ذریعہ مقدر کی موت  
کر کے ڈول نیا دیتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں اور مقدر تھک کر کے  
ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نہیں ہوتا تو کسی اور مزار شریف پر قسمت  
آزمائی کرتے ہیں

خضر ہلالی کا ہے قومی نشان ہمارا  
اب طے ہو گیا ہے  
گنبد سزا کا ہے قومی نشان ہمارا  
اور واقعی ایک دم توڑتی ہوئی، پامال و مجروح، توانی زدہ امرت کا  
قومی نشان ”قبر“ سے بہتر ہو بھی کیا سکتا ہے۔ فالجھد (اللہ علی  
ذکرت

۱۳ مارچ ۱۹۶۹ء مولانا بدیع الزماں بختیاری اور  
مولوی خشیتہ اللہ نقشبندی سسر جوڑے بیٹھے تھے۔ دونوں  
کے پیروں سے نور اور دازھیوں سے صبور چھڑ رہا تھا۔ ایسے  
نازک حالات ہیں ”اول الذکر نے ٹھٹھٹا سانس لیکر کہا ”ہو پائی  
شانیں تو گئیں بھاڑیں۔ مگر تک تنخواہیں باطنیں مشکل پڑ گئی ہیں۔  
مردود قوم کے بیٹے اس افراد صبیروں میں تانے ڈالے بیٹھے ہیں۔“  
”میرا خیال ہے زکوٰۃ نندہ میں سے دو چار ہزار اور لے لئے ہائیں“  
مواخر الذکر نے گہری آواز میں مشورہ دیا۔

”وہ تو لئے جا چکے۔ ان سے کیا ہوتا ہے... میرے یہاں موت  
تک نہیں ہے۔“  
مولوی خشیتہ اللہ کی آنکھیں فکر مند ہو گئیں۔ کچھ دیر سوچتے  
رہے پھر اچانک خوش ہو کر چلے  
”بھائی صاحب حکمت ملی کے بغیر کام نہیں چلے گا... ملایے  
ہاتھ سے ہاتھ...“  
مولانا بدیع الزماں نے ہاتھ آگے کر دیا گستاخ ہی بیزاری  
سے لڑے  
”صاف صاف کہو میرا تو داغ پھٹا جا رہا ہے کیسے چٹکی رہ  
گاڑی...“  
”ابھی طرح چٹکی... آپ جانتے ہیں مسالوں میں جتنے سمیٹھ  
قسم کے لوگ ہیں ان کی اکثریت قبر رستی کی دلدادہ ہے۔ نہ ہونے  
اب تک خواہ مخواہ ان کی نظروں میں خود کو دہائی بنا رکھتا ہے۔ اگر  
تھوڑا سا طرز تبدیلی تو ان سمیٹھوں کی تھیلوں کے منہ ہمارے  
لئے بھی کھل سکتے ہیں... بھگت ہے ہاں نا؟  
مولانا بدیع الزماں کے چہرے کی بیزاری اب ایک طائرت

تو نہیں اور ہی اور نہیں اور سبھی  
آپ کہیں گے کہ گدھے کی قبر تو باگل ہی پورج سکتے ہیں۔ میں  
عرض کروں گا کہ آپ ہیں دہائی، بد عقیدہ، دشمن اولیا گدھا ہوا یا  
گھوڑا مرنے کے بعد سر میں بزرگی آجاتی ہے بلکہ گدھا سب سے  
زیادہ سخت ہے کہ اس کے مزار سے لوگوں کو حد درجہ عقیدت ہو کر کچھ  
مزاروں کو پوجنے والوں کی ذہنی سطح کے کسی بھی جانور یا انسان کی  
ذہنی سطح اتنی مطابقت نہیں رکھتی جتنی گدھے کی۔ خدا معفرت  
کو بے بڑا ہی سعادتمند جانور ہے۔ علیہ ما علیہ۔  
اور ہاں آپ گدھا لئے پھرتے ہیں جیدر آباد کی طرف تو بے  
شما الہی بھی قبر میں مرعہ غلائی ہیں جن میں کچھ بھی ذہن نہیں ہوتا جنھیں  
مشاید ”چل“ کھتے ہیں اور جنھیں پوجنے والے یہ جانتے ہوئے پوجتے  
ہیں کہ ان میں کوئی ذہن نہیں ہے۔ بس مٹی ابھار کر قبر کی شکل بنالی  
اور ششردع کر دی ڈنڈوت۔ پھر کیا مجال کہ اس کی برکت سے  
بے اولادوں کو اولاد بے روزگاروں کو روزگار، مجرموں کو غلامی  
اور عاشقوں کو صالح جاننا نصیب نہ ہو۔  
کبھی سنا جاتا تھا

آئینہ تبسم میں تبدیل ہو گئی۔ ان کی آنکھیں پلمک سے ٹھنکی اور مصافحہ معلوم ہوا کہ کانوں میں پڑنے والے چند فقروں سے ذہن کی کوئی پرانی گرہ کھول دی ہے۔

”بالکل سمجھ رہا ہوں“ وہ گہرا کے دار لہجے میں بولے ”اور آپ بھی سمجھ لیجئے کہ اتحاد میں المسلمین کے نام پر ہماری کوئی بھی امن طرح کی کر دہ بہت ہی بر محل ہوگی..... واللہ آپ بھی خوب سوچتے ہیں..... مگر چلنے باقی گفتگو گھر ہوگی یہاں موقع نہیں ہے۔“ دونوں شیوخ نے موٹوں کی بیخ چھوڑ دی۔ تھکنے سے گذرتے ہوئے مولانا بدیع الزماں نے مالک ہوٹل سے کہا

”حلوہ اور چائے سب ہمارے حساب میں لکھنا.....“ اور راہ گیروں کا سلام لیتے ہوئے سامنے کی گلی میں گھس گئے۔ مولانا کا مکان گلی کے خاتمہ پر تھا۔

”میں نے فوری اقدام کا خاکہ بنا لیا ہے“ مولانا نے راستہ میں کہا۔

”فوری کے بغیر کیا کام چلیگا“ مولوی شمس الدین دروہ مندی سے بولے ”چار سو تو خود مجھے اس مہینے کے اخراجات میں چاہئیں۔ لڑکی کی فیس دینی ہے۔ جمال میاں کے دوست بنتے ہیں۔ یہ غریب تعلیم پڑا ہی میسر چاہتی ہے۔“

”تجی ہاں گلاس کے بغیر چارہ بھی کیا ہے۔ مولوی بنا دو تو سواسٹے نکبت و اقلیت کے ٹکڑے حاصل نہیں۔“

ستے میں مکان آگیا اور دونوں حضرات اندر داخل ہوئے۔ اب فدری کے فرشتے بھی ان کی خلوت میں پر نہیں مار سکتے تھے۔ دروازے ہی میں ایک نوڈناک کتنا شریفانہ فرما تھا جیسے مولانا نے مشایخ میں بیٹے تھا اور محفولات کرنے والوں کے لئے پال بکھا تھا میں نے اس کی بڑی خوشامد کی کہ برادریم! مجھے اہم جگہ نہ دو مگر اس نے دانت نکال کر چہرہ اس طرف کا جواب دیا۔ ”بدلتیمز! مجھے برادریم کہتے ہو تم جیسے کمینوں کے برادر صرف جو ہے یا چھپر ہو سکتے ہیں کتے نہیں۔“

اور پھر اتنی زور سے بھونکا کہ میں نے تھانہ بھاگ پڑا۔ اس دانت کو خواصا عرضہ گذر چکا ہے۔ آسے میں آپ کو ایک دانت دانت، ناک خبر سناؤں کہ ابھی مارنے لڑھکے کے آغاز میں

جمیٹہ علماء ہمسائیگی کی شاندار اسٹیج کا نفرنس منعقد ہوئی۔ یہ ”جمیٹہ علماء“ میں نے بغیر الف لام کے جو لکھا تو اس پر شفقت ہوئی۔ کہ یہ میری لغزش نہیں ہے بلکہ عظیم قوم پرستی کے موجود عظیم ماحول میں خود جمیٹہ کی غیر ملکی الف لام نکال پھینکا ہے۔ خیر سننے کی بات یہ ہے کہ اس کا نفرنس کی صدارت کی ہے خواجہ غریب نواز احمد شریف کے سجادہ نشین صاحب علی باقاع نے۔ جناب صدر صاحب کا خطبہ صدارت روزنامہ جمیٹہ میں ۱۳ مارچ سے قسط وار چھپ رہا ہے پہلی قسط میں نام یوں تھا انترقہ میں صاحب شیعہ المشائخ دیوبند سید عفتاب

حسین صاحب

”قدس آب“ کے لقب پر وارد کئے۔ مجھے نہیں عالی نازغ علماء نے کرام کو ایمان کی بات یہ ہے کہ نظر اور نیا زمندی کے لئے ایسا نور علی نور لقب کوئی ہے جبری کا دماغ ایجاد نہیں کر سکتا۔ اس میں بڑی ندرت ہے۔ سارا اسلامی لٹریچر چھان مار لیجئے یہ بیش بہا لقب نہ کسی شیخ کے لئے ملے گا نہ عالم کے لئے، نہ مجاہد کے لئے، نہ صحابی کے لئے نہ پیغمبر کے لئے۔ ہر اہل کھدائی حلقوں میں پوپ اور سقیت کے لئے ضرور مل جاسکتا گا۔ واقعی علمائے حق بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ”مجادہ نشینی“ اسلامی دائرے کی چیز تو ہے ہی نہیں وہ اپنی خصوصیات اور خمیر کے لحاظ سے یا اہمیت ہی جیسی شے ہے جسے آپ چاہیں تو کلیسا تک پہنچے دیں اور دیا ہی تو برجن ازم سے جوڑ لیں۔ ”علم سے بہر حال وہ نہیں جڑتی۔ پس باریک میں ذرا نکت کا ہی تقاضا تھا کہ اس کے لئے ”قدس آب“ جیسا اگلسال باہر لقب لایا جائے پس لایا گیا۔ فالحمز ربیب علی ڈاک۔“

لیکن معلوم ہوتا ہے یہ لقب بھی اونٹ کی داڑھ میں زیرہ رہی رہا یعنی شوقی قومیدہ طرازی کی سیاس اس سے بھی نہیں بچھی یا خود سجادہ سے صاحب نے بالواسطہ اسے ناکافی قرار دیا ہر گاہ کنگے دن سے یوں لکھا جائے لگا۔

ہن حضرات تقدس سے آگے شیعہ امامانہ عوامی زادوں ان سبت عنایت حسین صاحب دامت برکاتہم و آلہم و سلمہ و اتحق شریع میں ”حضرت“ نہ ہو اور شیعہ سے لیا نام ہے نہ شاعر



گدی نشین صاحب نے جو اپنے خاص اظہار و دعائی لکے سے تمام روئے زمین کے ادلیا کی جماعت کی توجیہ سے مسیگر تابعین، ائمہ مجتہدین اور جملہ مشائخ تک سبھی حضرت امیر کی آگے بولنے نظر آئے۔ آگے ہے۔

”امسال عرس شریف تاریخ مندرجہ بالا پر ہوں گے۔ یہ ایام خاص فیضیابی کے ہیں شہرت فرمائیں۔ اگر کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکتے ہوں تو بذریعہ اس گدی کے حتی المقدور برائے فاتحہ توشہ منی آرڈر بھیج کر تحریر فرمائیں تاکہ یہ فقیر ان کے نام پاک سے بہبود فرمائیں خاص گذران کر ہمیشہ کے لئے دعا ہوتی ہے اور رجسٹر میں نام درج ہوتا رہے“

دعاؤں کی یہ علی الاعلان خسریہ دفترِ رحمت چشم فلک نے شاید ہی کبھی دیکھی ہو۔ منی آرڈر فارم بھی دعوت نامے کے ساتھ ہے جس پر گدی نشین صاحب کا پتہ اور کون کی عسارت انگریزی میں بھیجی ہوئی ہے۔ یہ تو شخص دکا ناری تھی۔ اب کمال توجیہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ عنوان دیا ہے۔

عملی برائے ہر مشکلاست

پھر ذیل عنوان ہے۔

”اسلام اعظم حضرت خواجہ خواجگان معین الدین حسن چشتی سلطان الہند غریب نواز کے ۹۹ ہجرت کا طیفہ“

بیچ بتائیے کیا تاریخ میں ایسے شاندار اسلامی شکر کا کوئی اور نمونہ بھی ملتا ہے؟ حدیث میں اللہ جل شانہ کے ۹۹ نام بیان ہوئے ہیں۔ گدی نشین صاحب نے خم ٹھوک کے فرمایا کہ بائیں خواجہ امیری کیا اللہ سے کم ہیں جو ان کے سنانو سے کم نام ہوں۔ فوراً ۹۹ نام سامنے کر دیئے۔ غنیمت ہے انہوں نے اللہ میاں کی لاج رکھ لی ورنہ جس انداز کے نام اپنوں نے دیئے ہیں اس انداز کے تو نو سو تالیف بھی ایک ہی نشنت میں گھراے جاسکتے تھے اور اللہ میاں کو یہ آسانی مسکتا دی جاسکتی تھی۔

احمد آباد جاتے ہوئے امیر ٹھہریں گے حضرت شیخ نے جب اخبار ملاحظہ فرمایا تو ناراض ہوئے کہ میرے سفر امیر کو احمد آباد کے ضمن میں رکھا گیا میں یہاں سے سیدھا امیر جا رہا ہوں۔ زیارت کروں گا۔ وہاں ٹھہروں گا اور پھر وہاں سے احمد آباد کا قصد کروں گا۔ کسی نے کہا کہ حضرت آپ زیارت گزار کے لئے شہرہ رحال کریں گے؟ حضرت نے غصہ سے فرمایا کہ بے شک میں شہرہ رحال کروں گا۔

”شہرہ رحال“ بلا ارادہ سفر کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر یہ واضح صحیح ہے۔ اور قیاس ہی ہے کہ صحیح ہوگا کیونکہ ان لوگوں سستاروں کی گواہی کیسے چھوٹی ہو سکتی ہے تو مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ”غصہ“ کو خیر بیان کرنا بڑے ہی دل گردے کی بات ہے۔ کیونکہ یہ غصہ کسی اور کے نہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نقل ہوا ہے کہ تین مساجد کے سوا کسی متبرک مقام کی طرف شہرہ رحال مت کرو۔ یہ تین مقام ہیں۔ مسجد نبوی۔ مسجد حرام۔ اور مسجد اقصیٰ غالباً امیر کی درگاہ ان تینوں میں سے کسی کے اندر واقع نہیں ہے۔ مولانا مدنی سے گزارش کرنے والے کا اشارہ اسی حدیث کی طرف تھا اور دیوبندی اکابرین کبھی اتنے بہادر نہیں ہوئے تھے کہ حدیث تک سے استہزاء کرنے لگیں لیکن جمعیتہ العلماء کے بزرگوں کو خوش ہونا چاہئے کہ فاضل سجاد سے صاحب کے ذریعہ نہیں سابق صدر جمعیتہ مولانا مدنی کی ایک انوکھی شجاعت کا علم ہوا ہے۔

خیر خطبے کے لطائف تو اللہ کے حوالے کیجئے کہ ہم اراد آپ جیسے تصوف نا شناس انھیں کیا سمجھیں گے۔ آئیے اس دعوت نامے کی کچھ جھلکیاں دکھا کر آپ کی عاقبت روشن کروں جو امیر سے ہر سال پھرتا ہے اور اب کی بھی جیسا ہے۔ بخوان پڑھو۔

”شہرہ زیارت، عمل مشکلات کا مفہیم مختص“

گویا عنوان ہی سے واضح ہو گیا کہ کون مخلوق کس مخلوق سے خطاب کر رہی ہے۔ اس کے بعد ذیل عنوان میں حضرت معین الدین امیری کو ”اشرف ادلیا“ روئے زمین ”نکھایا گیا ہے۔ گویا

نمونہ ملاحظہ ہو

میدومعین الدین ایک نام۔ مخدوم معین الدین دکن  
فرزندہمرفضے معین الدین تین نام۔ جگر گوشہ رسول معین الدین  
چار نام۔ شافی اللہ معین الدین پنج نام۔ عارف اللہ معین الدین  
چھ نام۔ درویش معین الدین ساٹھ نام۔ دلریش معین الدین آٹھ نام  
دائم معین الدین نو نام۔ قائم معین الدین دس نام۔ ناظر معین الدین  
گیارہ نام۔ میراث اللہ معین الدین بارہ نام۔ فکر اللہ معین الدین  
تیرہ نام۔ امیر اللہ معین الدین چودہ نام۔ واحد معین الدین  
پندرہ نام۔

یہ سوادرجن آپ کے ہوش ٹھکانے ٹکانے کے لئے  
کافی ہوں گے۔ اسی کو الیٹی کے ننانوے ناموں والا وظیفہ  
ظاہر ہے مفت کا مال نہیں ہو سکتا چنانچہ اس کی پیشانی  
پر یہ عبارت درج ہے

”جو صاحب اس عمل کو پڑھے گا وہ زیارت  
خواجہ بابا سے شرف ہوگا اور مقصد میں بہرہ  
یاب مگر شہدہ دے کرنے سے پہلے اس پر  
توشہ دینا واجب ہوتا ہے جس کی مقدار  
مبلغ سو پانچ روپے ہے۔ وہ یہ بذریعہ  
منی آرڈر اس گڈی کے پتے پر ارسال فرما کر  
اجازت حاصل کر لیں بغیر اجازت پڑھاؤ فقیر  
ذمہ دار نہ ہوگا۔ یہ عمل ہر مرد عورت پڑھ سکتے  
ہیں۔ اہل ہندو صاحب (اسی طرح لکھا ہے۔  
ملا) کو پاس رکھنا ہی کافی ہے“

کہنے کو چہرہ آیا سمجھتے شریف میں۔ کمائی کے آپ نے بہت سے  
طریقے سے ادب رتے ہوں گے۔ ممکن ہے جو ابھی کھیلا ہو،  
سٹرے بھی شوق فرمایا ہو۔ زبان باز رہی کی دلائی بھی  
کی ہو بلکہ تکلف برطرف چوری اور عین کے بھی مزے لوٹے  
ہوں مگر ایمان سے کہنے کیا ان تمام اعمال صالحہ کا مجموعی  
ثواب بھی اس عظیم ثواب و اجر کی برابری کر سکتا ہے جو  
اللہ میاں کو لکھانے والے اس وظیفہ کی تجارت صالحہ  
سے حاصل ہونے کی توقع ہے۔ کبھی نہیں۔ قیامت تک

نہیں۔

تو میاں رک ہو کر اجیری درگاہ کے عالی مقام حجاز  
صاحب کی رہنمائی میں اب ہماری جمیعۃ العلماء ایک نئے  
دور ارتقا کی طرف قدم بڑھا رہی ہے امید ہے کہ آنے  
والی نسلوں کے سارے دلدادہ دور ہو جائیں گے۔

## سید احمد شہید

غلام رسول تہری کی مشہور زمانہ کتاب  
مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہید کے  
حالات اور ان کی عظیم تحریک جہاد پر اس سے بہتر مفصل  
اور مستند کوئی کتاب نہیں جلد اول و دوم بجائید ماڑھے بارہ  
روپے (صفحات تقریباً ساڑھے نو سو)

## جماعت مجاہدین

سید احمد شہیدؒ کی سلسلہ کی تیسری  
جلد ہے۔ اس میں آپ کی جماعت کے تنظیمی  
حالات اور ان کے رفقاء کے سوانح بیان ہوئے ہیں۔ جلد ساڑھے  
چھ روپے۔

## سفینۃ الاولیاء

مشہور اور دار اشکوہ کی کتاب کا باخاؤ  
اور دو ترجمہ حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے لیکر مجاہد کرام، ائمہ مجتہدین اور واج مطہرات اور اولیاء  
کرام کے جسٹہ جسٹہ حالات بیان ہوئے ہیں۔ جلد چھ روپے باؤٹے

بیان غالب  
شرح دیوان غالب

آغا محمد قزاقم۔ اس نے غالب کے اشعار کو  
نہایت عمدگی سے سمجھایا ہے۔ صفحات ۶۴۸  
قیمت جلد چھ روپے۔

## اسلامی فقہ

رمادہ حاضر کی مجلس و مکتبہ زبان میں لکھی گئی  
مفید ترین کتاب۔ حصہ اول طہارت  
نماز روزہ اور صدقہ فطر وغیرہ کے جملہ ضروری مسائل پر مشتمل ہے۔  
قیمت دو روپے سات آنے۔

حصہ دوم زکوٰۃ اور حج کے مسائل کو حاوی ہے۔ ایک روپے پانچ آنے۔  
حصہ سوم چار روپے حصہ چہارم ساڑھے تین روپے  
مکمل سیٹ گیارہ روپے میں آنے

مکتبہ تجلی دیوبند (پوپی)

# کھسک کھولنے

تبصرہ کیلئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

مزاج کو برنگاڑنے کے سوا کوئی نامہ نہ نہیں دیتیں۔ سزا و عقاب  
حبيب خواجہ اسمین الدین من سنجری نے اتقال  
کیا تو آپ کی پیشانی پر لوگوں نے یہ الفاظ لکھے تھے  
حبيب اللہ، عات فی حب اللہ یعنی خدا کا  
دوست خدا کی بخت میں فنا ہو گیا۔

یا سزا صوفی، ہر پر

مذکورہ نگاروں کا مسلمان ہے کہ بیعت کے  
بعد وہ (خواجہ حسرت بختیار کاکی) رات دن عرقاً  
رکعت نماز ادا کرتے تھے اور ہر رات کو  
تین ہزار بار درود شریف پڑھ کر صلی اللہ  
علیہ وسلم کے دربار میں ہدیہ بھیجا کرتے  
تھے۔ سزا سنی کی ابتدائی راتوں میں ایسے عزم  
کو یاد انداز کر سکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
احمد تاق ایک نزرگ کو خواجہ اب کے ذریعہ پر پیغام  
دیا کہ وہ بختیار سے دریافت کریں کہ یہ بے نیازی  
کیوں؟ یہ سن کر حضرت نے اسی وقت سنی کو  
اطلاق و بدی حالاً کھشادی کے گل میں درگداز  
تھے۔

مذکورہ نگاروں کو اور ان سے نقل کرنے والے مفتی وحی من  
صاحب کو اللہ معاف کرے۔ اس مقولہ قسم کی روایت برستی کی  
ہر انھوں نے ذرا بھی نہیں سوجا کہ یہ روایت نہ صرف خواجہ  
بختیار کاکی بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے واسطے صافی کو کس  
درجہ داغدار کرتی ہے۔ اگر خدا بخواسا یہ روایت صحیح ہو تو کیا  
اس کے ذکر و بیان سے خواجہ بختیار کی عظمت میں کوئی اضافہ  
ہوتا ہے؟ اللہ یہ ہے کہ شخصیتوں سے انہی عقیدت  
اپنے تھے اچھے بھداروں کو جیسے بڑا دینی ہے اور کسی شخص کا  
مخلص اس لئے جوئی کو طلاق دیدیے گا کہ وہ دن رات عبادت  
کرنا چاہتا ہے۔ اتنی صریح روایت ہے کہ قرآن امدت  
اسوہ صحابہ اور دین و دنیا کے کسی بھی قانون کی رو سے اسے  
سہرا ہٹا اور مسخ قرار دینا باقائمی جوش و خروش ممکن نہیں  
ہے۔ ہم بلا خوف تردد یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا بخواسا یہ

منذکرۃ الاولیاء | اس کتاب میں واضح طور پر اولیاء و رفقاء  
کے حالات و بیان کئے گئے ہیں۔ و آد  
یہ ہے کہ اپنے عالی مقام اسلام کے تذکرے امتدادی روحانی  
بانیدی اور ایمان و یقین کے فروغ میں بہت معاون ثابت ہوئے  
ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس المناک عقیدت کا بھی ہے اشتراک  
کرنا چاہئے کہ اولیاء و رفقاء کے عقیدے بھی تذکرے بازار میں نئے  
ہیں بلکہ استثناء سب کے سب غلط ثابتی کے لائق ہیں کہ بھگوان کی  
تدوین و ترتیب میں خدمت اسلام اور عقیدت پسندی سے  
کہیں زیادہ کس مبالغہ آمیز عقیدت کشی اور خیال پرستی کو دخل رہا  
ہے جو عقل و درایت کے درجوں پر تحقیر عملی اور باورائیت  
کے سیاہ پردے کھینچ دی ہے۔ شاید ایک بھی تذکرہ نگار  
ایسا نہیں ہے جس نے اسلام کے صحیح تعارف کی ہمت اور عملی  
تعلیم کے نقطہ نظر سے اولیاء کرام کے حالات، تدوین کئے ہوں  
جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی بھی تذکرے کے خدوخال سے اسلام کی جو  
تصور برپا ہے وہ قرآن و سنت کی پیش کردہ تصویر اسلام  
سے مطابقت نہیں رکھتی اور اگر اسی تصویر کو صحیح اور معیاری خیال  
کر لیا جائے تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ خیر اسلام کے ابتدائی پیروں  
نے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اسلام کے دائرے  
میں جو امور اور خاکے پیش کئے ہیں وہ نہ صرف کہ صحابہ کا  
نہیں ہیں بلکہ بعد کے اولیاء و رفقاء کے پیش کردہ اصول اور  
خاکوں سے ہدایت فرود ترائی اور بے پایاں خود یا اللہ  
پیش نظر تذکرے کے مرتب جناب مفتی وحی من  
توئی نے اگرچہ کافی احتیاط اور عقیدت پسندی سے کام لیا ہے  
لیکن پھر بھی وہ پوری طرح ذمہ داری تو ازن قائم نہیں رکھ سکے  
ہیں اور ایسی روایات لے ہی آئے ہیں جو تاریخ کے دینی

روایت صحیح ہے تو خواہ بختیار رکائی کا یہ نفل اس لائق ہے کہ اسکے تذکرے تک سے پرہیز کیا جائے اور خدا سے اس کی معافی کی دعا کی جائے، لہذا کہ انہوں نے یہ شوق بستہ کی ہی میں کیا ہو گا مگر یہ تو رسول اللہ کے اسوے اور تعلیم کی عین تلقین ہے۔

یا مثلاً صفحہ ۷۷ پر

”شیخ بدر الدین غزنوی“ کہتے ہیں کہ جس رات شیخ کا انتقال ہوا میں وہاں موجود تھا جب شیخ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو مجھے یوں ہی غزنی لگی اس غزنی میں دیکھتا ہوں کہ شیخ اپنے مفا سے نکل کر آسمان کی طرف جلتے ہیں اور پھر نور سے ملتے ہیں بدر الدین اخدا کے دوستوں کو موت نہیں آتی، جب میں بیدار ہوا تو شیخ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔

یہ روایت اس مشرک کا مذہبیت کے نشوونما میں مدد دہنی ہے جو بدستہی سے مسلمانوں میں پرستش اولیاء کے رنگ میں رواج پا گئی ہے، کیا تاثر ہے کہ انبیا رنگ تو عام انسانوں ہی کی طرح معروف، موت کی دستبرد سے نہ بچ سکیں اور اولیاء و صوفیاء کو ”موت“ چھوڑنے کے! شیخ بدر الدین غزنوی نے غزنی کے عالم میں جو کچھ دیکھا اگر وہ خود انھی کے ذہن و تحقیق کی کار پر داری نہیں تھی بلکہ سچ کوئی چیز آسمان کی طرف روانہ ہوتی ہے تو یہ کوئی خاص بات نہیں، بالکل فسانہ تو کوئی بھی انسان نہیں ہوتا اس کی روح آسمان ہی کی طرف کہیں جاتی ہوگی اور عالم مثال ہی میں سہی مگر جسم و روح کا بھی کچھ نہ کچھ متعلق باقی رہتا ہوگا ورنہ مذاہب قبر کے کوئی معنی نہیں۔

یا مثلاً صفحہ ۷۷ پر

”بابا زید“ نے اس راہ معرفت کے طے کرنے میں بڑی محنت شاقہ کی، کئی کئی سال تک عالم فکر میں کھڑے رہے نہ بیٹھے نہ سہارے۔

اگر یہ مشق ہے تو پھر میں مشرک سے گردن جھکا لینی چاہئے کہ ہمارے بزرگوں نے ریاضت کیشی میں بڑے بڑے

راہیوں اور سنیا سیوں کو مات کر دیا، آخر ”رہبانیت“ اور کس چیز کا نام ہے؟

صفحہ ۷۹ پر تو وعدہ ہو گئی ہے، سینے اور سر دھینے حضرت مخدوم صاحب کلیری کی شادی ہوئی ہے۔

”شکات کے بعد جب رات ہوئی تو بہن کو آپ کے حجرے میں پہنچا دیا، جب خدا بیکر حکم دیوئی، کمرے میں داخل ہوئیں تو آپ عبادت الہی میں مصروف تھے اس لئے وہ خاموش بیٹھ گئیں اور آپ بدستور نماز و عبادت، الہی میں مصروف رہے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو خدیجہ بیگم سے پوچھا تو کہوں ہے؟ انھوں نے دست بستہ عرض کیا کہ میں آپ کی بیوی ہوں، حضرت مخدوم نے نہایت غضبناک ہو کر فرمایا خدا تو فرمادہ ہے بیوی سے اسے کیا واسطہ، آپ کا یہ کہنا تھا کہ زمین سے آگ پیدا ہوئی جس نے دہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔“

کیا امیر کسی تمہرے کی ضرورت ہے؟ ہم اسے ناممکن تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ سائنس کے نئے انکشافات نے اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب حقائق سے روشناس کرایا ہے اور دور کیوں جائیے۔ ہسٹری کی مریض بعض عورتوں کو دیکھیے۔ وہ دور سے کی حالت میں نہ صرف یہ کہ کئی کئی مردوں کی جھوٹی ذہن سے زیادہ ذہن کا مظاہرہ کرتی ہیں بلکہ مسخریزم کے معمول کی طرح پس، دیوار رکھی ہوئی گھڑی کا ہاتھ ٹک بنا دیتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے اندر دو ولایت کی کئی صلاحیتیں عجیب و غریب ہیں، کوئی عجب نہیں کہ بعض ریاضتوں کے نتیجے میں کوئی شخص چھونک ڈالنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہو جائے لیکن کیا اس کا کوئی تعلق بزرگی اور دیوبندی سے بھی ہوگا؟ — کاش کوئی بتا سکے ایک حدیثی جاگتی ہی لین کو جلا کر بھسم کر دینے کے قائلانہ فعل پر پولیس نے بھی ایکشن لیا تھا یا نہیں، اور مقتولہ کے والدین نے بھی کچھ احتجاج کیا تھا یا نہیں!!

صوفیوں نے یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت نصیر الدین چراغ  
 دہلوی نے اپنی پہلی کتاب میں جاکر عبادت و ریاضت  
 میں ایک باب لکھا ہے کہ یہ خواہش بدہمت ایسی تھی کہ اگر  
 وہ نہ ہوتا تو صوفیوں نے اس کے بارے میں قرآن و سنت سے  
 بحث نہیں کرتے تو لکھا کہ جواب مل جاتا کہ یہ تو رہبانیت ہے۔  
 لیکن نصیر الدین نے قرآن و سنت پر اصرار نہیں کیا بلکہ امیر خسرو  
 کے قول سے اپنے ہر شاگرد حضرت محبوب اپنی سے اس کی  
 اجازت طلب کی۔ گویا اعلانِ رہبانیت کیا کہ میری مریدی کے  
 لئے میں اس پر ہی اللہ اور رسول کا اتمام رکھتا ہے وہ  
 اجازت دے تو "مجاورے کو تھے" سے "تو گین کرے" میں  
 کوئی مضائقہ نہیں اور وہ اجازت دے تو لقمہ توڑنا بھی  
 حرام ہے۔ نصیر میں تو قلع تھی کہ حضرت محبوب اپنی اس  
 اجازت طلبی پر قرآن و سنت کا حکم بیان فرمائیں گے لیکن  
 ایسا نہیں ہوا بلکہ بقول تذکرہ نویس ان کا جواب یہ تھا۔  
 "مجھے ظنون کے درمیان رہنا چاہئے اور  
 لوگوں کے ظلم و ستم برداشت کرنا چاہئیں"  
 جواب مال کے اعتبار سے ٹھیک ہے لیکن یہ تاثر ضرور دینا  
 ہے کہ اس کی بنیاد رہبانیت کی مخالفت پر نہیں بلکہ مرشدانہ  
 تعلیم پر ہے۔

صوفیوں نے اپنی حضرت چراغ دہلوی کے بارے میں  
 اپنے مرشد کی طرح تعلقات زنا د  
 شعری سے پاک رہے۔

تو یہ بیان صوفیوں کا تعلق کوئی ناپاک چیز تھی جس سے "پاک" نہیں  
 پر نظر بگڑ گیا جا رہا ہے۔ انصاف میں ہی فاسد طرز فکر سے بھڑکنا  
 کے ہر مہر فعل و عمل کو بلا تفریق سند مان لینے سے پیدا ہوتا ہے۔  
 صفحہ ۲۵ پر ان حضرات کو "سید الکوثرین" کہا گیا ہے جس  
 و فرط عقیدت کو شاعری کے سوا کیا کہیں۔

صوفیوں نے اپنا بیان کیا ہے کہ خواجہ حسین الدین حسن کو اجیر  
 جاکر اقامت گزریں ہوئے کا حکم خود رسول اللہ نے دیا۔ لیکن  
 عقائد یہ کہا گیا ہے کہ اجیر جیسے سیاسی اور مذہبی مرکز میں قیام کا  
 فیصلہ نہ صرف خواجہ صاحب کے عزائم کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ

ان کی غیر معمولی خود مختاری کا بھی آئینہ دار ہے۔ مصلحت پسلی  
 روایت صحیح ہے تو قیام اجیر کے لئے خواجہ صاحب کی توفیق  
 فیصلہ اور عزم و ہمت کے آگے خراجِ تحسین پیش کرنے کا کوئی  
 موقع تھا۔ اور یہ "خود مختاری" کیا چیز ہے؟  
 مرد و سوار کے قائلین کے لئے اس کتاب میں چند  
 سبق آموز چیزیں ہیں۔ مثلاً

"ایک روز حضرت نصیر الدین کے کسی پیرو بھائی کے  
 گھر میں مجلسِ توالی تھی آپ بھی اس مجلس میں پہنچے  
 تھے لمبے کے ساتھ ساتھ شہرورہ ہوا تو آپ  
 وہاں سے اٹھ کر اپنے بعض دوستوں نے کہا  
 شہر ایف رکھئے آپ نے کہا میں نہیں بیٹھوں  
 گا کیونکہ اسے کے ساتھ گانا حلاف سنت ہے۔  
 ان میں لوگوں نے کہا کہ سراج سے انکار کرتے  
 ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بزرگوں کے طریقے  
 سے پھر گئے آپ نے فرمایا یہ کوئی دلیل نہیں کتاب  
 و سنت سے دلیل چاہئے سب سے مقدم کتاب  
 اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ حضرت محبوب  
 اپنی سے جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے  
 فرمایا "وہ سچ کہتے ہیں اور حق ہی ہے جو وہ  
 کہتے ہیں"

صفحہ ۱۱۶ پر ان خواجہ نظام الدین اونیاز کے چند شعر لکھ  
 سماجِ بیان کے لئے ہر جن کے مزار پر آج فاسق و فاجر  
 قوال ہار موزیم اور طبلے پر نغمی دھنوں میں فاسد مضامین کی توالی  
 لاپتے ہیں۔

"جو چیز سنی جاسے وہ تمام نغویات سے اور خلاف  
 شرع امور سے پاک ہو۔ جو شے خدا کے لئے تھی جو ماننے  
 کے آلات جیسے ڈھول، چنگ، دریا، وغیرہ نہ ہوں۔"  
 صفحہ ۱۲۰ پر حضرت چراغ دہلوی کا فرمودہ نقل کیا گیا  
 ہے۔

"یاجوں کے ساتھ گانا سناج نہیں ہے۔ اگر کوئی  
 طریقت سے گرسے تو کم از کم اسکو شریعت میں تو

رہنا چاہئے اگر وہ شریعت کا بھی نہ ہو گا تو پھر کہاں جائے گا اور کس طرح نجات پائے گا۔  
اول تو گالے میں علماء کا اختلاف ہے اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ اسکو مباح کہا گیا ہے لیکن باسبے تو بالاتفاق حرام ہیں۔

گو یا قائلین سماع جن ہر گونہ کی سند سے جواز مباح پر محبت پکڑتے ہیں وہ بھی باسبے اور طبلے کے ساتھ مباح کو حرام ہی کہتے آئے ہیں۔ اب آج جس سمان پر نام نہاد و صوفیاء جان و دل نثار کر رہے ہیں وہ تو لغیر بارہو نیہ اور طبلے کے مستعد ہی نہیں ہوتا۔  
اس کتاب کو محمد سعید امین دسترسزما جبران کتب کراچی نے شائع کیا ہے۔ صفحات ۱۹۲ ہیں اور قیمت ڈالر و پے ہے۔

### آزادی کی طرف

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روٹی، کپڑے اور معاشی مساوات کے چند خوشناتعمروں ہی کا نام "کیونرزم" ہے، وہ اس بچے سے بھی زیادہ بے خبر اور بے شعور ہیں جو یہ سمجھتا ہے کہ جاندار ایک زرد رنگ کی بڑی سی تھالی کا نام ہے، جس میں کئی سبز تھالی سما سکتی ہیں۔ اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ روس کیونرزم نے عوام کو واقعی زندگی کی بنیاد یعنی ضروریات عطا کر کے خوشحال زندگی بسر کرتی اور قوت سے ہمکنار کر دیا ہے، وہ اس دیہاتی سے بھی زیادہ نادان اور بے علم ہیں جو یہ تصور رکھتا ہے کہ سورج جابھنے کتنا ہی بڑا ہو مگر میرے گائے سے بڑا نہیں ہو سکتا۔  
روس کے ایک بڑے سرکاری افسر ہیں۔ کسٹرواف نے لکھا۔ انھیں ایک ماہر انجینیر کی حیثیت سے اس زمانے میں امریکہ بھیجا گیا تھا جب ہمارے مقابلہ روس اور امریکہ و برطانیہ میں ذہنی اتحاد ہو گیا تھا۔ یہ منصب اور تنخواہ کے اعتبار سے اعلیٰ سطحوں میں تھے۔ پھر امریکہ سے واپسی پر انھیں بہت کچھ ترقی ملنے والی تھی۔ لیکن خوشناتعمروں کے خون آشام جیروں میں وہاں جاننے کے مقابلہ میں انہوں نے ہزار درجہ بہتر سمجھا کہ ایک عریب آدمی کی حیثیت سے امریکہ کی پناہ میں زندگی گزاراں اور پچھلے دنوں

پرالات مار تیا اور اپنی محبوب بیوی اپنے بھائی اور اپنے ماں باپ تک سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائیں جنھیں وہ روس چھوڑا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ امریکہ کی ذہنی بولی زبان، نظم کی آزادی سے فائدہ اٹھا کر روس میں ہونے والے اس ناخوشی قیاس ظلم و طغیان، جو شہر با میر رشید احمد گیسو کی وجہ سے اور بے مثال جور و ظہر ماہیت سے دنیا کو مطلع کریں جسے خود انہوں نے اوپر سے پیچھے تک نہ صرف دیکھا ہے بلکہ آزمایا اور سہا۔ ہم جسکا نظم برابر ذکر تک روس کے اندر رہتے ہوئے کسی کے لئے ممکن نہیں اور جس پر سراسر غلطی پر دیگر ملکوں کے خاصا سرب اٹھاؤ والے دے گئے ہیں۔ یہ کتاب اسی ضرورت کی تکمیل کرتی ہے۔  
مصنف کی اپنی داستانِ زیادت سے جو روس کے حقیقی چہرے سے نقاب اٹھاتی ہے، مصنف ان ہزاروں کیوسٹوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے زار کے بالمقابل بردشتا دی انقلاب کو صحیح رخ ایک مفید ترقی پسندانہ اور صالح انقلاب خیال کر کے انقلابی دستوں کا ساتھ دیا تھا۔ وہ نیکیتی اور طبی شہادت کی رو میں ایک ترقی یافتہ خوشحال اور آزاد روس کے خواب دیکھتے تھے۔ ان مصنفی نعروں اور الفرب اصطلاحوں کے دھوکے میں آگئے۔ نتیجے میں روسیوں اور مغربی خیزیوں پر مشورہت اعلیٰ حسیب پورا روس ایک جاہل و فاجر بو اس اسٹیٹ بن چکا تھا جو ابوس کا ظلم ٹٹتے پراٹھیں جو کچھ نظر آتا وہ اتنا ہولناک تھا کہ دنیا کی کسی بھی زبان کا کوئی لفظ۔ بلکہ دنیا کی تمام زبانوں کے سلسلے خود ناک اور کر وہ الفاظ میں کر بھی اس کی ہولناکی گراوت اور تیرانی کی مکمل تصویر کشی نہیں کر سکتے۔ خدا کا انکار تو پھر ایک نظریہ ہے جو بادی النظر میں بہت زیادہ ہولناک نہیں اور اس نے صرف ہم مذہبی اصطلاحوں میں چاہے کتنی ہی لے دے کر لیں لیکن اس سے ان لہرزہ خیر شہادتوں اور خوں آشام بے رحمیوں کا ذہنی سماجی اندازہ نہیں ہو سکتا جنھیں روسی منکرین خدا کی بات سے پارٹی نے اپنے مسلسل اور غیر منقطع علی اقدامات سے جنم دیا ہے۔ پہلے بھی بہت سے منکرین خدا گذرے ہیں اور ہر زمانے میں اتحاد ایک نظریہ کی حیثیت سے موجود رہا ہے لیکن روسی اتحاد اپنی ذہنی نوعیتوں کے اعتبار سے اور ہی نہیں ہے۔ انہیں ان تمام



جان کی بازی رگالے پر آمادہ کر گئی۔ ۱۔ ہر روس کی بر فانی ہنری نازی سپاہیوں کے لئے ایک ایسی قیامت تھی جسکا ان کے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ سردی سے سکا سکا کردہ روزانہ کثیر تعداد میں مر رہے تھے۔ عقیدہ یہ ہوا کہ وہ مار گئے اور تباہ ہو چکی اس سب سے بڑی ستم ظریفی نے ظہور کیا کہ فتح کا سہرا انہیں سٹانی تیار ہوا۔ رآن تباہ کن نظریات و تصورات کے سر بند ہو گیا جنہیں رقی برابری و خلل فتح میں نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرکٹ سٹانی تیار ہو کر دیا جاسکتا ہے کہ اس نے عین وقت پھر کچھ چھوٹے فخر سے گھر سے اور عوام اس جھوٹ کا شکار ہو گئے لیکن یہ بھی حقیقت میں بیگا رہی رہتا اگر نازی فوجیں اپنے عمل سے روسی عوام کو یہ باور کر دیتیں کہ وہ ان کے آقاؤں سے مکر ظالم ہیں اور انسانیت و شرافت کی فحشوڑی سی بھی مقدار ان کے پاس موجود ہے مگر وہ تو خود ایک سبے انما ز فحشوڑی اور بے نہایت بربریت کے نشے میں چور تھیں روسی عوام کس توقع میں ان کا خیر مقدم کرتے۔

مختصر یہ کہ زیر تبصرہ کتاب نہ صرف خود پڑھنے کے لائق ہے بلکہ دوسروں کو پڑھانے اور پھیلانے کی مستحق ہے صفحات ہیں علاحدہ مندرجہ میں جناب سستیہ نیر ساگر۔ ترجمہ کی زبان ذرا جھولدار ہے، تاہم مفہوم کی صراحت اور داستان کی دلچسپی میں حارج نہیں قیمت سے تین روپے دلائی بری ایڈیشن ساڑھے چار روپے اچھا ہے۔ اسے میں مہتمم پبلسنگ اکاڈمی۔ ۱۔ انصاری مارکیٹ، دریا گنج دہلی۔ مکتبہ حجی سے بھی مل سکتی ہے سچ ہے کہ اس نوع کی کتابوں کو بچانا، خریدنا اور پھیلانا انشاء اللہ عظیم ثواب کا موجب ہوگا بشرطیکہ قیمت درست ہو۔  
وللہ عاقبتہ الامور۔

### سالنامہ بتول

سالنامہ بتول پورا کر رہا ہے۔ اس وقت اس کا دیدہ زیب سالنامہ ہمارے سامنے ہے۔ سفید کاغذ کے دو صفحات کا یہ سالنامہ دکھائی چھپائی کے اعتبار سے تو بہت زیادہ دلکش نہیں مگر معنوی حسن سے مالا مال ہے مفید و ترقی مضامین کے ساتھ اپنا مشن پورا کر رہا ہے۔ اس وقت اس کا دیدہ زیب سالنامہ ہمارے سامنے ہے۔ سفید کاغذ کے دو صفحات کا یہ سالنامہ دکھائی چھپائی کے اعتبار سے تو بہت زیادہ دلکش نہیں مگر معنوی حسن سے مالا مال ہے مفید و ترقی مضامین کے ساتھ اپنا مشن پورا کر رہا ہے۔

آخری جنگ عظیم میں نازیوں پر روس کی فتح ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس نے نیکو نیتوں کے پڑوسریہ پر ویگنڈے کو عالمی میدان میں آپ سے آپ کئی گنا تقویت دیدی ہے۔ شدت یہ نظر پائی اختلا رکھنے والے بھی ریگان کرنے پر مجبور ہو گئے کہ کچھ بھی ہو اسٹالن کی رہنمائی میں روس واقعہ ایک عظیم اور ناقابل تشخیر قوت بن گیا ہے یہ فتح گو یا کسی نیشنوں کے طرز فکر یا طریق کار اور نظریات کے حق میں ایک عظیم استثناء بن گئی اور جنگ جیتنے کا سارا کریڈٹ کیونیم اور اسٹالن ہی حکمت و تدبیر کے ہاتھ آیا۔ لیکن حقیقت کیا ہے۔ اسے زیر تبصرہ کتاب میں نہایت دلنشین پیرائے میں واضح کیا گیا ہے۔ تمام وجوہ نوکتاب کے مطالعہ ہی سے آپ پر سنگشہ ہوں گے۔ صرف ایک بڑی اور بہت بڑی وجہ سن لیجئے کہ روس ہرگز ہرگز نہ جیتتا اگر ملکہ کی فوجوں میں انسانیت اخلاقی اور شرافت کی ذرا سی ذوق بھی ہوتی۔ ہوا یہ کہ نازی فوجوں نے روس کی جن جن بستیوں پر قبضہ کیا وہاں وہ وہ ہوشہرہ با مظالم ڈھائے کہ ان سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ زنا، اغلام لے رہی، اشقاد اور سفاکی کی انتہا کر دی۔ ان بستیوں کو بھاگ بھاگ کر آلے والے روسیوں نے جب چاروں طرف ان چشم دید مظالم کی داستانیں سنائیں اور روسی عوام کو یقین ہو گیا کہ حملہ آور نازی تصاویر و جلادوں میں ان کے اپنے آقاؤں سے کچھ نہیں ہیں تو قدر آٹھویں ہی بہتر معلوم ہوا کہ غیر ملکی جلادوں کے طوق و سلاسل پہننے کے عوض اپنے ہی موطنوں کی تہید و بند پر قناعت کریں۔ اپنے بہر حال اپنے ہیں ہو سکتا ہے کبھی نرم ہی ہو جائیں۔ جنیال انھیں سرزد ہونے کی براہ میں بڑھائے گیا اور سناٹھی انہوں نے ایک اور دھوکا کھایا۔ کیونست حکمران پارٹی نے اس خاص وقت میں اپنے پچھلے نعروں سے تہہ کر کے رکھ دیئے تھے اور نئے نعروں سے ایجاد کئے تھے جن میں عوام سے مذہب اور وطن پرستی کے نام پر اپیلیں کی گئی تھیں۔ عوام یہ سمجھ کر حکمران پارٹی ضمن پروری اور مذہب کے خلاف اپنی مستقل پالیسی کی غلطی مجسوس کر کے قبول اصلاح پر آمادہ ہو گئی ہے اور جنگ جیت لی تو ملک کی فضا پر ہلی ہی نہیں رہے گی۔ گویا نازی ظلم و جبر کی لغت اور خودت کے ساتھ ایک مثبت امید بھی انھیں حمار آوروں کے خلاف

فقہ مدنی افسانے، اجمعی غزلیں اور نظمیں تشریحی باسلیقہ ہائیکلی  
شعوانی ذہن و مزاج کی سبھی عجیب گی کا اشاریہ۔ ویسے سچی  
بات یہ ہے کہ ایٹل کا پورا مطلب ہم نہیں سمجھ سکے تاہم تین رنگوں  
کا امتزاج جھلا ضرور معلوم ہوتا ہے قیمت سوا دو روپے زیادہ  
نہیں ہے۔ ہر صاحب ذوق کے لئے اس کا مطالعہ نشا ط خاطر  
کا باعث ہوگا۔۔۔ دیرہ جمیہ۔ سیکم اور خوشنورہ کوکب۔

پتہ یہ ہے۔ دفتر ماہنامہ "تول"۔ مہ لے۔ ذیلدار پارک  
اچھرہ۔ لاہور۔ سالانہ چندہ پانچ روپے اور عام شمارہ ۸ روپے  
ہوتا ہے۔

### لغات القرآن جلد ششم

ندوة المصنفین دہلی کی "لغات القرآن"  
علی حنفیوں میں یک جانی بیچانی چیز  
ہے اس کے پانچ حصے چھپ چکے  
ہیں اور یہ چھٹا حصہ کتاب مکمل

ہو گئی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ سب نظر افزا اور معیاری  
اردو کی حد تک حسن صورت کا یہ اعلیٰ معیار آج کی کتابی مارکیٹ  
میں نایاب نہ سہی تو کیا ہے۔ ناشر مبارک باد کے مستحق ہیں  
کہ کتاب کی معنوی اہمیت و وقعت سے ظاہری جمال و کشمی  
کو ہم آہنگ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بیچ بھرت عمدہ ہے  
کہ صفحے کے صفحے دکھ جائے تو زبردست کی غلطی نہیں ملے گی۔  
اردو میں قرآنی الفاظ کی کوئی بھی متوسط شرح اس

کتاب کے پائے کی موجود نہیں ہے۔ اس میں نہ صرف خودی و  
صرفی نقدیلات کا تحقیقانہ التزام کیا گیا ہے بلکہ کسی لفظ کی شرح  
میں اگر بعض احادیث کا بیان ضروری ہو تو اس پر بھی پوری  
توجہ کی گئی ہے مستند اہل لغت اور ائمہ لسان و ادب کی آراء  
بھی موقع بہ موقع مذکور ہیں۔ بعض علمی مباحث بھی خاصی تفصیل کو  
آگے ہیں۔ ہر لفظ کے ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ یہ قرآن میں  
کہاں کہاں آیا ہے۔ غرض بڑی تحقیق بڑی محنت اور بڑی کاوش  
کی گئی ہے۔ اس حصہ (ششم) کے مولف جناب مولانا سید  
عبدالرحمن الجلالی ہیں صفحات ۳۲۴ علمی نقطہ طبع قیمت مجلہ ساڑھے  
پانچ روپے۔ شاخ کردہ۔ ندوة المصنفین۔ اردو بازار  
جسٹس مسجد۔ علی۔

### متاع کلیم

یہ گجرات کے ایک سن رسیدہ بزرگ و اشعار  
کا منتخب مجموعہ ہے جو بفضلہ تعالیٰ ابھی حیات

میں شہر و ساری متعدد مقدمے اور دیباچے ہیں جن میں آپ  
کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اعجاز صدیقی صاحب (سیلاب الکرابی  
کے صاحبزادے اور شاعر کے مدیر) کا دیا چھ فاعلا مفصل اور  
کتاب کے شایان شان ہے۔ ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ انہوں  
نے اس مجموعہ کا انتخاب کیا ہے۔ جگہ کی تنگی اور تجربہ کی کتابوں  
کی کثرت کے باعث یہ تو مشکل ہی ہے کہ اس کتاب پر بھی  
حسب عادت لبا تجربہ کریں تاہم فرض تو ادا کرنا ہی ہے۔  
پوری کتاب دیکھنے کے بعد ہم اعجاز صاحب کی اس  
بات سے متفق ہیں کہ

"متاع کلیم" میں جہاں واردات حسن و عشق اور  
احساسات و جذبات محبت کی سچی تفسیریں موجود  
ہیں وہیں ایسے اشعار بھی بکثرت مل جاتے ہیں  
جو فکر و تجربہ کے بحرِ حیم نہیں لے سکتے۔"

لیکن اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ اس فکر و تجربہ کو کلیم صاحب  
نے "نہایت پختہ کاری" کے ساتھ سامعہ شعر بہنایا ہے۔ اگر  
"فکر و تجربہ" کے الفاظ انہوں نے اسی اصطلاحی مفہوم میں لے  
میں جو ادب حاضر میں معروف ہے تو ہم کہیں گے کہ کلیم صاحب  
کی مشاعری میں فکر و تجربہ کی چھاپ بہت ہلکی ہے اور اس کا  
شعری نالاب بھی اتنا اہرانہ نہیں ہے کہ اسے "نہایت پختہ کارانہ"  
کہا جاسکے۔ مثلاً

یہ ہے کلیم لذت کون و مکان کے بعد  
کہتا ہے کون سوزِ غم جاواں تبول

اس میں وہ اپنے مانی الغمیر کے تاہم غم میان میں کام  
رہے ہیں۔ "لذت کون و مکان" کوئی بات نہیں ہوتی اور دوسرا  
مصرعہ بجائے تشریح کے مزید افلاک پیدا کر رہا ہے۔ یا مثلاً  
ہونگے نہ ختم حادثہ و روزِ زنگی  
دیوانگی کو دل کے مقابل کئے لیر

اس سے قطع نظر کہ سہموم میں ابہام ہے لفظ "حادثہ" واحد  
بے محل استعمال ہوا ہے۔ جس کا موقع تھا تعجب ہے یہ شعر

نہوے کا موقع ملا ہے۔ کھائی چھپائی غنیمت ہے۔ قیمت چار روپے ہے جو زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ٹائٹل کافی دلکش ہے لیکن کتاب سے اس کا کوئی جوڑ نہیں۔ اس پر بنی ہوئی صورت ستارا حسین کی تصویر کلمہ صاحب کے ذہنی سائنات اور فکری رخ کا بالکل غلط اشارہ ہے اور گستاخی معانت کہیں سال اشاعر کی اس تصویر کے لئے تو ٹائٹل کا یہ آرٹ ایک خندہ استہزا بن گیا ہے جو کتاب کے آغاز ہی میں ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر شاعری پر عیاشی ہی کا لیبل چسپا کیا جائے۔

ناشر میں کلیم بک ڈپو خاص بازار احمد آباد۔

اعجاز صاحب نے دیا ہے کہ منتخب اور معیاری اشعار میں نکل گیا ہے

اس طرح کی بہت مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔ تاہم اعجاز صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ

”وہ اگر بہت زیادہ گہرائیوں میں نہیں پہنچے ہیں تو ایسا بھی نہیں ہے کہ ان کے خیالات محض سطح پر تھیر رہے ہوں۔ ان کے فکر کی صحت مزی اور گہرائی سے کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا۔“

خوشی کی بات ہے کہ لمبی تقطیع کے ۱۹۹ صفحات کی ”منازع طغر“ کے ذریعہ مشائخ شعراء کو ایک اچھے شاعر سے متعارف

## روسی کیوزم کے اصل خیال نمایاں کرنا

### چند بہترین کتابیں

آزادی کی طرف ایک بڑے روسی افسر کی خود نوشت سوانح جتنے امریکہ میں پناہ لی یہ بے حد دلچسپ لیکن غیر تھاک کتاب سوس کے حقیقی حالات سے متعارف کراتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد آپ کیوزم کے حسین نعروں اور مہمونی دعوؤں سے کبھی دھوکہ نہیں کھائیں گے۔ قیمت جلد تین روپے۔

کیوزم کو ایشیائی نقطہ نظر سے سمجھنے بچھانے کی کامیاب کوشش جو بے شمار دستاویزی موادوں سے مزین ہے۔ جلد ڈھائی روپے

سوئٹ فرظام کی چھ کنبیاں چھ نئے عقلی و نفسی دلائل پر مشتمل ایک سنجیدہ اور معیاری کتاب جو دلچسپ بھی ہے اور حقیقت افروز بھی۔ صفحات ۲۲۲ قیمت ایک روپیہ۔

لینن کیوزم کے مشہور راہنما لینن کے سوانح حیات ایک نئی نکتہ نگار جو مکمل غیر جانبداری سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ صفحات ۲۴۴ قیمت ایک روپیہ

آزادی کا ادب بعض منتخب مقالوں، افسانوں اور منظومات کا مجموعہ جس میں نیک تعمیری مقاصد کے تحت چھاپا گیا ہے۔ قیمت جلد تین روپے۔

مکتبہ تختی دیوبند (یو پی)

گلدستہ نعت بڑے شاعروں کا منتخب نعتیہ کلام چند مقالات بھی بطور تحفہ شامل ہیں۔ صفحات ڈھائی سو سے زیادہ۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔

کنیزر ایک اصلاحی ناول۔ عہد مبارک کی ایک سبق آموز داستان انتہائی دلچسپ پیرائے میں ساتھتے میں روپے۔

مکتبہ تختی دیوبند (یو پی)

باب الصحۃ

غیر معمولی مثاپا

از بیگم حکیم محمد زبیر می۔ امر دہ ضلع مراد آباد

یہ شکایت عموماً ان لوگوں میں پیدا ہوتی ہے جو مٹھا میاں گئی۔ دودھ کھن۔ بالائی۔ آنو چقن۔ ر۔ گو بھی بسیم۔ مٹھ۔ ماش کی دال کیلکا اگور۔ بادام اور دیگر کسی قبیل کی مرغن دلشاستہ دار اشیاء حسد اعتدال سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ورزش اور محنت نہیں کرتے نسبتاً عورتیں زیادہ اس شکایت میں گرفتار ہوتی ہیں بعض کا جسم جوانی میں چہرہ پر پہنچتا ہے لیکن عمر کے ساتھ ساتھ بھتر اور ٹوٹا ہوتا جاتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب منتقلی کو رس دیا ہوا ہی اگر زمانہ ختم ہو جاتا ہے یا کسی سبب (سوائے عمل) اسے منتقلی کو رس ترک جاتا ہے تو بھی بدن موٹا ہونے لگتا ہے۔ بعض عورتوں میں موٹاپے کے سبب منتقلی کو رس بند ہو جاتا ہے کیونکہ موٹی عورتوں میں چربی کی فراوانی ہوتی ہے گرم خون پیدا نہیں ہونا بردت اور رطوبت کے ظہور کے سبب بنم کی پیداوار بھی بڑھ جاتی ہے۔ بردت بہت سے منتقلی کو رس میں کی کہنے والی ہے پس مثاپا کے سبب منتقلی کو رس ٹک جاتا ہے مختلف امراض مثلاً درد مرچکر۔ بولدی۔ خفقان وغیرہ پیدا ہوتے ہیں ایسی موٹی عورتوں کے اولاد بھی پیدا نہیں ہوتی لیکن جو موٹی عورتیں گھر کا کام کاج خوب کرتی ہیں انکی حالت کا بھی کی زندگی بسر کرنے والی عورتوں کی نسبت بہتر ہوتی ہے۔ باوجود مثاپا کے منتقلی کو رس انکو ہونا ہے اولاد بھی پیدا ہوتی ہے اگر منتقلی کو رس کی کئی وغیرہ کوئی شکایت ہوتی ہے تو ایسی سخت و مشقت کے کام کرنے والی موٹی عورتوں میں آسانی سے دفع ہو جاتی ہے۔ مثاپا کے سبب منتقلی کو رس اگر بند ہو جائے تو منتقلی کو رس جاری کرنا والی ہر دو اسے جاری نہیں ہوتا۔ اس کے خلف میں ہی مرکبات ہیں۔ اگر ایسی شکایت ہو تو ناٹھی دانیوں۔ اور ناٹھہ کار نرسوں کا علاج کرنے کی بجائے کسی ہوشیار ایڈی ڈاکٹر یا حکیم کا علاج کریں۔ بلا سوجے کچھ جملت میں آپریشن بھی نہ کریں۔ مرد ہوں یا عورتوں میں جب مثاپا روز بروز غالب ہوتا نظر آئے تو کھانے پینے۔ سونے اور ورزش کی نیکے طریقوں پر اصرار و قیاط کے ساتھ عمل کریں جو غائب میں نہ اور کئی ہیں باہل ترک کر دیں اگر ایسا نہ کر سکیں تو کئی کے ساتھ کھائیں سخت دریافت کریں۔ موٹے آدمیوں کیلئے کرلا۔ لوکی۔ کلڑی۔ مٹھا۔ توری بھنڈی

منٹھی پالک سویا۔ سرسری کا ساگ بھجوا۔ سوائے ماش کی دال کے ہر قسم کی دالیں گوشت بھجوا۔ انڈا وغیرہ غذا میں پھلوں میں خربوزہ۔ انڈ۔ خربوزہ (ہمیت) موسمی سستہ استعمال کر سکتے ہیں۔ روٹی ایسے آٹے کی کھانی چاہئے جس میں جوکر بھوسی زیادہ ہو۔ کھن کھلا ہوا دودھ استعمال کریں کم دودھ کی چاہیے کریں اور بجائے صینی کے سکریں اُس میں ڈالیں۔ غذا پریش چکر نہ کھائیں لیکن غذائی کمی کے ساتھ ساتھ اس بات کا پورا پورا خیال رکھیں کہ صوم میں چائنا اور غذائیات مناسب مقدار میں پہنچتے رہیں تاکہ ذرن کم ہونے کے ساتھ ساتھ تشدد رستی قائم رہے خون طاقتور پیدا ہو جسم میں توانائی آتی رہے۔ ایسا مرکب کسی ڈاکٹر سے تجویز کرو اسکے ضرور استعمال کریں جو لوگ یونانی دوا استعمال کرنا چاہیں وہ جب فولاد کیم دالی استعمال کر سکتے ہیں۔ جب فولاد کیمیم دالی میری خصوصیات ایسی دوا ہے جس میں معجزات شامل ہیں خون اچھا ہوا تو تندرست رہتی ہیں۔ غیر ضروری بلغم کو بھانٹتی ہیں۔ شہد کا استعمال بھی مفید ہے جب معدہ خالی ہوا تو لہ دو تو ر خالص شہد چاٹ لیا۔ مناسب غذا۔ روزانہ ورزش۔ آرام میں اعتدال۔ مثاپا دور کرنے کا قدرتی بیہر علاج ہے اگر دوا کھانی ہی ضروری ہو تو سولف اتولہ زیرہ سیاہ اصل اتولہ لکٹھسول دو تو لہ مرز کوش چھ ماشہ بڑھ ازمنی تین ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر رکھ لیں۔ صبح و شام نیم گرم پانی کے ساتھ جس میں شہد رو دو تو لہ حل کر لیا گیا ہوا استعمال کریں یا در کھنے چربی و بلغم کی کئی چند روز دوا کھانے سے دور نہیں ہوتی ہے۔ ہمارا ہی کی ٹکالیف میں مبتلا ہوتی عورتوں کو بھی اپنا علاج تین چار ماہ مستقل مزاجی سے کرنا چاہئے تب ہی ماہواری کا نظام درست ہو سکتا ہے۔ جس وی ڈوٹ۔ سردانہ و زنانہ امراض کیلئے مفید کارآمد لکھت منگوا ایسے مردانہ زنانہ دوا جو کئی ہر قسم کی بیماری میں مفت مشورہ حاصل کیجئے۔ لیکن جواب کے لئے ٹکٹ یا لفاہ کھانا بھولے۔ پتہ کافی ہے۔ بیگم عظیم زبیر می۔ امر دہ ضلع مراد آباد۔ یو۔ پی۔

رعایت: یکم ایچ ۵۵۹ سے ۵۱۵ اور پریں ۵۵۹ تک ہر فی روپیہ کی رعایت ملے گی شہر ٹیکہ آرڈر پنڈرہ روپے سوزانڈ کا ہو۔

علم کی طلب ہر  
مسلمان مرد اور عورت پر  
فرض ہے  
(حدیث)

# فہم نبی و علمی کتابیں

طلب العلم  
فرض علی کل  
مسلم و مسلمة  
(الحديث)

## کتابیں طلب کرنیوالے چند باتوں کا لحاظ ضرور رکھیں

- ① تحریر اتنی سہانہ ہو کہ آرڈر کی تفصیل اور آپ کا پتہ پڑھنے میں دشواری نہ ہو ② جلد یا غیر جلد کی بھی وضاحت کر دیجئے ③ تقریباً بیس روپے سے زائد کتابیں ننگے کی صورت میں ریلوے پارسل میں کفایت رہتی ہے اگر یہ کتابیں مطلوب ہو تو اپنا اشتیاق لکھئے۔ پارسل ریل سے اور ملٹی کی رساڈ اٹھانے سے وہی پی بھیجی جائیگی ④ اگر آپ نئے نئے خریداریں تو بیس روپے یا اس سے زائد کے آرڈر پر کچھ روپے پیشگی روانہ فرمائیے جنہیں دی پی میں کم کر دیا جائے گا۔ ⑤ ڈاکخانہ سے وہی کی اطلاع ملتے ہی چھڑائیے، ذمہ کرنے سے واپس ہو جاتی ہے ⑥ اگر آپ لوگ مان ہو کہ وہی پی توج سے کچھ زائد رقم کی ہے تو اسے واپس نہ کریں، بلکہ وصول کریں۔ آپ کا اطلاع لینے پر ممکنہ قیداً ہر شکایت کا ازالہ کرے گا
- خادم منجر مکتبہ تجلی دیوبند دیوبند

### قرآن کی تفسیریں

**تفسیر ابن کثیر** احادیث کی روشنی میں آیات کا مفہیم ظاہر کرنے والی وہ تفسیر جو دنیا بھر میں مشہور و مقبول ہے۔ ترجمہ سلیس، لکھائی چھپائی پسندیدہ پانچ جلدوں میں منسلک۔ ہدیہ جلد، بیس روپے۔ کوئی بھی جلد علیحدہ نہ مل سکیگی۔  
**تفسیر موضح القرآن** آراء علم القادر محمد شفیع دہلوی کی اہمیت رکھتی ہے۔ کلاں ساڑھ۔ ہدیہ جلد اعلیٰ میں روپے غیر جلد سولہ روپے

**تفسیر بیان القرآن** مولانا اشرف علی تھانوی کی عظیم تفسیر اپنا جواب آپ سے ہے۔ دو جلدوں میں  
● بہت بڑا ساڑھ۔ بارہ حصوں میں منسلک۔ ہدیہ غیر جلد ساڑھ بیس روپے جلدوں میں جلد ساڑھ بیس روپے

### قرآن ترجمہ و معنی

**قرآن بدو ترجمہ** (۱) شاہ فیض الدین (۲) مولانا اشرف علی۔ متن سادہ سائز میں، جلد کچھ کا حصہ یہ ساڑھ بارہ روپے۔ بہت بڑے سائز میں جلد کا ہدیہ پچیس روپے (اس کی لکھائی بہت جلی ہے)  
**قرآن بیک ترجمہ** مولانا اشرف علی۔ جلد کچھ کا ہدیہ ساڑھ دس روپے۔  
**قرآن بلا ترجمہ** اچھا سفید کاغذ۔ تجلی سائز۔ ہدیہ جلد پانچ روپے۔  
**قرآن بلا ترجمہ** جلی تسلیم روشنی حروف۔ جلد کا ہدیہ ساڑھ آٹھ روپے۔  
**قرآن ترجمہ** ترجمہ حضرت شیخ الحدیث تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی۔ ہدیہ جلد رعایتی میں روپے۔ (دیکھو جلدوں)

● تجلی جیسا ساتر تیس پاروں میں مکمل غیر مجلد ساٹھ روپے  
پانچ جلدوں میں مجلد پندرہ روپے۔ دوسری قسم کا ہر پارہ الگ بھی  
طلب کیا جاسکتا ہے۔ فی پارہ دو روپے۔

**تفسیر حقانی** مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی اس تفسیر نے  
بڑی مقبولیت حاصل کی۔ نایاب ہو گئی تھی اب  
ہر پارہ ایک پارہ چھپ رہا ہے اب تک نیشنل پبلشرز چھپ چکے ہیں۔  
فی پارہ دو روپے (مہرب پارہ اول یا پھر چھپے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے)

**تفہیم القرآن جلد اول** مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی وہ  
اہم بالشان تفسیر جو غیر ضروری تفصیلاً  
سے بچاتے ہوئے آپ کو براہ راست تفسیر قرآن تک پہنچاتی ہے۔  
دو جلدیں، مستند اور ذہن میں آ کر جلسہ والی۔ ابھی پہلی اور دوسری جلدیں  
فراہم کی جاسکتی ہیں۔ جلد اول جلد ساٹھ بارہ روپے جلد دوم جلد پندرہ روپے

**علوم قرآنیہ**

**البيان في علوم القرآن** مشہور تفسیر حقانی کے مصنف  
مولانا عبدالحق محدث دہلوی  
کی عظیم الشان کتاب دی ہے جس کی تفسیر میں علامہ انور شاہ  
صاحب جیسے علامہ نے یہ الفاظ لکھے کہ "اگرچہ اس کی نظیر ممکن ہو  
لیکن واقع نہیں" خدا کی ذات، صفات، تنازع، مانگ، جزا، دستوراً  
قبر، جنت، اندوخ، نبوت، ناسخ و منسوخ، استعارہ و کنایہ اور  
اختلاف قرآت کی بحثیں، صفحات ۶۳۵ کاغذ لکھائی چھپائی  
معیاری۔ قیمت چودہ روپے (مجلد نغمہ سولہ روپے)

**قصص القرآن** قرآن کے بیان فرمودہ قصص پر احباب  
محققانہ تفصیلات سے مالا مال، عمدہ سلیس انداز بیان و قیاس پر مغز اور  
اور بے نظیر حصہ اول سات روپے۔ حصہ دوم چار روپے۔ حصہ سوم  
ساتھ روپے پانچ روپے۔ حصہ پہلا تمام سات روپے مکمل سید سنگھ نے  
پرہیز تیس روپے۔ (مجلد مطلوب ہوں تو ایک نغمہ جلد پندرہ روپے  
روپیہ بڑھ جلتیگا۔)

**لغات القرآن** قرآنی لغات کی تشریح آسان زبان میں۔

جو لوگ قرآن کو بلا ترجمہ سمجھنے کی خواہش اور شوق رکھتے ہیں ان کے  
لئے یہ کتاب بڑی مفید فراہم کرتی ہے۔ قیمت مجلد چار روپے۔

**علم الہیہ**

**موطا امام مالک** ترجمہ عربی مع اردو

احادیث و آثار کا وہ  
مجموعہ جو بخاری سے پہلے  
مترجم ہوا انیس ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی ہے۔ لکھائی چھپائی  
کاغذ سب بہتر۔ ہر پارہ دو روپے۔ مجلد کچھ تیرہ روپے (مجلد علی

**بخاری شریف** (خالص اردو) صحیح کتاب بخاری کا سلیس  
قرآن کے بعد سب سے

اردو ترجمہ میں جلدوں میں مکمل ہدیہ جو بیس روپے۔ مجلد نغمہ ساٹھ روپے  
مجلد اسی تیس روپے۔ (مجلد کا مطلب تین الگ جلدوں میں)

**مشکوٰۃ شریف** (خالص اردو) مشکوٰۃ شریف کا سلیس  
اردو ترجمہ دو جلدوں میں

حاضر ہے۔ یہ کتاب حدیث کی گیارہ کتابوں کا وہ انتخاب ہے جس نے  
تمام عالم اسلامی میں بے نظیر مقبولیت حاصل کی۔ ہدیہ سولہ روپے  
مجلد نغمہ اٹھارہ روپے (مجلد علی بیس روپے)

**ترمذی شریف** (خالص اردو) سفید عمدہ کاغذ حضراؤں  
مجلد نو روپے

دو دونوں حصے بیک وقت طلب کرنے پر بیشتر  
مجلد نو روپے

**مشارك الاوار مترجم** بخاری و مسلم کی صرف علی احادیث  
کا انیس انتخاب ترتیب فقہی

الواب پر ہے جس سے یہ علوم کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ کونسا  
مسئلہ کس حدیث سے نکلا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ تشریح بھی ہے اور  
عربی متن بھی۔ ہدیہ چودہ روپے۔ (مجلد پندرہ روپے (مجلد علی

**بلوغ الہرام** مشہور امام فن حافظ ابن حجر کی یہ کتاب بخاری  
اسلم ترمذی ابوداؤد اور دیگر کتب معتبرہ سے

منتخب کئے ہوئے دینی احکام کا پیش بہا مجموعہ ہے۔ ترجمہ مع  
عربی متن۔ ہدیہ مجلد آٹھ روپے۔

**مسند امام اعظم** صحیح ترجمہ فوائد  
احادیث کا مجموعہ جس میں مولانا

۱۰۰ روپے

۱۰۰ روپے

۱۰۰ روپے

پارہ ۱ کے صحافی۔ ایک روپیہ۔ رسول اللہ کے محبوب۔ آٹھ آنے۔ عہد رسالت کے دور۔ ڈیڑھ روپیہ۔ ہادی دعوت۔ نو آنے۔ نماز خلاص۔ آٹھ آنے۔



**حیات ولی** شاہ ولی اللہ اور ان کے آباء و اجداد اولاد اور اساتذہ کا تذکرہ۔ مجلد چھ روپے۔

**حیات امام احمد بن حنبل** امام احمد کے مابین تازہ محقق ابو نعیم حنبل کا تفسیر اردو ترجمہ۔ امام احمد پر اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ قیمت دس روپے۔

**محمد بن عبدالوہاب** انہی مولانا مسعود عالم ندوی ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۶۰ء میں مدینہ منورہ تشریح الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کی سیرت اور دعوت پر علمی تحقیقی تصنیف جس میں مشرق و مغرب کے تمام مآخذ پوری طرح کنگھا گئے۔ غلط فہمیوں اور غلط برائیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ڈھائی روپے

**حیات امام ابو حنیفہ (سیرۃ النعمان)** علامہ شبلی کے قلم سے فقیر اکبر اعظم حضرت ابو حنیفہ کے فضائل و حالات پر لکھی گئی ہے اور ایمان افروز قیمت تین روپے (مجلد چار روپے)

**آزادی کی کہانی خود آزادی زبانی** مولانا ابوالکلام آزاد کی مفصل داستان حیات۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

**ردِ شرک و بدعت**

**تقویۃ الایمان** (اردو) شاہ اسماعیل شہید کی وہ مشہور کتاب جس نے اپنی بدعت میں پہلی ڈیوڈی قیمت چار روپے (مجاہد پانچ روپے)

**الشہادۃ الشاقبہ** (اردو) بدعات کے رد میں ایک مفید کتاب قیمت پونے دو روپے

**کتاب التوحید** ردِ شرک و بدعت میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے توحید کی تفسیر کتاب۔ قیمت مجلد

**بدعت کیا ہے؟** مولانا تاج محمد عثمانی اور تین دیگر حضرات کے تصانیف کا مجموعہ جو شرک و بدعت اور احیاء سنت کے فرق و امتیاز پر لایا ہے اور اس میں کئی جلد تین روپے

**ردِ عقائد بدعیہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا

۱۹۱۹ میں توفیق و مدد ملے۔ بحث۔ ایک روپیہ (مجلد چھ روپے)

**شاہ اسماعیل شہید اور معاندین** حضرت اسماعیل شہید پر اہل بدعت کے ہوائی الزامات کا کافی شافی رد۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (مجلد چھ روپے)

**تصانیف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ**

**حجت اللہ الباقیہ** تصحیح کتاب علوم و معارف کی کان ہے ۳۰۰ سلسلے اردو ترجمہ مع عربی متن دو جلدوں میں مکمل۔ قیمت مجلد میں روپے۔

**تشریح تفسیر** شاہ ولی اللہ کی مشہور کتاب الخیر المکتوبہ کا اردو ترجمہ۔ قیمت مجلد ساڑھے تین روپے۔

**فیوض الحرمین** شاہ ولی اللہ کے مشاہدات و آثارات قیمت مجلد دو روپے (مجموع اردو عربی)

**سیرۃ رسول** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور انکی خصوصیات و عادات۔ میلانات اور نسبی و حسی رشتہ داروں کی تحقیق و تفصیل۔ ترجمہ سلسلے اور عام فہم۔ بارہ کتبے

**تصانیف مولانا اشرف علی حجت اللہ علیہ**

**اصلاح الرسوم** مسلمانوں میں رائج شدہ رنگ برنگی رسموں کی شرعی پوزیشن کیلئے ۱۹ اس کا تصفیہ کتاب قیمت مجلد ایک روپیہ بارہ آئے۔

**حیات المسلمین** مسلمانوں کی زندگی کی کمی پوچنی چاہئے وہ کن چیزوں سے بچے اور کن چیزوں کو اختیار کرے۔ مجلد کی قیمت ایک روپیہ بارہ آئے۔

**تعلیم الدین** دین کی تعلیم سے متعلق عمدہ تنبیہات و معلومات پر مشتمل۔ مجلد ایک روپیہ بارہ آئے۔

**نشر الطیب** استاد الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طبری طبری مجلدات کا مجموعہ قیمت تین روپے۔

**دعوات عبادیت** مولانا اشرف علی حجت اللہ علیہ کے چند مواعظ کا مجموعہ جو ان سے نایاب تھا اسکا اب حیا ہے مکمل ہو چکا ہے قیمت آٹھ روپے اور ترجمہ کی قیمت

۱۹۱۹

## عقائد و فقہ

### ہفتی زیور

مولانا اشرف علی کی وہ شہرہ آفاق کتاب جو روزمرہ کے تمام دینی مسائل کے علاوہ سیکڑوں مفید مضامین پر مشتمل ہے۔ قسم اول، کل بدلتی مجددہ روپے۔ قسم دوم خیر بلان مجددہ سات روپے۔ در دونوں میں فرق یہ ہے کہ قسم اول میں تو حاشیہ پر عربی کتب کے حوالے دیتے گئے ہیں اور قسم دوم میں حاشیہ نہیں ہے۔ اصل مضمون دونوں کا ایک ہے۔

**اسلام، ایمان، عمل صالح، ارکان، اسلام، اخلاق، تحقیق، سیاست، اور مہربان**

دین کے طریقوں پر نہایت دل نشین اور ایمان افزہ گفتگو۔ بلاک کی عمدہ چھپائی۔ قیمت پوسٹے دور روپے۔

### عقائد الاسلام قاسمی

اسلام کے جملہ اصولی عقائد کو کہیں زبان میں نہیں کیا گیا ہے۔ خطاب اگرچہ سچوں سے ہے، لیکن بڑوں کے لئے بھی کتاب سی رہی ہے۔ نمونہ تمام اصولی عقائد سے بڑے بھی کم ہی باخبر ہیں۔ دھانی پڑھے۔

## ادبیات

### شاہنامہ اسلام حضرت اول

انہ مولانا صاحب نے شاہنامی وصال مبارک اور اسکے بعد یعنی خلافت راشدہ کا قیام عقیدتہ اول کا انتخاب کیونکہ عمل میں آیا۔ جنگی اصول معرکہ آرائیاں۔ تاریخ کی روشن حدائق میں زبان شعریں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت مجددہ تین روپے۔

### شعلہ طور

مجموعہ کلام انیس المتعزین بنیاد جگر مراد آبادی قیمت پنج روپے

### آتش گل

یہ بھی جسکے ہی کا مجموعہ کلام ہے جو شعاعی طور کے بعد طبع ہوا ہے۔ قیمت مجددہ پانچ روپے۔

### کلیات اقبال

ڈاکٹر اقبال کے اردو کلام کا انتخاب۔ قیمت مجددہ پانچ روپے۔

### فردوس

آپس کا اردو کلام کی عمدہ نگارگری اور نظموں کا دلچسپ مجموعہ۔ قیمت ساڑھے تین روپے۔

## دیوان غالب

انیس ایڈیشن میں غالب کی تحریر کا عکس ان کی تصویر پر بعض ایسے اشعار شامل ہیں جو دوسرے ایڈیشنوں میں نہیں پائے جاتے۔ قیمت ساڑھے پانچ روپے۔ قسم دوم مطبوعہ تاج کتب خانہ لاہور ہے۔ اردو کے تقریباً تمام ناگہر ال شعاعوں کا دستور نامہ ذکر اور نمونہ کلام۔ قیمت مجددہ سات روپے تین روپے۔

## مختلف علوم و فنون

### اصح اسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تاریخ کی واقعات پر مشتمل، بی بی انیس مضمون، مستند اور دلچسپ علمی و تحقیقی کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اردو میں کوئی کتاب سیرۃ اس کے پے کی نہیں۔ مجددہ سات روپے

**حسن حسین مترجم**

اصح کلمات کا شہور مجموعہ۔ قیمت مجددہ سات روپے۔

### مقدمہ ابن خلدون

یہ شہرہ آفاق کتاب اردو ترجمہ ہو کر آگئی ہے۔ قیمت مجددہ پندرہ روپے (مجددہ اعلیٰ سترہ روپے)۔

### اساس عربی

عربی سیکھنے کیلئے عربی صرف و نحو کے فوائد کی عمدہ کتاب۔ پانچ روپے (مجددہ چھ روپے)

### سیر الصحابہ

ایسے طویل و سوسہ سوسہ جلدوں کے حالات جن سے عام طور پر لوگ واقف نہیں۔ قیمت مجددہ پانچ روپے

### فتوح الغیب

ایمان، تقویٰ، صبر، فقر، خیر و عزم جبر و تقدیر، مسرت، برداشت اور شریعت و طریقت وغیر اسکے عنوانات پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مشہور و معروف مقالات کا مجموعہ جس میں مولانا عبدالعزیز صاحب نے دریا باہری کا مبسوط تعارفی مقالہ بھی شامل ہے۔ قیمت دھانی پڑھے

### حکایات صحابہ

صحابیوں کی زندگیوں کا مجموعہ جس میں سب سے پہلے واقعات جنکے مطالعہ سے روح تازہ اور سید کشادہ ہوتا ہے۔ قسم اول مجددہ تین روپے۔ قسم دوم سوادو لٹھے

اس کتاب پر حکومت نے مصلحتی طور پر اردو کتاب کی حیثیت سے پابندی لگائی ہے۔

## تحریک انخوان امین

مصر کی مشہور اسلام پسند جماعت  
 "انخوان امین" جس کے کئی رہنماؤں  
 کو جپانیاں دیدی گئیں۔ کیا ہے؟ اس سوال کا معتبر اور مفصل  
 جواب حاصل کرنے کیلئے مصر کے محمد شوقی کی یہ قابل اعتماد کتاب  
 ملاحظہ فرمائیے جس کا تیسرا اردو ترجمہ سید رضوان علی نے کیا ہے۔  
 ممالک عربیہ سے قریبی واقفیت رکھنے والے مشہور عالم اور عربی  
 ادب کے ماہر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنے "پیش لفظ" میں لکھتے  
 ہیں کہ میرے علم میں اس موضوع پر سب سے زیادہ پراثر معلومات  
 اور خوش سلیقہ سبھی کتاب ہے۔ اس کتاب سے انخوان کی قوت  
 عمل، حسن تنظیم اور کارکردگی کی صلاحیت کا خوب اندازہ ہوتا ہے  
 (قیمت جلد تین روپے)

## عہد نبوی کے میدان جنگ

مشہور محقق دانشور  
 محمد محمد الشریکی وہ  
 کتاب جو فرج اور دیگر زبانوں میں بھی شہرت چھٹی۔ عجیب کتاب  
 ہے متعلقہ نقشے اور تاریخ خندق، احد اور دیگر تاریخی مقامات کے  
 ۳۲ فوٹو بھی منسلک ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپے۔ (جلد دو روپے)  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات مقصد پر  
 اسوہ حسنہ ایک نفیس کتاب جسے پڑھ کر ہل شکنی اور  
 حق دوستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں بعض ایسی مفید باتیں ملتی  
 جو عام طور پر کتب ہدایت میں نہیں ملتیں۔ قیمت سوا دو روپے (جلد سوا دو روپے)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شہان عالم عرب حکمرانوں قبائلی  
 سرداروں اور عمالوں کے نام  
 دربار رسالت کی خطوط کتابت  
 اور معاہدات ضروری تشریح  
 اور اصل خطوط کے فوٹو بھی شامل ہیں۔ قیمت سوا دو روپے۔  
 (از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، حدیث کا  
 تعلق قرآن سے کیا ہے۔ دین میں حدیث  
 کو کیا حیثیت حاصل ہے۔ رسالت کے آثار میں اور اسکے تقاضے  
 کیا ہیں؟ اس طرح کے سوالات کے دل نشیں اور مدلل جوابات  
 منکرین حدیث کا بہترین رد۔ یہ کتاب غالباً تبلیغی نقطہ نظر سے چھاپی  
 گئی ہے۔ چنانچہ مفید کاغذ کے ڈیڑھ سو صفحات کی قیمت صرف بارہ آنے

## حدیث و قرآن

اس میں حدیث کا بہترین رد۔ یہ کتاب غالباً تبلیغی نقطہ نظر سے چھاپی  
 گئی ہے۔ چنانچہ مفید کاغذ کے ڈیڑھ سو صفحات کی قیمت صرف بارہ آنے

## مکاتیب امام غزالی

قیمت جلد تین روپے۔  
 اسلام کی اخلاقی تعلیمات

مصر کی ضرورت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قیمت سوا دو روپے۔  
 عربی اردو لغت کی عظیم الشان کتاب

## مصباح اللغات

پچاس ہزار سے زائد الفاظ کی تشریح  
 "تہجد ناموس" تلح العروس" نثریہ "تہجدی اللادب اور اسی پاسے  
 کی دیگر لغات کا مجموعہ۔ قیمت جلد سوا دو روپے۔

## کریم اللغات

عربی و فارسی کے جو الفاظ اور الفاظ  
 اردو میں رائج ہیں ان کی بہترین اردو تشریح  
 یہ لغت عمدہ اردو لکھنے اور سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ قیمت  
 دو روپے (مجلد ڈھائی روپے)

## کتاب الصلوٰۃ

"نماز" پر امام احمد ابن حنبل کی مشہور کتاب  
 ترجمے کیساتھ امام صاحب کے اثر انگیز  
 حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ مجلد ڈیڑھ روپے۔

## اسلام کیسے؟

مولانا منظور نعمانی کی وہ مقبول کتاب جسے  
 عوام خواص بھی پسند کرتے ہیں۔ قیمت  
 قسم اول مجلد دو روپے آٹھ آنے۔

## آپن حج کیسے کریں

از مولانا منظور نعمانی۔ جیسا کہ نام  
 سے ظاہر ہے اس میں حج کرنے کی  
 تفصیلات ہیں۔ قیمت جلد دو روپے۔

## سرایے رسول

اس مقدس کتاب میں آنحضرت کی ذات  
 گرامی کے تمام ہی گوشوں کو معتبر روایات  
 دلائل سے سامنے لایا گیا ہے۔ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سونا جاگنا  
 بولنا مسکرانا معاملات اخلاق عادات مرغوبات بغض  
 آنحضرت کا تمام کا تمام سرایا الفاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے  
 پیش لفظ سید ابوالاعلیٰ مودودی کا ہے۔ قیمت صرف چودہ آنے

## اسباب و اہل امت

علامہ امیر شکیب ارسلان کی محرکۃ الارباب  
 تصنیف۔ مجلد ڈیڑھ روپے۔  
 مولانا اشرف علی کے خطوط کا مجموعہ۔  
 اصل چار حصے۔ پونے دو روپے (جلد سوا دو روپے)

## صراط مستقیم

ارشاہ اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ - نیا ایڈیشن، عمدہ کتابت و طباعت - قیمت ڈھائی روپے (مجلد تین روپے)

## تعلیم الاسلام

انجمن اودھ ٹرے لکھے لوگوں کی ابتدائی دینی تعلیم پر بہترین کتاب - چھپائی عکسی قیمت مکمل ہر چار حصہ ایک روپیہ چھ آئے (مجلد دو روپے)

## اشتر الکیتوس کی تجرگاہ میں

اشتر الکیتوس کی علمی اشاعت - قیمت تین روپے - تاکا حجاب ایک

## احسن الصلوٰۃ

تماز و نہو، تنہم اور غسل کے فرائض و واجبات اس میں مستحبات اور مفسدات، و مکروہات کو نہایت وضاحت سے درج کیا گیا ہے۔ صفحات ۱۱۱ حروف پانچ آئے

## رحمۃ اللعالمین

غیر مسلموں کی مدلل شہادتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عظمت کا ثبوت صفحات ۱۱۱

## محکمات

قرآن کی بعض آیات اور انکی تفسیر پر علامہ عبد اللہ العبادی کا عالمانہ تبصرہ و محاکمہ - ڈور روپے بارہ آئے

## اردو کا مقدمہ

اردو کے بارے میں ادیبوں، شاعروں، سماجی کارکنوں، سیاسی لیڈروں اور اہل علم و فضل کی شہادتوں پر مشتمل ڈرامہ - جو بے لطف ہونے کے ساتھ ساتھ اردو کے حق میں دستاویزی ثبوت رکھتا ہے - ایک روپیہ

## حقیقت

جماعت اسلامی برکے گئے بعض اعتراضات پر مولانا قاسم عثمانی کی مفصل تنقید قیمت دس آئے

## مولانا مودودی اور نصیحت

مولانا شہج احمد کا ایک معرکہ الآراء مہبوط مقالہ کتابی شکل میں پبلشر کے "تعارف" ماہر القادری کے پیش لفظ" اور مولانا قاسم عثمانی کے مقدمے سے مزین ہے

قیمت ڈیڑھ روپیہ

## کتاب الطہارت

جس میں پاکی اور ناپاکی کے جسمی مسائل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

قیمت بارہ آئے

## تجلی کا خاص نمبر

اب بھی مل سکتے ہیں ایمان و عمل کے مسئلہ

پر تفصیلی محققانہ بحث، اندرون نیاز، فاتحہ وغرس اور سماج موٹے وغیرہ کا جائزہ وغیرہ ذراک۔

اسی میں مولانا شیخ احمد کا مشہور مقالہ "مولانا مودودی اور تصوف" بھی شامل ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

نوٹ: دستاویزی مٹکانا ہو تو سنی آرڈر سے ایک پیسہ گیارہ آئے بھیج دیجئے۔ وی پی طلب کریں گے تو ڈور روپے دو آئے خسرج ہو جائیں گے۔

## بتدیوں کی تجویز

قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے بہترین ہے۔ تجویز کے بہترین طریقہ آسان زبان میں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف بارہ آئے

## درگاہ رسول کے دو طالع علم

یہ دونوں کن تھوڑے جلیل القدر صحابی

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان دونوں کے مختصر مگر مستند حالات اور سوانح۔ طرز تخریر مجدد دلکش ہے۔ کتابت و طباعت اچھی۔ ایک روپیہ

## رد ورفض (اردو)

ایک دلچسپ مناظرہ۔ کیا راضی کا فری؟ اور راضیوں کا کیا مذہب ہے؟ اس پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کا خود نوشتہ رسالہ حریف آخر ثابت ہوا۔ جواب اردو میں ترجمہ ہو کر چھپنا قیمت پندرہ روپیہ

## تعلیمات امام اہل سنت

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مشہور مکتوبات کا اردو ترجمہ اصل عبارت (فارسی) ساتھ ساتھ دیدی گئی ہے۔ یہ مکتوبات - بادشاہ وقت - وزیرانہ وقت - لیسے مرشد اور خلفاء سے لیکر صاحبزادوں اور دیگر ارکان دولت تک نام لکھے گئے ہیں۔ ان سب میں آپ کو شرعی حقائق و معارف ملیں گے اور ساتھ ہی حضرت مجددؒ کی کچھ خصوصیات بھی شامل کتاب کی گئی ہیں۔ قیمت صرف بارہ آئے



